ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
الحمد للہ کہ دریں ایام میمنت اقتران کلام فصاحت نظام دیوان بلاغت نشان جناب مرزا میستا بیگ صاحب متخلص
کارستان فصاحت
۱۳۱۱ھ
حسب فرمائش سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب
در مطبع یوسفی دہلی طبع نمودہ شد
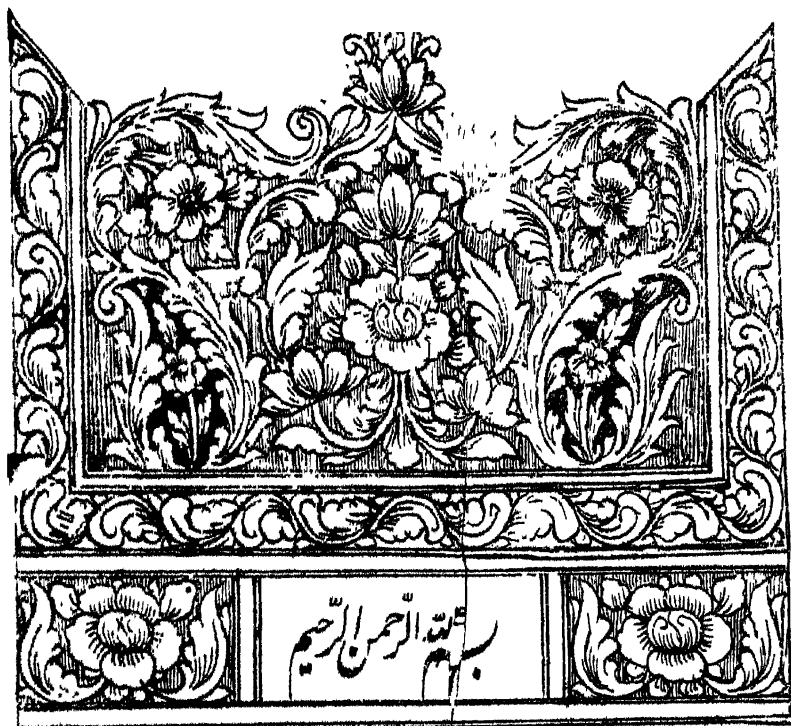
بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خاکسار
ذرۂ بیمقدار نبن سید رستم علے ابن سید ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن
ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن۔ بخدمت سراپا برکت
شاعران نازک خیال و واقفانِ رموزِ بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے
کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا تھا
کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا مسیتا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہے شاگرد
رشید جناب خواجہ حیدر علیصاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ
کہین سے ہمارے ہاتھ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے
کیونکہ جناب منتہے صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل
تصنیف جب غدر مین تلف ہو گئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف
لے گئے والی باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص میں جگہ دی

قدر ہی اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے کہ یک بیک شہر نذر کورپر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم و برہم ہوگیا وہ تصنیفات بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشان کشان رونق افروز حیدر آباد دکن ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شمس الملک بہادر مغفور مین ملازم ہوئے اور بعد اسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالم تاب سپہر فضل وکمال شہاب پر انوار سمائے جاہ و جلال یکتا تازِ عرصہ جرأت و شجاعت قدر انداز معرکہ رفعت و مناعت معدن جود و سخا مخزن انصاف و عطا یعنے نواب میر خیرات علیخان بہادر المتخلص بہ سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدر آباد دکن بڑی رسوم و دھام کے ساتھہ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور ماہوار بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل و شرب بھی صاحب موصوف کا نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا اکی مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگا دیتے لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصہ دس سال مین تیس جز تصنیف فرمائے تھے کہ موت سدِراہ ہوگئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملک جاودانی رحلت فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث اُنکی تلمذی اور صحبت کے فن شاعری مین کامل و اکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے استاد شفیق نازک خیال پر گو کہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور اُنکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمائی تمام تصنیف اُنکی کرم خوردہ ہوگئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اکثر کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتب خانہ میں سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بہزار سعی و جانفشانی سلسلہ وار درست کر کے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا۔ لہذا اس کمترین نے بصرف زر کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائیں بامید نفع نقصان نہ اُٹھائیں جس کو جسقدر جلدین درکار ہوں اس کمترین سے طلب فرمائیں فقط

رجسٹری

بلا حقوق طبع اس دیوان کے محفوظ ہین اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی کوئی صاحب صاحبان مطابع وغیرہ سے طبع نفرمائین فقط

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب بمقام شہر امروہہ محلہ بڑا ابلاد ضلع مراد آباد

اطلاع

ہنگام طبع دیوان جناب منشی صاحب جناب میر رستم علی صاحب نے تمام و کمال کا بیان راقم کو دکھایا ہین اگر کوئی غلطی رہگئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظری مصنف بھی سہو کاتب سے لکھے گئے ہیں فقط

الراقم

میر خیرات علی منشی تلمیذ منشی مصحح دیوان ہذا

فقط

نورِ حق دل مین اگر جلوہ کنان ہو جائیگا
شمعِ بزمِ راستی ہر استخوان ہو جائیگا

التجائے اہلِ دنیا شرکتِ ابلیس ہے
گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہو جائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران بر ملا
اشک باری سے غبارِ دل نہان ہو جائیگا

تاب کیا خورشیدِ محشر کی ملاوی مجھہ سے آنکھہ
ابرِ رحمت اُسکا مجکو سائبان ہو جائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے ہے مجھے بھی زاہدا
جس چمن مین پیرِ صد سالہ جوان ہو جائیگا

گوش و چشم و دست و پاؤن سبھی مٹ جائینگے
راہیِ ملکِ عدم یہ کاروان ہو جائیگا

باغِ جنت اُسکو ہی ہوگا نظر کے سامنے
میری جانب کو جو تجھہ سا باغبان ہو جائیگا

لطف اُٹھے گا مئے و معشوق کا ای منتخی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہو جائیگا

کششِ عشق پہ قادر جو مرا دل ہوتا
فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہربان تجپہ نہ وہ حور شمائل ہوتا
اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائیکا کیونکر ترا باطل ہوتا
آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجکو
چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح
مجھہ سے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

گر بیابان نظر آتا نہ کسی کا دامن
ناصحِ تنگ خونکا جو مین عامل ہوتا

دیکھتا یار جو دزدیدہ نگہ سے سر بزم
نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

ملک الموت بھٹکتا نہ مرے کوچے مین
مہربان مجھپہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا

تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفل حسین
تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا

ہے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہر
خشک کیونکر نہ جہان مین لب ساحل ہوتا

بات مین معرکۂ عشق صنم سر کرتا
منتہے فضل خدا اگر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا
جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا

مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہلو
خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا

ذبح لیجا کر کیا صحن چمن مین باغبان
مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا

مادر گیتی ستاتی ہے مجھے کسواسطے
پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا

جو ہر تیغ زبان جسدم کرون مین آشکار
بند ہو دم ایک دم مین خنجر فولاد کا

اُس لب شیرین کا جسدم شہر مین شہرہ اڑا
سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک قناد کا

آہ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی
جل نہ جھے جلدی آلہی جھونپڑا صیاد کا

سخت جانی پر مری جسدم پڑی اسکی نظر
پانی پانی ہووے زہرہ خنجر فولاد کا

شعر گرما گرم سنکر اسکے جلتے ہین عدو
نام جو آتش ہے دنیا مین مرے استاد کا

بڑھ چلے ہین گیسوئے شبگون رخ محبوب سے
حال ہو ویگا پریشان طرۂ شمشاد کا

گھیرتی ہے جسگھڑی فوج غم فرقت مجھے
اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا

عشق بازی کھو دیا ہے جسنے دنیا مین فروغ
یا خدا جلدی برا ہو اُس ستم ایجاد کا

دیکھ لے وہ منتہے نیرنگ حسن یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالم ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کالہ کیا کرتا
مقابلہ شب فرقت کا رزالہ کیا کرتا

فقیر ہون مین ازل سے در توکل کا
گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا
پھٹی ہوئی تری انگرکھی مین ا

پسند طبع نہ تھا میرے یار ہر جائے
میں خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا

زبان تلخ پہ میں کس طرح عمل کرتا
میں ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا

حضور داغِ جگر اپنے شمع کیا جلتے
چراغ مہر کے آگے اوجالا کیا کرتا

جو دیکھتا رخ رنگین پہ خال کو تیرے
جگر پہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا

غریزِ خط رُخِ یار کیون نہ دل کرتا
مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا

ازل کے دن سے جو تھا جادہ سیہ بختی
چراغ زیست کا اُسمین اوجالہ کیا کرتا

سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن تیرے
برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا

نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی
مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا

دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو
دہان گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا

جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخ کے ترے
فلک پہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا

صفاتِ عالم پیری نہ کس طرح لکھتا
مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منعم کے ہاتھ آتے
تمہین کہو کہ وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمہارا
صنم غیر نے مال مارا تمہارا

کہا انا للہ ہنس ہنس کے اُسنے
کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمہارا

کہا جامِ مے دے کے اُس ماہوش نے
بڑے اوج پر ہے ستارا تمہارا

دیا نقد دل اپنا جی چاہا جس کو
نہین اسمین ناصح اجارا تمہارا

نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے
قیامت ہے پیارے اشارا تمہارا

نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین
نہان راز ہے آشکارا تمہارا

غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا
ستم ہے ستم ہے نظارا تمہارا

قدم بحر الفت مین رکھتا ہون ڈرکر
ہے صبر و تحمل سہارا تمہارا

ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا
یہ قدرت تمہاری یہ یارا تمہارا

نہ فرمائیے ضبطِ آہ و فغان کو
نہ اُٹھے گا یہ باربیجا تمہارا

دلا عہد پیری مین جوشِ محبت
ہوا حوصلہ پھر دوبارا تمھارا

وفادار ہم ہین جفاکار تم ہو
یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا

کیا بعد مدت کے آباد ہم نے
ہیان قیس سونا تھا صحرا تمھارا

بہکنا ہمارا خوشی آپ کی ہے
سڑی بن ہمارا تماشا تمھارا

چھٹا منتقے دامن وصل جب سے
ہوا قطعہ دستِ تمنا تمھارا

جو بن بت سفاک کا ڈھل جائے تو اچھا
کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا

طفل دلِ بدخو جو بغل مین ہے ہمارے
کوچے مین حسینون کے بہل جائے تو اچھا

آجائے کسی بت پہ دل صاف ہمارا
یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا

وہ تیغ کہین کھنچ کے رہ جائے الٰہی
آئی سرِ عشاق سے ٹل جائے تو اچھا

اوڑ جائے مرے دل سے قدِ یار کا سودا
سایا کہین اس سرو کا ڈھل جائے تو اچھا

ہو موم تپِ عشق سے دل یار کا یارب
وہ شمع عاشق ہے پگھل جائے تو اچھا

نقدِ دل و دین دیکے کہین وصل ہو ممکن
فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا

وہ جنبش ابرو دلِ شیدا کا کرے کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

مین دیوانہ کرون گر شور دل سے آہ و افغان کا
بزنگِ کاغذِ بادی ہو عالم سقفِ زندان کا

بہارِ گل گئی آئی گلستان سے کئی باری
وہی عالم ہے دامان کا وہی عالم گریبان کا

نگاہ یار مین سرمہ کا ڈورا آج کھچتا ہے
خدا حافظ ہے ناصح آبروئے تیغ بران کا

بگڑنا اِسکو لازم ہے شکستا اسکو ضرورت ہے
مگر ظرف گلی سے کم نہین ہے جسم انسان کا

نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ وافق کو ممکن تھا
نمونہ ہے دلِ ویران ہمارا اُس بیابان کا

نہایت دھیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل مین
تماشا دیکھتا ہون ایک شیشہ مین پرستان کا

نہ سنبل کا ہے وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہے
اگر لکھون تو دفتر ہو مری حالِ پریشان کا

لے آیا جذبہ دل کھینچکر اُس شوخ پرفن کو
نگہبان دیکھکر منھ رہگیا اُسوقت دربان کا

ہر رند ہے میکدے کا مائل | عاشق ہر شیشہ ہے تری کا
عاشق مالک ہے چشم نم کا | الیاس کو کام ہے تری کا
شیدا ہون دختِ رز کا ساقی | دیوانہ ہون شیشے کی پری کا
ہے چشم امید بھائیون سے | طالب کھوٹے سے ہون کھری کا

جذبہ اُلفت نے روکا ورنہ
دل لے ہی چلا تھا منتھے کا

جہان کی بحر مین مثلِ حباب گھر رکھنا | سفر عدم کا لگا ہے بندھی کمر رکھنا
جفا کرے نہ کرے وہ جھکائے سر رکھنا | خفا وہ کہ مجھکو اُسکا ڈر رکھنا
لگانا یار کو یا آپ اُس سے لگ چلنا | کسیکی ہو نا دلا یا کسی کو کر رکھنا
نہ دینا داغِ محبت کو ہاتھ سے اے دل | گرہ باندھ کے مضبوط یہ گہر رکھنا
اسیر کر کے ہمین حکم دے گیا صیاد | قفس ہو تنگ تو اُنکے نہ بال و پر رکھنا
دکھا دے سیرِ چمن اب کی گر کرون نالہ | قفس مین پھر مجھے صیاد عمر بھر رکھنا
صبا ہر ایک مرے ہمصفیر سے کہنا | بہار آئی ہے قابو مین دلکو کر رکھنا
قفس مین چھوڑ کے تنہا چلا تو ہے صیاد | ضرور موسمِ گل میں مری خبر رکھنا
گدا سے دہر کے خاطر ہی داغِ نقشِ سجود | ہر عیب منھ پہ جوان مرد کو سپر رکھنا
فلک وہ شام سے ہی بے حجاب جلوہ نما | چھپائے دامنِ شب مین رخِ سحر رکھنا
بیان کر کے ہر اک کا کہا سنا قاصد | قدم پہ یار کے میری طرف سے سر رکھنا

بتا کس نے تجھے منتھے بتا دینا
قدم کو کوئے محبت مین پیشتر رکھنا

لبریز بزمِ یار مین جامِ شراب تھا | پھولا ہوا چمن مین گلِ آفتاب تھا
ساقی کا مجھ پہ وصل مین ہر دم عتاب تھا | جامِ بلور صورتِ چشمِ پُر آب تھا
غنچہ دہن کے ہاتھ مین شرابندِ نقاب تھا | معلوم یہ ہوا کہ ہمین سے حجاب تھا
جھکا ہوا ہاتھ مین جامِ شراب تھا | ٹوٹا پڑا ہوا قدحِ آفتاب تھا

سامان عیش ہجر کی شب مین عذاب تھا ۔ کالی بلا سا اپنی نظر مین سحاب تھا

آنکھین دکھا رہی تھی ادہر وحشت دلی ۔ پھولا ہوا اودہر کو چمن مین گلاب تھا

دل مین بھری ہوئی تھی ہوس عز و جاہ کی ۔ دفتر مین اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا

بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم مین ۔ بے بادہ جام صورت چشم حباب تھا

چکھا نہ اسکو درد کشون نے ہزار حیف ۔ شیشے مین اس فقیر کے اچھا گلاب تھا

پہلو مین رعب حسن صنم سے غضب وصال ۔ یہ دل زبان گنگ کا گویا جواب تھا

یہ سر وہ ہو کہ جسمین بھری تھی ہوائے دوست ۔ یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا

زخم جگر تھے اسمین کہ تھی نقد داغ دل ۔ سرکار عشق سے جو ملا بیحساب تھا

پوچھے جو صحبت مے و معشوق حشر مین ۔ کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا

یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحر عشق ۔ یہ وہ حباب ہو جو کبھی زیر آب تھا

برسون ہی دل مین مصحف رخسار ہی دھیان ۔ دابی ہوئے بغل مین خدا کی کتاب تھا

لگتے تھے پاؤن گور کے اندر شب وصال ۔ اپنا سمند عمر کا بادر رکاب تھا

ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی ۔ سبزہ اور یہ دل خانہ خراب تھا

دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا ۔ دہوکا واہمہ تھا توہم تھا خواب تھا

پست و بلند بحر جہان یار ناصحا ۔ اپنے نظر مین صورت موج حباب تھا

بھنتا تھا شیخ بادہ کشون سے بہار ہیز ۔ آتش سے مے کی مرغ مصلا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہین کرکے نکیرین گفتگو
یہ منتخب بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلمان پہ کر گیا ۔ ساقی شراب ناب سے دو جام بھر گیا

ہنستا جو سامنے سے وہ گل رو گذر گیا ۔ دامن مری نگاہ کا پھولون سے بھر گیا

اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا ۔ اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا

کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد ۔ قارون کے ساتھ مال زمین مین اتر گیا

طفلی گئی شباب مٹا پیری آ گئی ۔ ہونا تھا جو ہوا وہ گذر گذر گیا

ذکر رونیکا مرے بعدِ فنا رہجائیگا
خشک ہوجائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا

فصلِ گلمین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو
شیخ جی کا ساقیا دستِ دعا رہجائیگا

اپنے آہونکے چلین گے جبکہ جھونکے بانِ عین
دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا

بزم مین اُس چشمِ مخموری کے آگے ساقیا
طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دھرا رہجائیگا

کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین
بوریا رہجائیگا تاج ولوا رہجائیگا

پاس ہے جاہ وحشم اپنے نہ ہے کچھ ملک و مال
کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا ؎

ایکدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسجگہ
آشنا رہجائیگا نا آشنا رہجائیگا ؎

ایکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا
اور میرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا

آج مین بیٹھا ہون کل بیٹھیگا کوئی اور یاں
یون ہین بچھا بوریا اس فقر کا رہجائیگا

عاشقِ جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے
ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دھرا رہجائیگا

آرزو رہجائیگی ہمکو وصالِ یار کی
لوحِ دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا منفی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا
آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا

رہنے کی جا نہین نہ ٹھکانا مکان کا
مانندِ بو زمین کا نہ ہون آسمان کا

بادِ خزان اوڑی چمن روزگار سے
تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا

روحِ روان جسم کے اے دل مقام سے
مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے
باندھا ہوا ہر اک ہے اسی ریسمان کا

منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد و کوہکن
کس سے پتا لگاؤن مین مُغ کی دکان کا

کعبہ و دیر خلد و ارم جنت النعیم
ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا

شیرینیٔ کلام نہ جائیگی عمر بھر
چسکا نہین چھٹیگا ہماری زبان کا

مرغِ چمن ہوا ہین کہ ہو بلبلِ قفس
نقال ہے ہر ایک مری داستان کا

منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور
لشکر مین جس طرح سے ہو ہاتی نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہمراک اہلِ دل کے ساتھ ... ہے طایران بلند آشیان کا
بے قدردان لباس نہین آبرو ہمین — اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا
چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے — بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا
دفتر تھے دو کھلے ہوئے رازونیاز کے
قاصد سے اپنے فرق نتھا دو کمان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا — یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا
خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو — پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا
ہے حبابِ لبِ دریا انسان — جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا
ضعفِ پیری سے بنا نقشِ قدم — مین وہین کا ہوا جسجا بیٹھا
صورتِ باد رہا سرگردان — خاک کی طرح مین اٹھا بیٹھا
پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین — کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا
بحرِ ہستی مین حبابون کی طرح — سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا
کب سے یتیرا فلکِ شعبدہ باز — دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا
سامنے کس کے جھکایا سر کو — کس لیئے شیخ تو اُٹھا بیٹھا
نہ تو نالہ ہے نہ افغان ایدل — کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا
خوابِ سیرِ چمنِ عالم ہے — کیا دلِ زار ہے بھولا بیٹھا
دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون — ملک پر عشق کا سکا بیٹھا
نقدِ دل تھا جو بضاعت مین مری — عشق مین اسکو بھی کھو کھا بیٹھا
جو گیا ملکِ عدم کو وہ گیا — اسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا
دلکو ہے جذبۂ الفت شاید — بک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا
چل بسی منتظی سب یار ترے
تو یہان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا — بند اِس قطرے مین دریا دیکھا

میر حسین

دل مین نیرنگ تمھارا دیکھا | جسنے دو مین گل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اُسکا جلوا | سرکو جو وقت جھکایا دیکھا
ہم نے اس خاک کے پتلے مین نہان | قدرتِ حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصدِ دل زیبِ کنار | ہمنے ؛ تون کو بھی بھلا دیکھا
حرم و دیر مین ڈھونڈھا سنے . من ؛ | ہمنے تجکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو | کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطفِ گلزار و خرابیِ چمن | جوانِ آنکھون نے دکھایا دیکھا
قاصدا تجکو بلاکر تنہا ؛ | اُسنے پردا نہ اُٹھایا دیکھا
آئینہ تھا قدمِ آدم کو یا ؛ | صاف اُس بت کا سراپا دیکھا
ترے بازارِ جہان مین گردون | اک نیا روز تماشا دیکھا ؛
دل دیا جان بھی دیدی اُسکو | یہی اُلفت کا تقاضا دیکھا ؛
ہوشیار اُسکو جہان مین پایا | جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا | بس تجھے رشکِ مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا نیتنج اُسکو | ذبح گل مرغِ مصلّا دیکھا ؛

منتی اوڑ گیا دل یار کے پاس
پھر گیا گود کا بالا دیکھا ؛

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا | کہین تیشہ نظر آیا مرا ماتھا ٹھن کا
کاٹ بھی لے سر آمادۂ سودا نتک | دور بھی ہوئے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین | نقش جب بنگیا تعویذ مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اٹھائین جو مکین | دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جا بجا تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے | نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پہلوی ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل | اُسکی پیشانی پہ ٹیکا تو نہین چیمن کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پہلو کبھی سر | بے خبر جسن سے ہین وقت ہے الھڑپن کا

ہے نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون — بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا
ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے — یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا
یار و اغیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین — دھیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا
منتہی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا — قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
شربتِ وصلت پلایا یار نے — ہجر کے بیمار کو اچھا کیا
قامتِ رعنا دکھا کر یار نے — سرو کو گلزار مین سیدھا کیا
بھر نہ ان در در پھرایا حیف ہے — مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا
دل دیا تجھسے بُتِ سفاک کو — بیٹھے بٹھلائے یہ مینے کیا کیا
وعدۂ دیدار رکھا حشر پر — کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا
انتظارِ یار مین بستر پہ شب — نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا
دستخطے دکھلاؤنگا فردِ جبین — حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا
نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا — ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا
حشر مین یہ تو کھونگا برملا — ان پریزادون نے دیوانا کیا
آئینہ ہمنے مقابل کر دیا — اسنے یکتائی کا جب دعوا کیا
معنیٔ تحریرِ قسمت منتہی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

سن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھہرا — جنس جب چھٹ گئی اسوقت یہ سودا ٹھہرا
محتسب ٹھہرا نہ زاہد کبھی اسجا ٹھہرا — بزمِ رندان مین جو ٹھہرا تو یہ مینا ٹھہرا
نہ اٹھا کوئے توکل سے نہ در دیکھا — حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھہرا
ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی — جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھہرا
آبرو رازِ محبت کی ڈبو دیتا ہے — قطرۂ اشک نہ ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو بیار رہیں کرتے ہو — عاشقی ٹھہری کہ اٹھانے تقاضا ٹھہرا
اُس سے کسدن ہوا ہمارے محبت کا علاج — سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھہرا
چل کے آیا تھا بڑی دور سے تھکا یہ چرخ — ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھہرا
پرورش ہمنے کیا دلکو گیا یار کے پاس — یہ تو بتلائیے کوئی مال یہ کس کا ٹھہرا
لئے جاتی ہے ہر اک سمت ہوائے دنیا — آدمی مین نہین ٹھہرا کوئی پتّا ٹھہرا
مے کے دریا یہ بھبے رات کو میخانے مین — شیشۂ آنکھون مین حباب لبِ دریا ٹھہرا
اِن حسینون کا طلسماتِ جہان کے اندر — پتلیونکا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا
ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار — دلِ مضطر نہین ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتہی تو بھی فنِ عشق مین یکتا ٹھہرا

منصور پیتے ہی مے اُلفت بہک گیا — جام مئے الست بھرا تھا چھلک گیا
پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا — شاعر ہون میرا مصرعۂ ثانی لٹک گیا
مجھ رند پاک کا کبھی چلو نہ بھر دیا — ساقی ترے کرم سے ہر اک یار چھک گیا
مین لوٹ ہو گیا ہون خطِ سبز رنگ پہ — خار چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا
پیری مین دل دیا بتِ بیرحم یار کو — منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا
بھڑکا یا دل کو تذکرۂ حسنِ یار نے — ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا
بیہودہ شراب عشق کا منصور سے کھلا — نداف تھا کہ پنبۂ مینا دھنک گیا
بلبل ہے چپ نسیم سحر بھی خموش ہے — شاید چمن مین برگِ خرابی کھڑک گیا
جامِ بلور مے کا بھرا یار نے دیا — شب کو ہمارا اخترِ طالع چمک گیا
تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجھ پہ سب فدا — ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا
رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا — خورشید کیطرح سے یہ ذرہ چمک گیا
سودے سے جو بھرا وہ ہوا سر وبالِ دوش — بار شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا
لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا — دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسکی بات اُسی کا یہان مقام رہا — وہی رہا جو زمانے مین نیکنام رہا

خیال دل مین مغان یہان مدام رہا — شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا

بہار جاتے ہی گرکے چمن سے غنچہ و گُل — خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا

عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم — دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا

اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوے — یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا

مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین — حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا

نمود خط کی ہوئی قدر زلف و خال گھٹی — خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا

ذرا رقم نہ ہوا جنگ حسن و عشق کا حال — گھٹی اک عمر پہ قصہ یہ ناتمام رہا

جو حال پیر خرابات پوچھتے جلکر — نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا

وہ ہرا ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین — نہ فکر صبح نہ سودائے قوت شام رہا

ہمیشہ وا رہا بند نقاب صاحب کا — سمند ناز ترا یا رب بے لگام رہا

کھلا نہ راز محبت بہت تلاش رہی — جنون نجتہ کے خاطر خیال خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتظی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا — مٹ گیا لطف زندگانی کا

جسکو کہتے ہین یار ماہ تمام — ہے مرقع تری جوانی کا

سن کے بولے مرا فسانۂ غم — لطف کس کو ہے اس کہانی کا

کیا بیان رتبۂ شہادت ہو — ملک ہے عمر جاودانی کا

کیا کرون کا مین دولت کونین — وصل ممکن ہے یار جانی کا

گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ — پر کٹا مرغ آسمانی کا

اٹھ گیا صبح یار پہلو سے — ہو برا مرغ آسمانی کا

دھوم ہر سمت ہے سخن کی مرے — شور ہے میری جان فشانی کا

کھنچے اس برق وش کی گر تصویر — ہاتھ کانپے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے   بل مٹا تیغِ اسفہانی کا
زمزمے منتھی کے گر سنہلے
دم سگھٹے مرغِ بوستانی کا

دہیان آیا جبگھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا   پہر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا
عشق مین موئے کمر کے اسقدر ہون ناتوان   ہاتھہ مین میرے عصا بہارے ہے پائے مور کا
ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون   پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا
شیخ وزاہدسا جہان مین کوئی خود مطلب نہین   کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حور کا
ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون   دہیان آیا ہے کسی کے دیدۂ مخمور کا
خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین   مرتبہ رکھتا ہے ایدل مسندِ فغفور کا
ہے قدر انداز ایسا خامۂ مضمون تراش   تاکتا رہتا ہے ہردم یہ نشانہ دور کا
نانِ نعمت کا نہین دہیان اسکو ہے نانِ جوین   دل ہے کشکولِ گدا کا نہ نہین فغفور کا
پاس وئی ماہ وش کے دیکھکر خال سیاہ   دل پکارا ہے یہی دودہ چراغِ طور کا
منزلِ ہستی مین آٹھرا ہے دو دن کیلئے
منتھی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عز و جاہ کا   پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا
ماران ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا   مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا
دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا   رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الٰہ کا
میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے   بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیر آہ کا
پیرِ مغان نے کوچہ اُلفت دکھادیا   ہاتھہ آگیا نشان مجھے سیدھی راہ کا
ہر رنگ مین ہے جلوۂ جانانہ آشکار   پردا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا
دم بھرتا ہے اُسی کا ہراک شیخ و برہمن   کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا
صوفی صفا پذیر ہین ہین رند باکباز   مالک ہے ایک ایک ہراک اپنی راہ کا
جو کچھ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا   اس سے گھٹے بڑھے تو ہون مورد گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم　　ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا

نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین　　دشمن ہوا ہے اور سنو چور شاہ کا

کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن　　جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا

نارِ جحیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا　　کیا اُمتی نہین مین رسالت پناہ کا

روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام بھی روزِ سیاہ کا

ہوگیا عاشق شیدا بُتِ ہرجائی کا　　خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا

حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا　　داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا

جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر　　ہوگیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا

لحد تیرہ مین جو وقت گذرا اپنا ہوا　　یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا

آسمان سر پہ اٹھا لون مین کرون وہ نالے　　پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا

حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اسکا　　ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا

تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے　　قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا

زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب مرے　　کبھی عاشق نہ ہوا انسان بتِ ہرجائی کا

حکم سے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون　　مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا

خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے　　پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا

ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت کا تری　　حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا

رحمتِ حق کا طلبگار رہون ہر دم حق سے　　منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا

آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اُس بُت سے　　مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا

منتہی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
متحمل ہمین نہین ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہوگیا　　شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہوگیا

گر پڑے عشاق اُسکی تیغ خون آشام پر　　کل شہادت کے طلبگارونکا دنگا ہوگیا

دفن کرکے فاتحہ پڑہکے مرا بولا وہ شوخ　　آج بیمار محبت مرا چنگا ہو گیا

بزم مین جلکر کیا شب رازِ اُلفت آشکار　　شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا

گر کے اُسکے کوچۂ تاریک مین نکلا نہ دل　　پیچ زلف یار کا مجکو اڑنگا ہوگیا

وصف دیر وکعبہ کا ہمنے جدا گانہ کیا　　ایک ہی مضمون تہا فقرہ دورنگا ہوگیا

بڑھتے بڑھتے اپنا طول زندگانی کم ہوا　　گہٹتے گہٹتے جامۂ ہستی اونگا ہوگیا

خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خال سیاہ　　زیب گلزار ارم کا لا بہجنگا ہوگیا

شاہ ہفت اقلیم سے ایدل گدائی دہر تک　　ڈہنگ سے آیا وہ جنسے یہان کڈہنگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیم سخن مین اندنون
منتہی بہی ایک ہی کتا دہنگا ہوگیا

حال میری بزم کا یہ نے رخِ جانانہ تھا　　آہِ سوزان شمع تھی دل صورتِ پروانہ تھا

بزمِ عشق یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا　　اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا

یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقی روزِ ازل　　آدمِ خاکی شرابِ عشق کا پیمانہ تھا

روز آرایش یہ تھی آٹھون پہر اسکی انیس　　ذلکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا

رو برو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نتھا　　شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا

نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی　　بیخبر ساقی پڑا تہا وا درِ میخانہ تھا

دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک　　جب کوئی کہتا ہے ہم سے یہ تھا پیمانہ تھا

کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے　　کون تہا معمار اُسکا کون صاحب خانہ تھا

اہل دنیا زن پرستونکو نہ سمجہا مین کبہی　　اسقدر مجکو خیالِ ہمتِ مردانہ تھا

تہا خیال ساقی مہوش سے دل روشن مرا　　ساغرمے رات کو یعنے چراغ خانہ تھا

کھو کے نورِ حسن کو خطِ سیہ خود رہ گیا　　خط نہ تہا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا

چشمِ اشک آلودسے ہمکو یہی ثابت ہوا　　مردمِ آبی کے بہی ہمراہ آب و دانہ تھا

کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نتھا　　ساقی گردون دو رنگا کیا جہان خمخانہ تھا

شیخ کہتا تہا مجھے زاہد برہمن بت پرست　　کونسے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

رو برو میرے رہا جبتک کے دم مین دم رہا
عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا

پائے خم پر سر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف
مشرب رندانہ تھا یا سجدۂ شکرانہ تھا

چھا گیا خوابِ عدم مجپر یکایک منتقی
یہ نہین معلوم ایسا کون افسانہ تھا

دیکھئے کھاتی ہے سر کس کس نحیف و زار کا
پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا

جابجا چرچا ہے میری طبعِ طرار کا
چار سو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا

ہونا ما بینِ مژہ چشمِ سیاہِ یار کا
سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا

چار سو شہرہ ہوا ابتو بوئے زلفِ یار کا
ہو گیا بازار پھیکا نافہ تاتار کا

جسم خاکی چھوڑ کر اک دن نکلجائیگی روح
ساتھ دینے کا نہین بیدل کبھی اسوار کا

بادشاہی دو جہان کی دی مجھے کرکے شہید
ہو گیا بال ہما پھل یار کی تلوار کا

دیر کو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف
حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا

بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام
ہے مجھے ظلِ ہما سایۂ تری دیوار کا

تندرستونسے زیادہ جانتا ہون تندرست
جو کہ ہے بیمار تیری نرگسِ بیمار کا

راہ پاتی ہے نہین دل ترے اغیار کی
بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا

مرتے ہین اغیار اسکی خوش بیانی دیکھکر
کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا

اسکی آہِ آتشین سے چاہئے اے دل حذر
آشیان پھونکا ہے جسنے بلبلِ گلزار کا

جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب
مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہی بیگار کا

جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مارو منتقی موقع نہین تکرار کا

پھر فراقِ یار کا بار الم پیدا ہوا
جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا

روزِ فرقت مر کے کاٹا تھا شب آئی ہجر کی
وہی غم بھولا نہ تھا یہ اور غم پیدا ہوا

مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال
تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا

سخت غم دن رات بابائے جہان کے ہاتھ سے
مثلِ انفاسِ حبیبہ دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر
یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا

عشق کی راہون سے شیخ و برہمن ہین بیخبر
دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا

کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب
دل بغل مین اپنا گویا جامِ جم پیدا ہوا

دے گئے صدمے یہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان
ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا

شمعِ سوزان کیطرح اس بزم عالم مین مدام
جو کوئی پیدا ہوا باچشم نم پیدا ہوا

زخم دل پر کیا لگا تیغِ فراقِ یار کا
منتہی اک جادۂ ملک عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جسدم کھنچی خالی گلستان ہوگیا
گھسکے جوانان چمن سنبل پریشان ہوگیا

کثرت جو داغِ دل کی تھی پیری مین پژمردہ ہوئی
وقتِ سحر خاموش کیا سرو چراغان ہوگیا

خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گرد رخ
قبضہ مین فوج زنگ کے ملکِ سلیمان ہوگیا

اے کاتبِ اعمال تم منہہ دیکھکر تم بچاؤ گے
فردِ عمل دھو جائیگی جسدم مین گریان ہوگیا

دیکھا ہے تونے کیا کہین لختِ دلِ عشاق کو
خون خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہوگیا

گرمی تمھاری حسن کی پرتو فگن جسدم ہوئی
ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہوگیا

وا ہوگیا عشقِ نہان آنکھین ہوئین جب خونفشان
مثلِ قبائے گل میرا رنگین گریبان ہوگیا

سمجھا مین مسند شاہ کی اس بوریائے فقر کو
دستِ توکل کی چھڑی میرا نگھبان ہوگیا

آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا اسکا بندھا
تیغ نگاہِ یار کا کل منت احسان ہوگیا

وصفِ خطِ روئی صنم وردِ زبان ہے دمبدم
شکر خدا مین حافظِ تفسیر قرآن ہوگیا

دیکھا بہارِ حسن کو جب یار گل اندام کے
مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہوگیا

تیغِ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتہی ہمشکل کتان ہوگیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا
ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا

دل کی صفا کو خواہشِ دنیا نے کھو دیا
تر دامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا

سرگرم بزم یار مین دیکھا جو غیر کو
جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جانئے گذری کیا گل ولالہ پہ عندلیب — شبنم نے شب کو حال پہ اُنکے جو رو دیا
منصور نخلِ باغِ شہادت تھا باغبان — دار فنا مین اسکو عبث تو نے بو دیا
جام شراب ناب نہ پایا کہ جام درد — ساقی کا شکر کرکے لیا ہمکو جو دیا
دل کی صفا کو حرص وہوا سے مٹا دیا — ہا تونے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا
عاصی کیا فقط مجھے طول حیات نے — اب لقانے دامن عصمت بھگو دیا
موئے میانِ یار کو دل سا صفا دیا — موتی تھا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہان تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا — کسی رند کو تیرے بیجا نہ پایا
تری بزم مین ہیں جو عشق کامل — جو ہوشیار تھا اسکو دیوانہ پایا
ملا عشق کامل کا کب کوئی کامل — کبھی حسب دلخواہ سودا نہ پایا
ملا میکدہ مین نہ دیر و حرم مین — کہین یار تیرا ٹھکانا نہ پایا
زبان سے مجھے جانباز اُسنے کتنے — دم امتحان کوئی ہمسا نہ پایا
سما ہی مرے وحشتِ دل کی ہوتی — کوئی آجتک ایسا صحرا نہ پایا
مرے ملکِ کونین کے ہم اوڑاسکے — کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم مین رہا گاہ گہ میکدہ مین
کبھی منتہی تجکو بیجا نہ پایا

دل مری بغلوکے اندر یہ مکان ہو سکتا — جو کہین اسکا ہے وہ راحت جان ہو سکتا
نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بت سفاک حسین — کس کا ہے آفتِ جان راحتِ جان ہو سکتا
قتل پہ عاشق شیدا کے جو یا ندہی ہو کمر — تم سمجھتے نہیں اتنا کہ زیان ہے کسکا
حورِ عین خلدِ برین تک نظر ہے اپنے — شکلِ آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا
نقطہ ہے تنگ دہن موہے یار کمر — مجکو معلوم نہین وہم وگمان ہے کسکا
کس کا رخ غیرتِ گل ہے حسینِ عالم مین — صورتِ غنچہ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ سرخ — ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہی کسکا
روح خوش ہوتی ہے دل کھلتا ہے مثلِ گلِ تر — آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا
گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی — نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا
یار کا یار تو ہو کوئی محبت مین تو جا — پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہی کسکا
یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون چلکر — راز کسکا تھا نہان آج عیان ہی کسکا

منتھی یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہی کس کا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یارِ جانی کا — کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لنترانی کا
سناؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا — کرون دم بند مین اکروز مرغِ بوستانی کا
بیان کس منہ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا — گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا
نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے — بنا مجنون بنایا ہے فراق اُس یارِ جانی کا
نگہبان ہی زمانہ کا وہ مہرِ خوش لقا اپنا — اُسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا
شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین — نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا
نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم — کسی کا یاد آتا ہے دو پٹہ کامدانی کا
اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشی — معالج تو ہوا اسے بارِ میری سرگرانی کا
تو ہی ہے بطنِ مادر مین ہمارا پالنے والا — تو ہی حامی ہے اور رازق ہی مرغِ آشیانی کا
جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہے — ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا
رخِ رنگین کی آرایش مین ازحد خلل ہی مجکو — اجارا لونگا رضوان سے مین عہدہ باغبانیکا
شہیدِ تیغِ ناز اپنا کیا تو نے نہ اے قاتل — نہ زیبا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا
اسیرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز — کوئی مورد نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا

عطا کی عقل بخشا ہوش اُسنے منتھی مجکو
بیان کیا کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بن طلب گہر مین مری آہی گیا یار اپنا — خوب بیدار رہا طالعِ بیدار اپنا

کج نما کب ہو میرا مصرعِ شعر — دل کی سانچے مین ہے اُسے ڈھالا

سرد مہرو سنے اس زمانیکے — کشتِ امید پر پڑا پالا

فکر کونین کی جو رکھتا ہون — پیتا ہون مین شراب دوسالا

اشک گر ہون پسند یار مری — موتیون کا کبھی نہ لون مالا

دیدۂ صاحبِ قناعت مین — دُرِ یکتا ہے صورت ژالا

ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا — نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتھی تیرے
مادر گیتی پہنے رنڈسالا

راز اس دل کا جدا ہے لبِ اظہار جدا — ہین جدا پردہ نشین مردم بازار جدا

تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا — سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا

مبتلا اُسکا مین ہون وہ ہی مرا دیوانہ — وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا

اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبیٰ ہین جدا — بوالہوس لوگ جدا عاشقِ سرشار جدا

حلقۂ گیسوئے مشکین کو وہ کٹوآتا ہے — مارسے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا

کم نہین ہوتے طلبگارِ شہادت اُسکے — روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دوچار جدا

خوابِ غفلت نہ مری آنکھو مین آیا تا زیست — مجھسے اکدم نہ ہوا طالعِ بیدار جدا

نقشِ دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہی جدا — سکۂ داغ جدا سکۂ دینار جدا

دل کے خواہان ہین حسین اُنکے ہین خواہان عاشق — اسکے طالب ہین جدا انکے طلبگار جدا

اُسکی ہی کم سخنی باعثِ شیرین سخنی — کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا

دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر — تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین ای یار جدا

اتنی وسعت یہ اسی بخشی ہے کیا کیا قدرت — خانۂ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا

ایکدم تسے گئے دل سے مرے صبر و شکیب — ایکدم تسے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جدا کیون نہ ہو چشمِ جانان
منتھی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مرغ خوش بیان تنہا
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم مین رہا گہ وجود مین آیا
پھرا ہون زیست مین اپنی کہان کہان تنہا

عدم مین کون تھا اپنا وجود مین ہر کون
مین کیا کہون کہ رہا ہون یہان وہان تنہا

تمام حال تری سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے روح نہین کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تا زیست
جو گوش دل سے سنے میری داستان تنہا

دم سحر نہ مرے پاس سے تو اُٹھ جانا
نہ چھوڑنا مجھے پیری مین او جوان تنہا

اوڑا ہے نرم سے اُس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتش گل کی بہار مین بلبل
جلین ہین شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہو وے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر مین جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دل یار کھینچ کے آئے گا
جہاز کھینچ کے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھا کے فرد عمل منتہی بروز جزا
چلے گی صورت مقراض یہ زبان تنہا

کب مین اے دست جنون بے سروسامان نہوا
گاہ دامن نہوا گاہ گریبان نہوا

حسن نیرنگ صنم سے مین مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت مین پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اُسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقد دل و جان تک دیتا
حسب دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدف چشم نے جب دم کہ گرائے دُرِ اشک
سامنے آ سکے کبھی موسم نیسان نہوا

تنگ کس دن نکیا وحشت دل نے مجکو
مجھ سے کس روز جنون دست و گریبان نہوا

راستی راہ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لٹتے لئے پوشاک کے میرے ظالم
اے جنون کب مین ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف
تجھ سے کام اتنا مرا دیدۂ گریان نہوا

منتقی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر مین تجھا کوئی گبر و مسلمان نہوا

پُر اثر زور یہ جسدن مرا نالہ ہوگا
دل تو کیا گنبدِ گردون تہ و بالا ہوگا

فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا
یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھجائے تو دریا ہوگا

پاؤن پھیلاکے مین بیٹھونگا کسی صحرا مین
جب مجھے دستِ توکل کا سہارا ہوگا

تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف
ذبح کیا آج کوئی مرغِ مصلا ہوگا

کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل
قطع جبتک نہ ترا دستِ تمنا ہوگا

عشق کا راز چھپیگا نہ جنون کے ہاتون
دیکھہ لینا سرِ بازار یہ سودا ہوگا

عشق کا روگ مٹا دیگی کوئی ایسا حکیم
یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا

سیر گو نعمت دنیا سے ہے منعم تو آج
دہنِ گور کا ایکروز نوالا ہوگا

خوشنما خطِ سیہ گر رخِ یار جو ہو
ایسا کب ملک سلیمان کا قبالا ہوگا

پاس رخ کے نہیں وہ خطِ سیہ مدت سے
شائیگان گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا

زیبِ رخ ہوگا کبھی خطِ سیہ نام ترے
گرد مہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا

طپش عشق سے اس بحرِ لطافت کے لئے
خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدہ دیدار کا رکھا ہے دمِ حشر اسنے
منتہی ایسکا تو شایق کوئی مردا ہوگا

جدے سے وقت ہوگا چار عنصر کی جدائیکا
بھروسا کر نہ ہرگز چار دنکی آشنائیکا

توکل پیشہ ہون ہمت مجھے وہ دی ہے قناعت نے
سمجھتا ہون ولا دستِ دعا کاسہ گدائیکا

ہر اک شاہ و گدا اُس شاہ سے دریوزہ کا طالب ہے
جہان کے دور کو سمجھا ہون مین کاسہ گدائیکا

ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اُس حور کا مجھکو
رہا جبتک مین زندہ غم رہا اسکی جدائیکا

برنگِ گل ہوائے دہر نے نکہت سے کیا اُسکے
جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیکا

عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحرِ عالم مین
ہر اکدم مارتا ہے یار تیری آشنائیکا

نکل او روح تن میں ضعف پیری سے نہیں طاقت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائی کا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اسے خدا تیری خدائی کا

طلب ہستی ہے ہر دم دولتِ دیدار کی اسکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائی کا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہیں آلہ ہے اسکی رونمائی کا

چمن میں زیر سرو اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پا پر جبہ سائی کا

فراقِ یار کا صدمہ زبان پر لا نہیں سکتا
بیان کیونکر کرون مین روح و قالب کی جدائی کا

نہ کیونکر زندہ میکش ہو وہان جیسا ہو میخانہ
یقین کر **منتہی** ہر شیر عاشق ہے ترائی کا

لگا وا اس بتِ سنگین سے پتھر ہوا دلکا
بھرا پہاڑ سے پتھر لیے حوصلہ دلکا

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلہ دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتون کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا

مری طرف سے اٹھے تا صدا یہی کہنا
سنے ہی آو کہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب ہے اس بت کو اپنے قابو نیز
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلہ دلکا

تب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا دیو سینہ سے مقابلہ دلکا

نہ حسن و عشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئے گا فیصلہ دلکا

بتو نے ملکے مجھے کس عذاب مین ڈالا
برا تو کیا کہون ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئے گی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولہ دلکا

کسے مجال جو ہو جانے خدا سے خبر
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملہ دلکا

بہارِ حسن سے کر جلتے ہین پیچھے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیالِ پردہ نشین یار ہمین رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبہ دلکا

مجھکو بھی دیو سے گا صاحب کا جامۂ عصمت
بچے گا پھوٹ کے جب روز آبلہ دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہوا گر اس کریم عاد لکا

گل کوئی رونقِ چمن نہ ملا — شمع رو زیبِ انجمن نہ ملا

دل نے ڈھونڈھا کمال ہو کر تنگ — اس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہامون سے سر کو ٹکرایا — رتبۂ قیس و کوہکن نہ ملا

اس دوراہی مین ملکِ ہستی کے — ایک بھی واقفِ وطن نہ ملا

جب سے پایا لباسِ عریانی — پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

حیف ہے نہ افتادگان کے سر عالم — خاک مین اپنا بانکپن نہ ملا

خضر نے پایا چشمۂ حیوان — ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذبِ دل کیا ہوا اثر کو تری — آج تک والئی دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا — مجکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب تھے قدردان اہلِ سخن — بلبلِ زار کو چمن نہ ملا

اسنے آغوش مین لیا نہ مجھے — گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اسکے جسمِ نازک سے — نہ ملا برگِ یاسمن نہ ملا

منتہی مثلِ شہریار الملک

آجتک واقفِ سخن نہ ملا

ابرو سا تو خوش خم کوئی خنجر نہین ملتا — مژگان سا نکیلا کوئی جوہر نہین ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہین ملتا — قابل مرے سو دیکھے کوئی سر نہین ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہین ہاتھ آتا ہے میرے — ایسا کوئی گردان کبوتر نہین ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رخ کے مقابل — کہتے تھے کہ اکثر مرا ہمسر نہین ملتا

پوچھون ستمگر و برق سے جو کہین ہین آکے — مدت سے جو حال دلِ مضطر نہین ملتا

بیچین اسے بے دام یہ ابنائے زمانہ — ناچار ہین یوسف سا برادر نہین ملتا

کسدن دہنِ پاک کا بوسہ نہین دیتے — کسدن مجھے جام سے کوثر نہین ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھائی نہین دیتی — روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہین ملتا

جو یا تو تغافل تلاشی تو ہو وسے — کہتے ہین وہ ملتا نہین کیونکر نہین ملتا

کچھ عقل مین لئے نہین ابرو کے اشارے　　　مطلب تجھے اس بیت کا اکثر نہین ملتا

اے منتخبی بستر کو مرے جھاڑتا ہے یار

جس وقت کہ ڈھونڈے تن لاغر نہین ملتا

تو کر کے قتل بہت یار کو بکو آیا　　　بہوش باش مرا کوچہ گلو آیا

کہا انسے قاصد فرخندہ فال لو آیا　　　فرشتہ آیا کہون یا فرشتہ خو آیا

چلی نہ منت و زاری تو بن گئی دم پہ　　　رہے نہ اشک جو آنکھون مین تو لہو آیا

کبھی نہ تو نے کہی عاشقون کی او ظالم　　　کبھی نہ یار تجھے طرز گفتگو آیا

ہمیشہ عجلو رہی اشک پر اثر کی تلاش　　　جہان کی بحر مین مین بھر آبرو آیا

دکھائی شکل کبھی صورت گل و لالہ　　　کبھی نظر مین وہ مانند رنگ و بو آیا

ہزار بار چھپا مین نگاہ قاتل مین　　　ہزار مین تیغ قضا کو چھو آیا

بگڑ کے کہنے لگا سن کے شب مے فریاد　　　مری گلی مین جو ر دا بھر جو تو آیا

کہا یہ دیکھکر آئینہ خط کے آنے پر　　　غرور حسن مرا میرے روبرو آیا

سما گیا گھی داستق نہین گاہ عذر اسین　　　ہر اک لباس مین اے حسن یار تو آیا

بنا ہے جسم مرا اتفاق عنصر سے　　　بجا ہے گر مین کہون ملکے چار سو آیا

ہر ایک آیا ہر ایک کام کو زمانے مین　　　تمہارا خنجر بران سے پئے گلو آیا

گلے مین طوق جو منت کا یار نے پہنا　　　تڑپ کے نالہ دل اپنا تا گلو آیا

کھلے غنچے گل و لالہ چمن مین عالم کے　　　نہان جو زار تھا صاحب کا روبرو آیا

بکھا تو چھاڑی گیا تھا ان آنکھون پہ مرے　　　بھلا ہوا کہ سگ کوئے یار تو آیا

عدم مین کس سے چھپا منتخبی بتا ایسد

کہ اس جہان مین روتا ہوا جو تو آیا

مرے وقار کو ہرگز نہ آسمان سمجھا　　　دماغ بلبل گلشن نہ باغبان سمجھا

دہان یار کو در ملک ہما و دان سمجھا　　　جہان کو ملک عدم کا مین کاروان سمجھا

فقط دہان یار کا مضمون وہ معما ہے　　　ہوا خموش اسے جو کوئی بیان سمجھا

بوقتِ ذبح کھلا حال بیوفائی یار
مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا
رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم
صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا
آٹھاکے بار محبت کا رکھدیا سرپہ
مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا
رقم ہوا جو کبھی وصف مہرِ عارض کا
زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا
حرم مین دیر مین گلشمین میکدہ مین صنم
مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا
کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید
دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا
نظر پڑا ترےِ رنگین کے پاس جب گیسو
چمن مین آتشِ گل کا آسے دہوان سمجھا
بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر
برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا
عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین منتقی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلف چلیپا ہو گیا
دشمنون کو میرے سودا ہو گیا
دو قدم جب دم چلا وہ ناز سے
دیکھ لینا حشر برپا ہو گیا
اِن حسینون سے رہونگا دُور دُور
گر عدم سے اب کی آنا ہو گیا
پھک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے
آج وہ بیمار ٹھنڈا ہو گیا
اشک نے پیدا کیا حسن قبول
قطرۂ ناچیز دریا ہو گیا
جل بجھا اپنا تبِ فرقت سے دل
اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا
پائون پھیلا کر مین سو یا چین سے
قطع جب دستِ تمنا ہو گیا
لکھہ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا
مین جہان مین مفت رسوا ہو گیا
دل نے کی ہے آپکے پہلو مین جا
یار تھا اپنا تمھارا ہو گیا
غنچہ و گل چل بسے گلشن سے آج
یار لطفِ جام و مینا ہو گیا
دل دیا تجھ سے بُتِ بیرحم کو
بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہو گیا
اِن بتون کی سوزِ فرقت سے جلا
یہ دل مرا ہندو کا مردا ہو گیا
داغ عشق لالہ رونے یہ دیے
دل مرا پھلون کا تکیا ہو گیا

اُس پری وش کا ہمارے واسطے — سایۂ دیوار عنقا ہو گیا

فکرِ اکل و شرب سے آخر یہ دل — گور کے مُنھ کا نوالا ہو گیا

رات آئی دن گیا صبح ہوئی — سامنے آنکھون کے کیا کیا ہو گیا

جب حقیقت سے ہوا مین آشنا — عالمِ ہستی تماشا ہو گیا

قتل کر کے مجکو وہ کہنے لگا — آج حل سارا معما ہو گیا

پھر صفائی اُس مسیحا سے ہوئی
منتہی زندہ دوبارا ہو گیا

آشکارا غمِ نہان نہ ہوا تھا سو ہوا — تجھے جو کچھ دلِ نالان نہ ہوا تھا سو ہوا

خونفشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا — رشکِ گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا

عاشقِ کاکلِ پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا — یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

چھا گیا خطِ سیہ فام رخِ زیبا پر — مور کو ملکِ سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے — عازمِ سیرِ بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا

زور ہے کافرِ بیدین کا خدا حافظ ہے — ضد مین دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا

کونسے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال — زخم دلکا گلِ خندان نہ ہوا تھا سو ہوا

خوشنما خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ ترے — زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا

صفتِ پیرہنِ گل ترے ہاتھون سے جنون — ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

حسنِ نیرنگِ صنم کا مرے دل مین ہے خیال — بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا

جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچتایا ہون — عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر اُس بتِ عیار کا روئے روشن — صورتِ آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا

کہتے ہین بلبلین ہر دم چمنِ عالم مین
منتہی سا بھی غزلخوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد اُسے جامے سے باہر ہو گیا — چشمِ افسون گر سے دیوانہ کبوتر ہو گیا

ہاتھ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہو گیا — عکسِ رخ سے صورتِ رنگِ گلِ تر ہو گیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہوگیا / تیر ناوک اپنے حقمین خطِ ساغر ہوگیا
رہتے ہے گردش اُسسے ہر وقت بزم یار مین / جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہوگیا
تو نہ پہونچا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار / آب گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہوگیا
حسن کی دولت نکو عشاق سے پیارے عزیز / بھر قارون دشمنِ جان دیکھ لے زر ہوگیا
جب لب لعلین کا اُس بت کے ہوا مشہور راز / خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہوگیا
رتبۂ شہ اور تھا حالِ گدایان اور تھا / جب گئے زیر زمین یہ وہ برابر ہوگیا
ناامیدی وصالِ یار کی لایا جو خط / خنجرِ بُرّان مجھے بال کبوتر ہوگیا
نام باقی رہ گیا مردون کا زیر آسمان / دورِ دارا بھی گیا دورِ سکندر ہوگیا
وصفِ گیسو حسن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا / مجکو زہرِ جانگدا کالے کا نشتر ہوگیا
ہوتے ہوتے ہو گئی صحبت حسینونکی پسند / رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہوگیا

آئینہ رویون کی صحبت مین رہی عمر بھر
منشی بھی اپنے طالع کا سکندر ہوگیا

منڈ جائیگا گیسو اگر اُس رشک پری کا / ہوئیگا مداوا مری آشفتہ سری کا
بھایا ہے دلا خال بتجھے رشک پری کا / دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا
پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا / ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا
مے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہارِ چمنستان / موقع نہین ایدل ابھی چکھی کا جری کا
انجام کو جب دیکھتا ہون دور جہان کے / عالم نظر آتا ہے چراغِ سحری کا
آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو / قائل ہے یہ عاشق ترا حسن بصری کا
امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی / مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کہری کا
طے نغیر سیہ رو سے نہ ہوگی کبھی منزل / کو انھین چلنے کا چلن کبکِ دری کا
ہے سروِ قدِ یار کا ہر وقت تصور / نقشہ مرے دل مین ہے عقیق شجری کا
ہر ایک کو ہی عشق مرے یار سے ایدل / ہر ایک ہو معقول مری خوش نظری کا
بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو / مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ہر مور ضعیف اندنون یہان ہے زمین مین ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا

قاصد ہی اس شمع شب افروز نے کہا
ہے منتظر مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا

طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشتونکی پڑھا ہے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا

صفات چشم جانان بقلم سحر یہ جب ہوئے کرون مین شاخ نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا

ہماری زندگانی نے دکھائی موت کی صورت ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا

ہوائے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا

ہمارے دل نے دکھلائے ہے ہمکو سیر عالم کی ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا

زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا

دو رنگی سے زمانے کی ہلاک انسان ہے ہر چیز فلک نے کی ہے عالم مین مگر تیغ دودم پیدا

فراق و وصل دو ہمزاد ہین اک شعبدہ بازی کے غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین دو بہم پیدا

بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا ناصح مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادہ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا

وصل اس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا

عارض صاف دکھاتا اسے ہر آئینہ گر ترے عہد مین اسے یار سکندر ہوتا

عکس پڑ جاتا اگر اس لب شیرین کا دلا آب رفتہ ابھی شربت شکر ہوتا

آرزو ہے مری تجھسے فلک شعبدہ باز تیز اغیار پہ اس یار کا خنجر ہوتا

دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت تیمم صورت خسرو خاور مرا اختر ہوتا

خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا

وصف لکھتا مین اگر اس شہ خوبی کا دلا خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

حسبِ دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتظی ہاں جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک میں اپنے اثر پیدا ہوا قطرۂ ناچیز تھا دریا ہوا
جب بیاں اُس سے کیا رنجِ فراق ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا
مرگیا عاشق جو رنجِ ہجر سے چھٹ گیا ایذا اسے کیا اچھا ہوا
اِس دو راہی میں جہاں کے زاہدا بار ہا جانا ہوا آنا ہوا
پی بخمیں سے ہمنے مے الفت دلا عمر کا لبریز پیمانا ہوا
ایکدن پوچھا نہ مجھسے یار نے کس طرف سے آپ کا آنا ہوا
آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس شب ہوی گیسو ہوا شانا ہوا
ہو سزا اور بلائے آسمان جبکا اونچا سب سے کاشانا ہوا
بیبجا قاصد ہوں یا جاتا ہوں خیز ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا
ہے تصور دل میں چشمِ مست کا درمیاں کعبے کے بتخانا ہوا
ہنسکے بولا سنکے پیغامِ وصال اور لو اس شخص کو سودا ہوا

منعمہ نہ پھیرا تیغِ عشقِ یار سے
منتظی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خزانہ کیا کرتا جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا
تلاش تھی دربجانان کی ایک مدت سے بہشت وخلد کا میں آستانہ کیا کرتا
جو بزمِ یار میں سنتا وہ چہچہے میرے چمن میں بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا
جلایا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اُسکے سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا
نہ میکشی ہوی ممکن نہ کوئی یار ملا میں پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا
کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھ آجاتی میں اس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا
نہ مارا تیرِ نگہہ میرے ناتوان دلکو ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا
عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا میں زیادہ اس سے ستم آب و دانہ کیا کرتا

اُلجھ رہا دلِ صد چاک زلفِ جاناں میں
زیادہ اس سے کہو اور نشانہ کیا کرتا

طالب ہوں دل سے ساقیِ گلگون عذار کا
چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا

پیسا ہوا ہوں سُرمہ چشمِ نگار کا
مارا ہوا ہوں میں کسی ابلق سوار کا

احسان ہے کمال دلِ داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا

دل شیفتہ ہے گردشِ چشمِ نگار کا
ہوں شہسوار ابلقِ لیل و نہار کا

پوچھو نہ حال اپنے دلِ خاکسار کا
پہلو میں ایک ڈھیر ہے منتِ غبار کا

جس وقت زمزموں پہ کھلی ہے زبان مری
دم بند کر دیا ہے چمن میں ہزار کا

کاٹا نہ تو نے سختیِ شیرین کو کوہ کن
پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا

میرا جو شیفتہ تھا ہوا اُسپہ دل فدا
میں خود شکار ہو گیا اپنے شکار کا

کب اُس حسین کو عاشقِ مفلس کی چاہ ہے
صیاد آشنا نہیں لاغر شکار کا

جسمِ گلی کو چھوڑ کے یہ روح چل بسی
بنتا نہیں ہے ساتھ پیادہ سوار کا

موجِ ہوا ہے صورتِ زنجیر اندنوں
شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا

برسوں سے شوقِ ساقیِ گلگون عذار ہے
مدت سے منتظر ہوں مئے خوشگوار کا

اولٹا ہے آہِ سرد نے میرے سر نقاب
پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جمیلی ہے تنگ چشمیِ احباب منتقی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکوں سے مقصد ہوتا ہے کیا
آبرو اپنی عبث کھوتا ہے کیا

تخمِ اُلفت کا نہ ہوگا بارور
مزرعہ دل میں اسی بوتا ہے کیا

کب سے سنتا ہوں عدم کی دھوم دھام
دیکھئے چل کر وہاں ہوتا ہے کیا

ہاتھ کھینچا جس نے اس دنیا سے وہ
پاؤں پھیلاسے ہوئے سوتا ہے کیا

معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان
وہ مگر دجال کا پوتا ہے کیا

دل کو دیتا ہے پئے دنیا سے دان
مزرعہ ہستی میں تو بوتا ہے کیا

میری غفلت پر وہ بولا ناگہان — چیت او غافل پڑا سوتا ہے کیا
اشک یادِ یار مین تھمتے نہین — دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا
واعظا رندی نہ چھوڑونگا کبھی — اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا
ناصحا دل دے چکا ہون یار کو — تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا
جمع کرتا ہے جو تو مالِ جہان — بوجھہ کو بیگار کے ڈھوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

دل نورِ الٰہی کا جو کاشانہ بنیگا — اختر مری تسبیح کا ہر دانہ بنیگا
دل مسکنِ نیرنگئ جانانہ بنیگا — یہ خانۂ ویران بھی پریخانہ بنیگا
گر ہوگا گذر ساقئ سرشار کا آمین — یہ دل بھی مئے ناب کا پیمانہ بنیگا
وا ہونگے عقدے ابھی گیسو کے تمھارے — میرا دل صدچاک اگر شانہ بنیگا
دیکھے گا اگر آئینہ رخکو تمھارے — وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ بنیگا
تحریر سے کب حرف مقدر کی خبر تھی — جسجا پہ ہے مسجد وہان بتخانہ بنیگا
بوسہ لبِ معشوق کا ہوئیگا میسر — جبروز مری خاک سے پیمانہ بنیگا
واللہ وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹیگا — اس منزل ہستی مین جو دیوانہ بنیگا
کل ہوگا میسر لحدِ تنگ کا پہلو — گو آج مکان آپ کا شاہانہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگِ نفس کو یارو
اے منتہی کس روز تو مردانہ بنیگا

نئی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا — مقیم اسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا
شراب سے میرے چلو کو بھر کے یہ بولا — پیو اسے اہلِ قناعت بنا ہے جام نیا
تلاش کرنے تجھے فرمان پذیرِ یار کی ہے — ہوا ہے دل تجھے پیدا خیال خام نیا
قصورِ غیر پہ تعذیر ہووے عاشق کو — نکالا تونے بھی ظالم یہ انتقام نیا
عزیز رکھتے ہین دل سے جدید عاشق کو — وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیر دام نیا

صفائے روئے صبیح اور لطفِ خطِ سیاہ   فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا
اسیرِ زلف بہت دیکھ کر لگے کہنے   کہاں سے روز بناؤں میں ایکدام نیا
کبھی ہیں جیب کے ٹکڑے کبھی گریباں کے   جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا
اسی سبب سے ہے دریا دلی تری ظاہر   کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا
مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے   ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا
ہمیشہ کرتا ہوں پیدا نئے نئے مضمون   تمام کار ہے میرا علی الدوام نیا
کسی کے دل میں کروں جا بیان کی اپنے   بناؤں تیغِ زباں کے لئے نیام نیا
جدا تو منزلِ ہستی ہو دلِ نادان   لباس تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدائی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتظم کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہاں مشتمل ہوا   آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا
تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار   تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا
شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا   گاہ چراغِ طور گہے داغِ دل ہوا
اور وں کا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات   تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا
رشتہ ہے ایک سبحہ و زنار کا وہ لے   جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا
سمجھیں گے سب کہ پھر قیامت ہوا طلوع   شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا
آیا گیا ہوں منزلِ ہستی میں بارہا   اکثر عدم وجود سے یہاں منتقل ہوا
آتش سے ہجر کی دلِ مضطر ہے بیقرار   سیماب آگ پر نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا ہمارا خلد و جہان یاد منتقی
نیر گئے جہان سے تو مستقل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نام ان دیگا   دیا ہے جسنے سر سامان دیگا
مرے ہوتے اسے بس کہاں تاب و تکرار   وہ نادک ہے کلیجہ چھان دیگا
بمشقت سے وہ وہ نے پالے مشقت   پھر صورت پھر جنون ان دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے ۔ عوض احسان کا کیا ان دیگا
ملیگا قدر دانِ عشق ہمکو ۔ خدا معشوق با ایمان دیگا
سنین گے تب بتانِ ہند انہی ۔ اجازت جب انھین شیطان دیگا
فسانہ کو ہ کن کا سن کے بولے ۔ جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا
نہ تھی امید تجھسے قاسمِ بخت ۔ دلِ پر درد و پر ارمان دیگا
رہِ الفت کا ہون کار آزمودہ ۔ کسیکو دل کوئی انجان دیگا
چلیگا تیر جب اپنی دعا کا ۔ کلیجے دشمنون کے چھان دیگا
مقدر سے زیادہ اک لقمہ ۔ گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا
لپٹ جاؤنگا اُنسے روزِ محشر ۔ اگر مجکو خدا اوسان دیگا

نہ پھیلا منتقی دستِ ہوس کو
وگرنہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہون درمان اپنا ۔ ملک الموت کو سمجھا ہون نگہبان اپنا
جو کہ ہر حال مین رہتا ہے نگہبان اپنا ۔ ہندو سمجھے اُسے اپنا نہ مسلمان اپنا
دیکھ لے گا جو مری وحشتِ دل کی وسعت ۔ بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا
ہمسریِ اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری ۔ منھ تو بنوائے ذرا موسمِ نیسان اپنا
رخِ رنگین کی ہے اُس گل کے جدا گانہ بہار ۔ رنگ دکھلاتا ہے ناحق تو گلستان اپنا
فصلِ گل آتے ہی گلشن مین جنون کچھ ہا تون ۔ نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا
عارضی جانتا ہون بسکہ لباسِ دنیا ۔ فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا
ہوئے گا گنبدِ گردون صفتِ تختۂ آب ۔ موجزن ہوئے گا گر دیدۂ گریان اپنا
بے ثبات ئی زمانے یہ پڑی جبکہ نگھہ ۔ نظر آیا نہ کھین عالمِ امکان اپنا
آتشِ عشق نے اُس مہ کے دکھائی بہار ۔ دل پر داغ ہوا سروِ چراغان اپنا
کوبہ کو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہی ۔ نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا
منھ سے نکلے نہ کبھی حرف تعلی ہرگز ۔ حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتہی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائے گا منھ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظّارہ روئے منور ہوگیا — آئینۂ حق بین مرے سکندر ہوگیا
جسگھڑی مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا — دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جام کوثر ہوگیا
رنج وغم جور والم کا اسمین رہتا ہے گذر — دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہوگیا
وحشتِ جان سے نہ پہونچا کوچہ سفاک مین — نامہ بر حقمین مرے جنگلی کبوتر ہوگیا
میکشی کی یا نماز پیچگانہ کی ادا — تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہوگیا
اشکباری نے مری پیدا کیا حسنِ قبول — قطرۂ ناچیز یہ پھیلا سمندر ہوگیا
خواہش دنیا نے ایسکو کردیا ہے منتشر — اِس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہوگیا
تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتِ خاک کا — اسقدر ذرّہ بڑھا خورشیدِ انور ہوگیا
سایا پرور تھا غم جانان کا روزِ حشر کو — سائبان سر پر مرے یہ چرخ اخضر ہوگیا
آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون — خانۂ صیّاد جلکر خاک استر ہوگیا
دل مین اُسکے جا ہوئی اغیارِ ناہنجار کی — خانۂ اللہ مین شیطان کا گھر ہوگیا
خط نکلنے پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین — ذبح کرنے آئے ہین جب کند خنجر ہوگیا

لایا تھا مُلکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتہی گردِ ہوس سے کیا مکدّر ہوگیا

جلوہ گر بزم مین جب تک کہ مرا یار نتھا — دختِ رز پاس نہ تھی ساقی سرشار نتھا
رنج سے غم سے زمانے کے سروکار نہ تھا — عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نتھا
ابر تھا مے تھی چمن تھا مگر اک یار نتھا — سب مہیّا تھا مگر طالعِ بیدار نتھا
صدمہ درد جدائی نے تھکایا ورنہ — عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نتھا
کونسا روز نہ مر مر کے کٹا در پہ ترے — کونسی شب تھی مین گریان پسِ دیوار نتھا
کلہ عشق دھری تھی مرے سر پر جسدم — تیغ جی آ کے یہ گنبدِ دستار نتھا
جز مرے ٹھیک نہ آیا یہ کسی کے قد پر — خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نتھا

سر پہ پڑتا نہ اگر ظل ہما کیا ہوتا
اس نشۂ حسن کا کیا سایۂ دیوار نتھا

تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن
جبتک اے دست جنون تجھسے سروکا

نہ کھلا راز محبت نہ کھلا کچھ ہمپر
اور کیا تھا وہ اگر عالم اسرار نتھا

راہ گر دیکا تجھے شوق نتھا اسد جہ
اتنا سودا مرا رسوا سر بازار نتھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجا کوئی ہوشیار نتھا

ایسا ہی تونے اسکو جب باغبان بنایا
بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا

تعمیر کی ارم کی باغ جنان بنایا
رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا

آپ کرم سے اپنے اسکو بھرا نہ اکدن
پھلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا

دود دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین
خون جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا

عشاق کی غشی سے کی موت تونے پیدا
غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا

کس بیقرار دل کی مٹی سے یا الٰہی
اسد رجہ تونے حال برق طپان بنایا

اوڑتی ہے خاک یارب چار و نظر دیر فتنے لبریز
تونے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا

خاکی تھا در راہی ذرات ہین عدم کو
رنگ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا

پیری مین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے
جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا

محفل مین میکشون کی جا نکلے شیخ اکدن
رندون نے ملکے انکو کیسا وہان بنایا

راز نہان سرکس کے اسکی کمر بنائی
وہم و گمان سے کس کے اسکا دہان بنایا

ادنی سی بات کو بھی نا فہم سمجھے اعلے
بیچاری لومڑی کو شیر ژیان بنایا

کس مردہ دل کی لیکر مٹی زمین سنواری
دود جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور منتھی کو گور و کفن ملا کب
ان بیکسون کا کس نے نام و نشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا
یہ وہ قطرہ ہے بڑا جسوقت دریا ہوگیا

ایک رتبہ انکھون مین شاہ و گدا کا ہوگیا
قطع اپنا جس گھڑی دست تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ — بیٹھے بٹھلائے دل نادان تجھے کیا ہو گیا

چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سر رُوئے صبیح — مینے جانا عنبر سارا سمن سا ہو گیا

کس کو دعوی عقل و حکمت کا زمانہ مین نہین — اپنی جانب مین مگر اک اک مسیحا ہو گیا

جلوۂ حُسن صنم دیکھا جو اُسنے بام پر — رات کو ماہ فلک کا رنگ پھیکا ہو گیا

شیخ لُوٹا دیکھ کر تیغ نگاہ یار کو — مفت مین لو ذبح کل مرغ مصلا ہو گیا

تیرے دیوانہ کو فرش خاک جب آیا پسند — سینہ سل دشت مین بالین کا تکیا ہو گیا

عاشق آئینہ رُو کی سخت جانی دیکھکر — موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہو گیا

حکم سے پھرتے ہین جسکے آفتاب و مہتاب — اُسکی حکمت سے رواں مٹی کا پتلا ہو گیا

دل مین رہتا ہے تصور بحر حُسن یار کا — بند اس کوزے مین کس صورت سے دریا ہو گیا

جام مے بے یار شب نظرون مین چشم غول تھا — ساقیا گذر گران آنکھون مین مینا ہو گیا

جسگھڑی زاہد مری چشم حقیقت وا ہوئی — ایک عالم میری نظرون مین تماشا ہو گیا

نعمت دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتہی
خود وہ اکدن گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

نالۂ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا — شاہباز حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا

آئے ہستی مین عدم سے ہم تلاش یار مین — یہان بھی اُس مہ کو نپایا مفت مین چکر ہوا

آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دست طمع — آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا

دل سے بہتر کوئی منزل خانہ تن مین نہین — جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا

لام ہے والّلیل کا گیسو خمیدہ یار کا — نور کا نقطہ مگر خال رخ انور ہوا

صحبت نادر سے ہووے ابر و انسان کی — واصل بطن صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا

خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصر خلد کی — جسگھڑی پیارے تمھارے دلمین اپنا گھر ہوا

خلد سے لا کر یہان ہمکو پھرایا در بدر — جو کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا

داغ عشق یار دلبر جب ہوا سوجھا نہ کچھ — آئینہ اندھا ہوا جبدم عیان جوہر ہوا

مبتلا دل ہو گا چشم مست ساقی کا ضرور — گر مقدر مین مری جام مئے کوثر ہوا

سر دکھایا مثلِ مینا جسنے بزمِ دہر مین | سامنے آنکھون کے اک دن اوسکا نیچا سر ہوا
عکس افگن جب ہوا اسمین لبِ شیرین یار | آبِ آئینہ برنگِ شربتِ شکر ہوا
بدکہا کرتے ہین یہ رندانِ مے آشام کو | دیکھہ لینا واعظون پر جو سرِ منبر ہوا

آرزوئین بند ہین جب سے اسمین منتہی
دل بغل مین اپنے گویا قلعۂ بیدر ہوا

گلون سے جو چہرہ گلستان ہوگیا | نہان رازِ دل پر عیان ہوگیا
ابھی [illegible] سینے کا شق سا کہن کمان | زمین ہوگئی آسمان ہوگیا
نظر آیا موئے میان یار کا | نہان راز مجہپر عیان ہوگیا
سرِ بزم شب آتشِ عشق سے | ہر اک عضوِ تن شمعدان ہوگیا
رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھہ | یہ دل رستمِ داستان ہوگیا
صفائی دلِ یار سے ہوگئی | خدا مجھہ پہ خوب مہربان ہوگیا
ہوئی طاق طاقت ہر اک عضو کی | روانہ مرا کاروان ہوگیا
اوٹھا کر مری طاقتِ دست و پا | یہ پیرِ فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہدِ پیری تو کہسکا شباب
مرا منتظر گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشکِ جم ہوگیا | ترا جسپہ فضل و کرم ہوگیا
زمانے کی مجکو دکھاتا ہی سیر | مرا دل مجھے جامِ جم ہوگیا
کھنچی لوحِ دل پر جو تصویرِ یار | مین مشہور نادر قلم ہوگیا
وجودِ عدم مین مین آیا گیا | مین مشتق حدوث و قدم ہوگیا
نگاہون پہ اسکے ہوا شیفتہ | مین شیدائے تیغِ دو دم ہوگیا
دیا ملکِ جاوید کرکے شہید | حدوث اپنی خاطر قدم ہوگیا
یہ دل غم کا تھا دوست مدت ہوئی | مری بغل کا اب دوست غم ہوگیا
نہ اٹھا گلی سے تری بے مٹے | ضعیفی سے نقشِ قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا
تعشق حسینوں کا کم ہوگیا

نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم
مرادِ وقتِ ناز و نعم ہوگیا

ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ
وجود و عدم دو قدم ہوگیا

بھی سیلِ اشک اسقدر منتہی
ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہوگیا

یار دکھلائے گا جب چہرۂ انور اپنا
منہ نہ دکھلائے گا پھر خسروِ خاور اپنا

سینہ و دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ
منہ تو بنوائے کہیں جاکے سکندر اپنا

چل بسا لا بھی قاصد وہ کدھر کو یارب
اُڑ گیا حیف جدائی کا کبوتر اپنا

بینوا ہوں وہ گدا جسکا نہیں مثل و جواب
نام لیوا ہے زمانے میں قلندر اپنا

فوجِ غم اسمیں رہا کرتی ہے محفوظ مدام
دل نہیں پہلو میں ہے قلعۂ حیدر اپنا

جام پر جامِ مئے ناب کے دیتا ہے مدام
اندنوں اوج پہ کسدرجہ ہے اختر اپنا

نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا
کیا گلہ اسمیں کسی کا ہے مقدر اپنا

سجدہ کرتا ہے جہاں جسکے لئے شام و سحر
جدِ اعلےٰ کی بدولت وہ چھٹا گھر اپنا

شوقِ دل جائے جدہر کو میں اودہر جاؤنگو
پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا

اپنی اپنی ہر اک انسان یہاں کہتا ہے
خویش اپنا نہیں کوئی نہ برادر اپنا

موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق تھا یار
زیرِ پائے خمِ مینا نہ تھا جب سر اپنا

قدرداں کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب
خاک میں ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا

منتہی صورتِ خورشید جہاں کے اندر
حال روشن ہے ذرا دیکھو تو گھر گھر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریاں پیدا
جسکا دامن ہے نہ اشک نہ گریباں پیدا

نورِ ایماں کا کرے گریہ تن و جاں پیدا
دل کے آئینہ میں ہو جلوۂ جاناں پیدا

جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا
ملک الموت ہوا اُسکا نگہباں پیدا

کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستاں پیدا
نہ ہوا ایک بھی تشکیلِ رخِ جاناں پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباسِ ہستی — شمع کیطرح ہوا مین تنِ عریان پیدا

یار تھا مین تھا بہم نام نتھا غیرون کا — کس لئے تو ہوئی تیلا شبِ ہجران پیدا

بزمِ عالم مین دلا شمعِ شبستان کیطرح — مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا

دیکھتا گر مِسی آلودہ دہن کو اُسکے — خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا

کھائے جاتے ہین حسینان جہان عاشق کو — دیو بھی ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

وحشتِ دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی — ایسا اتبک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا

حسرتون کے لئے پھلو مین دیا خانۂ دل — پیسنے کو مرے منھ مین کئے دندان پیدا

منتھی یارِ موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھ بے سروسامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریشِ درازکا — تیلا مین جانتا ہون اسے مکر و آزکا

پوچھو نہ حال عشق کے راز و نیاز کا — محمود بادشاہ تھا بندہ ایاز کا

مانند موج کا رسہے نیرنگ سازکا — پھلو دکھا رہا ہے ہراک نازنازکا

دارِ فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی — کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغ نازکا

دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے — ہاتھ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا

عاشق ہون اُسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا — بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا

مطلب نہ حاجیونکا کبھی منکشف ہوا — ہم پر نہ وا ہوا کبھی پردہ حجاز کا

ہاتو نے عشق یار کا کرتا ہے آشکار — پھلو مین دل نہن کوئی پردہ ہو رازکا

باغ جہان مین راست ہو آزادگی مری — قمری منش ہون کب سے مین اک سرو نازکا

باغ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو — سایہ پڑا ہے اسپہ کسی سرو نازکا

کردی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو — ایسا ہے کاروبار مرے کارسازکا

شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق — مین ہون نیازمند عجب بے نیازکا

اہلِ وفا ہون اہلِ وفا کی تلاش ہے — ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا

شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتھی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پر ہمارے یار وہ شب آکے سو گیا　　افسوس اپنا طالعِ بیدار سو گیا

سو بار مین عدم سے یہان آکے ہو گیا　　تخمِ عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا

رونا مرا پسندِ دلِ یار ہو گیا　　صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا

نقدِ صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے　　اِس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا

یارانِ رفتگان کا لگے کس طرح پتا　　ملکِ عدم سے پھر نہ پھرا یہانسے جو گیا

بحرِ جہان مین آکے عدم سے ہر ایک یا　　اس کشتئ حیات کا لنگر ڈبو گیا

اُس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا　　جاگا کہین تھا رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوقِ باوفا
شاعر جو منتہی تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا　　تیرِ جگر پر مرے یہان کوئی مارا کیا

آہ و فغان کو کیا ضبط ترے حکم سے　　جو کہ گوارا نتھا وہ بھی گوارا کیا

خالِ جبین کو ترے او بتِ خورشید رو　　دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا

عالمِ اسرارِ غیب اوسپہ ہوا آشکار　　پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا

حکم مین تھا کونسے عاشقِ شیدا کے یا　　مملکتِ عشق مین کسنے اجارا کیا

جانبِ دنیا قدم سینے نہ رکھا کبھی
دستِ ہوس مدتون مجکو ابھارا کیا

شبِ وصال کا مژدہ اگر نہ آجاتا　　فراقِ یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا

پیامِ وصل کا پیہم اگر نہ آجاتا　　ہزار مین اٹنک تو زہر کھا جاتا

ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آجاتا　　چراغِ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا

مین چاہتا ہون کرون عرضِ حال کچھ اس سے　　یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا

نہ کرتا دل جو مرے عشقِ یار سے توبہ　　وہ اپنی جانسے جاتا کسی کا کیا جاتا

یہ تنگ آیا ہون اہلِ جہان کے ہاتونسے　　جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغِ یار گر ہوتا یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہا جاتا

جو زخمِ تیغِ زبان کا ہے منتہی دل پر
نہین وہ سوزنِ عیسیٰ سے بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا سو ہوا صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا
غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا حباب وار جو اسمین فنا ہوا سو ہوا
نہ دیکھا پھر کے کبھی اسنے باغِ عالم کو تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا
مسیح نبض مری دیکھکر لگا کہنے مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا
بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا
نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا جو لکھ دیا تھا برا یا بھلا ہوا سو ہوا
تمھارے در سے صنم جو گیا نہ پھر سنبھلا تمھاری بزم مین جو نارسا ہوا سو ہوا
کھلا یہ سرِ منصور کی انا الحق سے تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا
چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم فروغِ حسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا

نہ منتہی سے گیا شوقِ عشقِ صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا
پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا
دل کو جلائے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا
ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا
سو بار بارِ عشق کو مین نے اوٹھالیا سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا
ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا
وعدہ خلافِ یار کی فرقت مین روز و شب غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا
ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنج موت کا یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا
لکھ تو رہے ہو کاتبِ اعمال نیک و بد دیکھا نہین مگر قلمِ دو زبان مرا

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون صبح و شام | تنکا ہوا ہے گو کہ تنِ ناتوان مرا
اوصافِ گفتگوئے بیان سنکے خلق نے | رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا
کھٹکا نظر مین کس کی مرا قالبِ گلی | کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا
گلدستۂ بہشت ہون جنت کا پھول ہون | باغِ جہان مین اور ہی ہے باغبان مرا
بے ہوش ہون مین بادۂ خمِ غدیر سے | ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہ راست مین پا اپنا منتہی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑکر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا | آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا
کب اثر ہو دل مین اسکے آہِ بے تاثیر کا | ہی پہونچا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا
غلغلہ ہے دہر مین اس آہِ بے تاثیر کا | شور ہے عالم مین اس اپنے ہوائی تیر کا
جسکھی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی | مین یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا
اس مرقع مین جہان کے جو ہی دستِ بیکرا | مین سمجھتا ہون اسے وہ ابر ہے تصویر کا
صحرا بنی پر نجا ظالم کی او خانہ خراب | خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا
غیر پر فطرت ہے بندہ ہی مزاجِ یار ہے | ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا
دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے | فنِ استادی بڑا ہے کاٹنا تیر کا
جبہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہین | وہ مٹاتا ہون جو لکھا ہے مری تقدیر کا
سینہ و دل مین جگہ دیتا ہون مین اسکے لئے | حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا
ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہے خود صیاد اسے | کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا
بیعتِ دستِ ہو رہے یہ ہمین ظاہر ہوا | سلسلہ ہے دستِ ساقی مین مرید و پیر کا

وا ہین آنکھین آئی پیری ہوگیو کافور بال
منتہی توبہ کرو موقع نہین تاخیر کا

بحرِ جہان مین کرتے ہو اسکی نمود کیا | قطرہ اک آب کا ہون مری ہست و بود کیا
کہتا ہے برنگِ غنچہ ہے دل گاہ بشکلِ گل | باغِ جہان مین ہے مری بست و کشود کیا

پتلہ ہون مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہون
مین کیا ہون ورنہ اور ہر ہر حباب وجود کیا

مثلِ گیاہ دشت ہے انسان کی بود و باش
کرتا ہے اپنی بود پہ اپنی نمود کیا

رندانِ پاکباز کی جوشش و خروش ہین
صوفی خیال کر تو ذرا رقص و سرود کیا

کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہان
پوچھون مین اس سے [illegible] کیا

کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر
کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا

صد شکر محتسب ہون نہ قاضی نہ کوتوال
مجھسے نگاڑ کرکے کرین گے حسود کیا

روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو
جو یہ کرینگے وان وہ کرینگے حسود کیا

چل پھر میانِ کوئی خرابات زاہدا
کرتا ہے مسجد مین قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ مین
کرتا ہے منتقی تو عبث تار و پود کیا

دل مین اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا
یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصل دریا نہ ہوا

ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا
دلِ نازک یہ حباب لب دریا نہ ہوا

نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اسکو ہا
تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا

نہ کبھی ساقیِ بدمست نے جا کی دلمین
مے سے لبریز ہمارا کبھی مینا نہ ہوا

نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکر معاش
دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا

رنج فرقت کے سہے درد جدائی کے اٹھائے
اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا

شبِ فرقت مین مین کس روز نہ مرمر کے بچا
ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا

بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی
قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا

وحشتِ دل ترے ہاتون سہی جامین تک اب
نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا

آرزو رہ گئی بازارِ جہان کے اندر
درِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا

زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی مجھے
دلِ شیدا مرا ہرجائی کا شیدا نہ ہوا

گردشِ چشم سے اُس شوخ کی مانند فلک
کب دلِ زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا

عشق مین تار نفس کی نہ رہی مجکو امید
بحرِ امواج مین ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے ماری کیا کیا　　بحر الفت کا کنارا کہین پیدا نہ ہوا

منتہی ٹھیک ہوا پیرہنِ عریانی

جو لباس اور تھا تن پر تری زیبا نہ ہوا

حال تیرا حشر مین جب آئینہ ہو جائیگا　　کس سے ہونگی چار آنکھین کس کو منھ دکھلائیگا

شمع کا فوری جلا کر بام پر بیٹھا ہے آج　　کل اندہیری گور کی تنہائیسے گھبرائیگا

سنبلِ باغِ جہان ہو گا پریشان دیکھکر　　یار گیسو جب رخِ گلرنگ پر لھرائے گا

واعظا کیا جانتا ہے رازِ عشقِ یار تو　　آپ تو سمجھا نہین اصلا کسی سمجھائیگا

صورتِ منصور ہوگا عاشقون مین سرفراز　　کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا

عقدۂ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوے　　ناخنِ تدبیر کیا یہ گتھیان سلجھائیگا

توڑ ہے تیرِ نگاہِ یار کا تجھ خدا　　توڑ کر عاشق کے سینہ کو جگر بر مائیگا

ہاتھ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہین　　دیکھنا تو اکدن اپنے کئے کو پائیگا

دلگے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا　　خوب مین سمجھا ہون اُسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتہی

نام دل سے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز منت مین قاصد خراب کیا　　دیتا نہین جواب وہ اسکا جواب کیا

بھر بھر کے دی رہا ہے وہ جام شراب کیا　　ساقی کا مجھ پہ ہے کرم بے حساب کیا

راغب ہے میکدہ کا کبھی بزم عیش کا　　بہکا رہا ہے مجکو یہ عہد شباب کیا

ہر ایک نشے جہان مین پینا ؤ نوش ہے　　زاہد عذاب کتنے مین کس کو صواب کیا

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ازل مین وہی کیا　　روزِ حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا

دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام کو　　ہاتھ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا

معشوق ہے بغل مین نہ جام شراب ہے　　لیکر کرونگا آج مین عہدِ شباب کیا

داغ جگر ہے اپنا پڑے زور شور پر　　پہلو کرے گا گرم مرا آفتاب کیا

جاتا ہے آج کوچۂ سفاک کی طرف　　دشمن ہے جان کا مری جوشِ شباب کیا

دل مین ہے الفت می و معشوق آپکے ۔۔۔ یارون سے شیخ جی ہے تمھین اجتناب کیا
مہتاب جانتا ہے طپش آفتاب کی ۔۔۔ دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم مین ڈہونڈھتا پھرتا ہے یار کو
کرتا ہے منتہی عمل ناصواب کیا

اوجپر جبکہ مرا نیر اقبال آیا ۔۔۔ بے طلب عقد شب ہجر کا حلال آیا
محتسب خاک ہوئے جل گئے زاہد سارے ۔۔۔ عید رندون کو ہوئی جب مہ شوال آیا
تھا بہت گرم سخن باغبین وہ گل اندام ۔۔۔ سنکے بلبل کو کہا لو مرا نقال آیا
ہلگیا خانۂ دل اسکے اشارون مین مرا ۔۔۔ جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا
جان کر مجکو شہید ستم پاک نژاد ۔۔۔ نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسال آیا
موسم گل مین یہ دعوت ہوئی دیوانونکی ۔۔۔ سنگ ہاتھون لئے مجمع اطفال آیا
بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے ۔۔۔ حشر مین جب مین لئے نامۂ اعمال آیا
ہنس پڑے سارے سے جوانان چمن وقت سحر ۔۔۔ بلبل آیا کوئی گلشن مین کہ نقال آیا

بید شرک کھوسکے دل ہم مے الفت پیتے
منتہی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے مین جبتک جوان تھا ۔۔۔ حسین ہر ایک میرا قدردان تھا
عجائب باغ مین تھا میرا مسکن ۔۔۔ عجب گلشن مین میرا آشیان تھا
چمن مین چاٹ تی تھی ہونٹ بلبل ۔۔۔ مین جب ایام مین شیرین زبان تھا
وصال یار کب ہوتا میسر ۔۔۔ خلل انداز سر پر آسمان تھا
نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد ۔۔۔ تو پھر قصر جنان کسکا مکان تھا
عجائب باغ عالم کو بنایا ۔۔۔ آلہی کون اسکا باغبان تھا
بہ رنگ بوئے گل تھا اس چمن مین ۔۔۔ مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا
اوڑا کر لے گئی باد خزانی ۔۔۔ چمن مین بوئے گل کا کاروان تھا
حرم مین دیر مین کیا کیا نہ ڈہونڈھا ۔۔۔ نہین معلوم وہ دلبر کہان تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین / عیان ہر سو ترا رازِ نہان تھا
مثالِ آئینہ تھا مین سراپا / نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا / سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا
جسوقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا / رنجِ فراق جو تھا فراموش ہوگیا
خطِ سیاہ زیبِ بناگوش ہوگیا / جلوہ تمہارے حسن کا روپوش ہوگیا
دنیائے دون پرست کے درپے ہر اک زن / جسکو مین دیکھتا ہون بلا نوش ہوگیا
سنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی / بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا
بوسے شبِ وصال جو اس زلف کے لئے / ہنسکر کہا کہ تو تو بلا نوش ہوگیا
جبّہ پہنکے گنبدِ دستار باندھ کے / کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا
دل سے ہمارے داغِ محبت نہین مٹا / یعنے چراغ زیست کا خاموش ہوگیا
کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین / بیہوشی مین کمال مجھے ہوش ہوگیا
دل پہ ہے رعب یار کی تیغِ نگاہ کا / آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہوگیا
قصرِ جنان دو رہے پھر کس کے واسطے / میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا
تکلیف ہجر کی جو اٹھاتا ہون رات دن / شاید مین دل سے اُسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کھلکے تم آئے تھے منتقی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیرِ جفا کا وہی نشانہ ہوا / بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا
غمِ فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا / شبِ وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا
غبارِ دشت ہوا خیمہ خاکسارونکا / بلند دودِ جگر ہوکے شامیانہ ہوا
حواس و ہوش گئے اپنے عہدِ پیری مین / سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا
زوالِ حسنِ صنم آیا منڈ گئی کاکل / وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا
خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن / عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا
حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اُسکا / کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہاں عاشقانہ صادق کا — سُنا ہے خلد کو مدت ہوئی روانہ ہوا

ہوئی نہ قدر سخنہائے خشک و تر کی مری — حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا

ذلیل ہو گئی آنکھوں مین مسند شاہی — سر فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا

سنا ہے دیو غم ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتہی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اوٹھایا بار نبردی نے سر پر تیری الفت کا — جہان مین ہو گیا شہرہ نہایت میری ہمت کا

ہمیشہ خاکساری پر تیری کوچہ کی مرتا ہون — نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا

کھلی ہے آنکھ تیری دست و پا چلتے ہین او غافل — ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت فرصت کا

خیال زلف جانا نمین سر شکو نکی ہے طغیانی — نہایت ابر چھایا ہے برستا مینہ ہے شدت کا

بہار آئی ہے گلشن مین جنون کا ہاتھ ہے لب پر — گریبان پر بہار سے وقت آیا ہے مصیبت کا

مکان تجھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سے — نشان تک نام کو باقی نہین ہے انکی تربت کا

عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا — بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا

نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرط الفت سے — ہوا ہے چاک دامن اسنے زلیخا تیری عصمت کا

جدا گانہ نہین نقش زمانیکے مرقع مین — طلسم زندگانی کھیل ہے اک اُسکی قدرت کا

خط جانان ہی لایا ہے پیام وصل بھی قاصد — مین سمجھا وحی اُتری یا فرشتہ آیا رحمت کا

نہ برسے گا اگر تربت مجھ عاصیکی او زاہد — تو پھر کس لئے پیدا ہوا ہے ابر رحمت کا

عیان ہو جاتا ہے نور اُس منہ حوری کا کیا کہنا — ہمارا داغ دل شعلہ ہے اک شمع ہدایت کا

تمھارے شربت دیدار کا پیاسا ہون اپنا سے — نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا نان نعمت کا

صفات دیدہ و دل منتہی کی کیا بیان ہوئے
وہ چشمہ ہے محبت کا یہ ٹیلہ ہے مروت کا

منصور و کوہکن سے گئے افسانہ رہگیا — دنیا مین نام ہمت مردانہ رہگیا

جو حسن تھا گیا خط جانانہ رہگیا — جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا

داغ دلی رہا نہ رہا عالم شباب — جنس گران بہا گئی بیعانہ رہگیا

جھک جھک گئے کرم سے ترے زہد قیا — مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا
شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری — ساقی سے بھرتے بھرتے یہ پیمانہ رہگیا
وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا — جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا
دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا — جائے عجب ہے بت گئے بتخانہ رہگیا
جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا — خاموش شمع ہو گئی ویرانہ رہگیا

دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش منتہی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا — بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا
ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا — ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا
دیا ہے مجکو اگر عشق یار تھوڑا سا — عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا

جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ منتہی ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کوچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا — ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا
صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا — آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا
پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل — سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا
فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا — ولولہ عہدِ جوانی کا مجھے یاد آیا
عہدِ طفلی تھا ستم قہر ہوا اُسکا شباب — ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

پھر گیا آنکھومین شب عمرِ گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پُر درد لائیگا پھر کیا — کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا
کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا — کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا
چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھنکے — کسی کو خوابِ اجل سے جگائیگا پھر کیا
مری طرف سے صبا اُس سوار سے کہنا — اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھیگا حال کیا میرا جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا ؎
کیا ہے وعدۂ دیدار مجکو حیرت ہے ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تنِ خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصرِ فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغ شمع کا پروانہ ہوگیا شیدہ بھی حسنِ یار کا دیوانہ ہوگیا
دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا جو خانۂ خدا تھا پریخانہ ہوگیا
خالی نہین ہوا صفِ ذندان سے منھ مرا لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا
خالی پڑا ہے تختِ شہنشاہِ ہند کا جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا
ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا
پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

بولا پیامِ وصل مرا سُن کے حیلہ جو
افسوس منتھی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ سہین کھٹکا ہی تیری جیکا کیا ارادہ جو دگی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا
نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میری دلبر فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا
نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکو نسے منھ کو دھویا یہ بحرِ غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا
کھے کوئی شمع رو سے جاکر نہ ہونا دیکھ آپسے تو باہر کبھی نہ بزمِ جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کٹیکا
کیا جو ہی کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوحِ دلبر جہان ہی اعجازِ حسنِ دلبر وہان کہان سحر سامریکا
جہان مین آیا ہی موسمِ گل چہکتے ہین تمام بلبل رُخِ صنم کے حضور رہا بشکلِ گلِ چمن کا ہی رنگ پھیکا
نہ ہوگا مائل جو اُس جبین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا ؎
نہین ہے بیجا ہمارا کہنا سمجھ کے اس بات پر ٹھہر کنا دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا
نہ ہوتا اے دل کسیکا مائل نہ کرتا تو عقل اپنی زایل کیا ہی تجکو خدا نے عاقل نہ تھا دشمن تو اپنی جیکا

خدا نے دکھلائے وصل کی شب برآیا مدت مین اپنا مطلب
اسید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشیکا

دلمین جان ہر کس سا نہ ہوئی گیا
جو گھر خدا کا تھا صنم خانہ ہوئی گیا

تھا جو پہلو مین اپنے وہ گل تھی خار آنکھون مین تن یہ وہ دل
رہا پریشان برنگِ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے ہین گلشن مین لالۂ گل بھرے ہین گویا کہ ساغرِ دل
چھلک رہے ہین تمام بلبل مزہ ہے ان روزون ہی کشتیکا

ذرا نہ تھی کہہ سے نسبت فقط ہو یہ دل خدا کی قدرت
اٹھائے بارِ غمِ محبت کہان تہا یہ کام آدمیکا

یہ زہد مشرب کو مارتا ہو جہان سے وہ سدا رہا ہو
ہر اک حسین کو سنوارتا ہے یہ عشق دشمن ہو متقی کا

کسی کو دنیا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اسکا حاصل
اگر ہے دانا نہ ہونا بیدل ہو سب کو پیغام منتقی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خطِ تقدیر کا جواب
ہر بات ہے مری اُسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ
ہو تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانعِ ازل تری صنعت کے مین نثار
ابتک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہِ شرر فشان پہ ذرا دل نہ بھولیو
برقِ غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارا ہے کس کا کون ہے ایسا جہان مین
لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھکر مجھے حیرت سی ہو گئی
تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کھلتا ہے فصلِ گل مین یہ دیوانہ عشق کا
ہان زلفِ یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوحِ جبین پر ہر ایک کے
سمجھین جو دیوین آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھ کہ لکھدیا تھا مجھے روزِ ابتدا
رکھتا ہون پاس مین خطِ تقدیر کا جواب

کہتے ہین جسکو موت زمانہ مین زاہدا
خوابِ عدم کی ہے یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہون وصف خطِ رخِ یار کا رقم
لکھتا ہون آج حاشیۂ میر کا جواب

روزِ جزا مجھے یہی حیرت ہے منتقی
دیگا تو کون کونسی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کاروائی عندلیب
گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر
دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ شبنم مین رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار
بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

چلمیون کو ہے زرِ گل دید کو روئے چمن
راحتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

کھہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم بادِ بہار ۔۔۔ چیبرِ گل تیار ہوتا ہے برائے عندلیب
اپنے عاشق کا نہین معشوق کو ہرگز خیال ۔۔۔ دل ہین گل کے مین نہین پاتا ہون جائے عندلیب
چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان ۔۔۔ مین سمجھتا ہون اُسے دولتسرائے عندلیب
ایک تو مدہوش کرتی ہے مجھے بادِ بہار ۔۔۔ دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب
عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو ۔۔۔ آشیان صیاد کے پہلو مین چھائے عندلیب
ملتی جلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگوے یار سے ۔۔۔ ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب
باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دور کر ۔۔۔ دور کر بہرِ خدا یہ ہین بلائے عندلیب
دیکھکر کنجِ قفس کو یہ کہا صیاد سے ۔۔۔ حیف ہے صد حیف ہے خالی ہے جائے عندلیب
ہر گھڑی کرتا رہے وصفِ رخِ رنگینِ یار ۔۔۔ عطرِ گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب
کون بیٹھے بزم مین گر قلقلِ مینا نہ ہو ۔۔۔ دل لگی کیا ہو چمن مین بے صدائے عندلیب

جوہرِ ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہون منتقی
گو نہین ظاہر مین ہے خوش رو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب ۔۔۔ ہمرہِ بادِ بہاری ہے ہوائے عندلیب
آشیان مین فرشِ برگِ گل بچھائے عندلیب ۔۔۔ جسقدر چاہے زرِ گل کو اڑائے عندلیب
خونِ دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب ۔۔۔ جوشِ گل مین اپنی ایسا رنگ لائے عندلیب
ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائین گی ۔۔۔ تا کجا اثباتِ گل تا کے بقائے عندلیب
بزمِ عشرت مین نہ جاؤن خواہشِ دل گر نہ ہو ۔۔۔ کب قدم رکھون چمن مین بے رضائے عندلیب
جورِ گلچین زحمتِ صیاد و خوفِ باغبان ۔۔۔ آفتین کیا کیا ہین اندرون برائے عندلیب
کون عاشق اسکا ہے دلسے کسی ہے اسکی چاہ ۔۔۔ کون ہے ذی حق زرِ گل کا سوائے عندلیب
جوشِ گل جلتا ہوا راہی ہوئی بادِ بہار ۔۔۔ آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب
گل گئے آئے اسے عشقِ ازلی جوہر سو ہے ۔۔۔ کس زبان سے مین کرون وصفِ ثنائے عندلیب
بے اثر ہے کارگر کیا ہو دلِ صیاد مین ۔۔۔ اندنون تیرِ ہوائی ہے نوائے عندلیب
باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش ۔۔۔ تا فلک پہونچی گی جبدم ہائے ہائے عندلیب

باغبان حیران ہی جلتا نہین گل کا چراغ — اندنون ایسی بندھی ہی کچھ ہوائے عندلیب

خسرو گل نے بلا یا لے اوڑا صیاد ہی — ابتدا وہ تھی ہوئی یہ انتہائے عندلیب

وہ رخ رنگین سے گلشن مین اگر اولٹین نقاب — رنگ گل اوڑتا پھرے ہو سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جو اب کی جوش گل مین منتہی
یار بیٹھے جائے گل گل ہو بجاے عندلیب

جہان مین ہوینگی ساقی بہت خراب شراب — جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب

کمال خم سے کوئی رشک آفتاب شراب — بہار آئی ہے لا ساقیا شراب شراب

خیال دل مین مرے مست ناز کا جو رہا — تمام رات مین بکتا رہا شراب شراب

بہار زیست ہے معشوق یار گر ہوے — کہ جس طرح سے کہ ہے رونق شباب شراب

سجائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی — اوٹھائے خانہ دل سے مرے حجاب شراب

جو دیکھا روے عرق ناک میرے ساقی کا — ہوی ہی مارے خجالت کے آب آب شراب

دل برشتہ و خون دل و جگر میرے — یہی ہین رند خرابات کے کباب شراب

ہی اندنوں مین تنک ظرف قابل عشرت — طلب کرین نہ کبھی کا نہ حباب شراب

کرینگے کاتب اعمال کیا رقم اسکو — ہمارے صرف مین رہتی ہی بے حساب شراب

کمال تجھسے مین منت پذیر ہون ساقی — عطا وہ کر کہ جو پیتے ہین شیخ و شاب شراب

کمال مبطل ایمان ہے عشق نا لایق — کرے کہین تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے متقی عطا فرمائے
جہان مین عیش کے سامان ہین کباب شراب

آن مین جل تھل بھری پل مین بھری دریا سحاب — دامن مژگان ترکے روبرو ہے کیا سحاب

گیسوئے شب رنگ چھوڑی جبکہ رخ پر یار نے — دل پکارا باغ کی جانب سے لو اٹھا سحاب

بال بکھری دن کو دیکھی ہین بت سفاک کے — رات بھر کالی بلا مجکو نظر آیا سحاب

باغ ہے سبزہ ہری ہے ساقی گلفام ہے — ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آ سحاب

میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو — چھاگلین پانی کی کیا بھر بھر کے آیا سحاب

نالۂ گرم اپنا جب دم سر او شہائی انہو فلک — خشک ہو جائے برنگ دامنِ صحرا سحاب
ہی دم گریہ تصورِ چشم و گردن کا مجھے — یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب
بال بھیگی دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے — رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب
گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو — می ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب
گیسوئے عنبر رنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے منہلس منتھی ہرا ہے دریا دلی
دلکا اُجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع مینخوار ہین گلزار مین اب — بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب
گھر ہے غیرونکا دلِ یار مین اب — کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب
چھا گیا رخ پہ تمھارے خطِ سبز — آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب
خون چاٹا کرو وہ مرا سکھتے ہین — کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب
بند ہے آنکھ تری عاشق کی — کچھ نہین مردمِ بیمار مین اب
آتے جاتے ہین جوانانِ چمن — رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب
سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی — کو نسی شے نہین سرکار مین اب
خال سرمہ کا بنا کر رخ پر — فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب
درگذر حلقۂ گیسو سے و لا — رکھ نہ او نگلی دہنِ مار مین اب
حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح — شیر بھر دون دہن مار مین اب
دم نہین مارتے مرغانِ چمن — باغبان کون ہے گلزار مین اب
دہنِ زخم مرا چھکے گا — ہے نمک لالِ شکر بار مین اب
دیکھئے کون ہو منظورِ نظر — تیغ ہے دستِ جفاکار مین اب
فصل گل ہے ترے دیوانونکی — دھوم ہے کوچہ و بازار مین اب
کیسی سفاک نے پیدا کی ہے — چال تلوار کی رفتار مین اب
باندہی جب موئے کمر مین جانا — بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزۂ خط کا پیارے
منتھی لکھہ خطِ گلزار مین اب

ہے سحر وصلت کی نکلا آفتاب — ساقیا جلدی سے بھرلا آفتاب
جانتا ہون اسکا سایا آفتاب — جسکے گھنے سے بھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہون اُس سی رو خلق — جام مے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روز وصل — شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام مے اکثر جوانی مین اوڑائی — دوپھر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سی عیان — لو خم گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اسکے در کی کر قبول — جسکے کوچے مین ہو ذرہ آفتاب
جام مے سے آنکھہ برسون ہی لڑی — ہی ہمارا دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہی آنکھہ — حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا گاہک جوانی مین ہوا — دوپھر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے — چتر زرّین بنکے آیا آفتاب
اس عرق آلودہ رخ کے شرم سے — ہوگیا پانی سے پتلا آفتاب

کام آئیگی مری روشن دلی
منتھی جب ہوگا میلا آفتاب

ردیف پائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشکِ قمر آپ سی آپ — پھٹنے لگتے ہین مرے زخم جگر آپ سے آپ
دید بازی کا پڑا ہے مجھے جب سے لپکا — جا ہی پڑتی ہے حسینون پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے اسے کیا کہتے ہین — پاؤن پر اسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
سات پردون مین چھپے یار رفو کیا ہوتا ہے — تاڑ لیتے ہین اُسے اہل نظر آپ سے آپ
بے سکھائی نہین آتی کوئی شے اے دلِ زار — قتلِ عاشق مگر آیا ہے اُسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری مین کرے یہ دلِ زار — بول اٹھتا ہے ہر اک مرغِ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانۂ ویران مین ہمارے شب و روز — آ ہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپ سے آپ
ہون وہ دیوانہ کہ جسوقت بہار آتی ہی — ہو ہی جاتی ہی میرے دلکو خبر آپ سے آپ
جبکہ چلتا ہی تیرا تیرِ نگہہ او ظالم — ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپ سے آپ
کشش دل مری لائے تو کھونگا اس سے — آج آ نکلے کدہر رشکِ قمر آپ سے آپ
مے گلرنگ وہ جب پیتا ہی وہان غیر کے ساتھ — جوش کھاتا ہے یہان خونِ جگر آپ سے آپ
ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے — پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدۂ تر آپ سے آپ
منتہی جسکو ہے کچھ لطفِ سخن دنیا مین — آ ہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپ سے آپ

ردیف تای فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوانِ محبت — ہر اک ہی یہان میہمانِ محبت
کھلا آہِ دل سے نشانِ محبت — یقین ہو گیا ہے گمانِ محبت
پھنکین تا بکجا عاشقانِ محبت — کہین جل نہ بجھے خاندانِ محبت
پڑھا کرتا ہون قصہ قیس و لیلے — سنا کرتا ہون داستانِ محبت
نہین دار پر تجھکو منصور کھینچا — کیا یار نے امتحانِ محبت
نہین نغمہ کرتے ہین مرغانِ گلشن — پڑھا کرتے ہین داستانِ محبت
بہت جنسِ دل کی ملے مجکو گاہک — نہ پایا مگر قدردانِ محبت
ضنم قیس و منصور و وامق تو گذری — ہمارا بھی ہو امتحانِ محبت
کہین سکر چکے قتل عشاق ظالم — کہین ہو چکے امتحانِ محبت
مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے اسکی — چبھی دلمین ہی یہ سنانِ محبت
مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین — لٹے راہ مین کاروانِ محبت

فرشتہ نہ پہونچا وہان یار پہونچا
ذرا منتہی دیکھہ شانِ محبت

آتی ہی یاد یار جو مجکو فضائے دشت — بے اختیار منھہ سے نکلتا ہی ہائے دشت
دیوانگان عشق کے خاطر ہی جائے دشت — پیدا کیا ہے انکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنون نے بیدل سے پوچھے — ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت
ہموارہ منتشر ہے پریشان حال ہے — شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت
ہوتا ہے جب ہجوم گل و لالہ باغ مین — آباد کچھ نظر نہین آتا سوائے دشت
آلایش حیات سے رہتی ہے دور دور — کس درجہ پاک صاف نظر آئی جائے دشت
کھولے گلون کے کان نسیم بہار نے — ایکبار لے اوڑ ہی مرے دلکو ہوائے دشت
مداد باد سے جو بگولہ ہوا بلند — ہم خاکسار سمجھے کہ ہے یہ ہمائے دشت
دیوانگان عشق کے جوش و خروش کو — کہتا ہے سُن کے یار یہ ہین خوش نوائے دشت
فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہے اندنون — کس طرح سے کھلے گا مجھے ماجرائے دشت
عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا — کسواسطے جہان مین ڈالی بنائے دشت
دنیائے دون کو چھوڑ کے یکبار قصد ہے — مانند قیس چلکے بنون پادشائے دشت
سودا اگر نہین کسی آہو خصال کا — پھرتی ہے میری آنکھون مین پھر کیون فضائے دشت
شاید کہ دلمین پھر مری وحشت نے گھر کیا — کچھ سوجھتا نہین مجھے ناصح سوائے دشت
ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشت دلی — سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہے ہوائے دشت
سودا مرے لئے ہے مین سودے کے واسطے — ہے دشت میرے واسطے مین ہون برائے دشت
انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا — آخر سما گئی مرے سر مین ہوائے دشت
دیوانگان عشق کی مٹی عنبر ہو — ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت
وحشت مین کس لئے کہین آوارہ مین پھرون — پہلو مین ہے مرے دل ویران بجائے دشت

وحشت لئے پھری اُسے غربت مین مدتون
پائی نہ منتہی نے کبھی انتہائے دشت

کیا بگڑ کر مجھ پہ جھپٹے پاسبان کوئے دوست — پھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگان کوئے دوست
ہین جداگانہ جہان سے ساکنان کوئے دوست — ہین الگ سب سے زمین و آسمان کوئے دوست
صور پھونکا جائے کہ ہو محشر قیامت تک — سر اُٹھا سکتے نہین افتادگان کوئے دوست
طور پہ موسیٰ سہی ہے افلاک پر عیسیٰ رہے — جانتا ہون اُنکو مین افتادگان کوئے دوست

خون بھا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پڑے — قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوی دوست

بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر — دیکھتے ہرگز نہین ہین رہروانِ کوی دوست

چہچہے کرتے ہین گلشن مین کھلے ہین گل تمام — کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوی دوست

فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری — کیا بیان ہوئے کسی سے عز و شانِ کوی دوست

ذکرِ رضوان جسگھڑے آیا ہے میرے سامنے — مین یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوی دوست

بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکسارونکا ہجوم — بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوی دوست

رند کہتے ہین جسے پیرِ خرابات اے فلک — جانتا ہون اسکو مین اک نوجوانِ کوی دوست

کر رہے ہین مسجدون مین وصفِ جنت کا بیان — کہ رہے ہین آج واعظ داستانِ کوی

چلتے رہتے ہین وہان جامِ مئے عشرت مدام — رنگ رہتا ہی ہمیشہ درمیانِ کوی دوست

دم نکلتا ہے تیرا حور و جنان پر زاہدا — رندِ مے آشام ہم ہین عاشقانِ کوی دوست

بیچکر جان گر زمانہ کو راہِ عشق مین — جلد یا جنت کو سیدھا کاروانِ کوی دوست

حور و غلمان سے صبا کہیو پیامِ منتہی
جا ہماری ہی رہے اے ساکنانِ کوی دوست

معرکہ مین دیکھئے کرتی ہی بدخوئے دوست — سخت جانی ہے ادہر ناوک ادہر بازوے دوست

باغِ جنت کو نہ دیکھون گر مین دیکھون وحے دوست — جامِ جم ہرگز نہ لون پاؤن اگر زانوے دوست

تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہین دلِ سودا زدہ — رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہین ابھی گیسوے دوست

جھانکتا ہے جسگھڑی برقعے کی جالی سے مجھے — جانتا ہون دام مین شاید پھنسے آہوے دوست

دیر مین لیجائے وہ چاہے حرم مین بھیجدے — دل نہین قابو مین اپنے دلپہ ہی قابوے دوست

بھولتا دم بھر نہین دیکھا ہے جب سے زاہدا — حافظِ قرآن ہون یعنے یاد ہے وہ روے دوست

ڈھونڈھتا پھرتا ہون مانندِ صبا مین دربدر — باغِ عالم مین کہین پاتا نہین ہون بوے دوست

نیم جان کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہوگئے — خیر مانگو تا کمر پہونچے نہین گیسوے دوست

فصلِ گل مین اسطرحکا ہوگیا سودا مجھے — دیکھتا ہون صورتِ گل گاہ گاہی روے دوست

دیکھئے کیونکر بر آئے اپنا حرفِ مدعا — سخت ہین اعمال اپنے اور نازک خوے دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جا کر نوجوان — یہ اثر رکھتی ہے زاہد سرزمین کوئے دوست

پیچلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہر غذا آ
دیکھتا تھا منتہی پھر پھر کے ہر دم سوی دوست

تو سمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات — نقش ہے دل پہ مرے قبلۂ حاجات کی بات
یار ابتک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات — اُسکی ہر بات ہے اے شیخ کرامات کی بات
جسکو کہتا ہے ہر اک قلقل مینا ساقی — اُسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات
دیجیے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین — کیجیے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات
نقد بوسہ کے طلب کرنے پہ کہتا ہے وہ شوخ — ہم حسینون مین اسے کہتے ہین خیرات کی بات
نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے — آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات
سرِ ممبر وہ بُرا کہتا ہے رندون کو کبھی — کون سنتا ہے یہان واعظِ بدذات کی بات
حرفِ فرقت کا مٹا دیجیے لوحِ دل سے — کیجیے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات
جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دلکی — کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات
وصفِ جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز — ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات
اُسکی کیا بات جسے دولتِ وصلت ہو نصیب — معتبر ہوتی ہے کیا صاحبِ اوقات کی بات
نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون — خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار بیہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتہی یاد ہے کچھ آپکو اُس رات کی بات

رنجِ فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات — زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات
صدمۂ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات — ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات
ماہرویون سے نرکھنا مرا پہلو خالی — ما آئی نہ دکھانا مجھے اندھیاری رات
سوِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہے عذاب — قہر ہے عالمِ تنہائی کی اندھیاری رات
فلکِ اغیار کیا گاہ دیا رنجِ فراق — خوب کی خوب کی تو نے مری غمخواری رات
روزِ وصلت کا تو ہمسے نہین کٹے گذرتا ہے — کٹتی ہے ہجر کی اے شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلک شعبدہ باز — یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات
رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے وہ — عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات
آیا جس وقت نقابِ رخِ روشن کا خیال — سر کو دیوار و سے پٹکا میں کیا ساری رات
جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور — صبح جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات
وعدہ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس — کھل گئی او بتِ کافر تری مکاری رات
شدتِ درد جدائی کے سبب او ناصح — تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روز وصلت کا سکھ ہے نہایت لیکن
منتھی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کہتے ہو تجکو رہا کیوں خفقان آجکی رات — یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہاں آجکی رات
جلوۂ حسن ہے ہر سو شب وصلت بھی ہے — نظر آتی ہے مجھے صبح جنان آجکی رات
پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر — وا ہوا آپکا کیا راز نہان آجکی رات
یار ساقی ہے مے ناب کا ہے دور یہ دلو — تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آجکی رات
آپ سے آپ وہ بگڑا شب وصلت مجھسے — ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آجکی رات
نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ — کیا کہیں شیر ڈکارا ہے یہاں آجکی رات
رعب ہے حسن کا یا ہے ملک الموت کا خوف — بند کسواسطے ہے تری زبان آجکی رات
ندیا تو ندیا صدمہ فرقت ورنہ — کوچ کر جائیگی یہ روحِ روان آجکی رات
شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ — خوب روشن کیا عاصی کا مکان آجکی رات
ماہ ہو باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے — مہربان تو بھی ہوا ہے پیرِ مغان آجکی رات
میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ — میں کہاں یار کہاں اور کہاں آجکی رات
شادی وصل میں ہے دغدغہ رنج فراق — ایک ہے حقیں مرے سود و زیان آجکی رات

مہربان یار سے شکوہ نکرو ہی شبِ وصل
منتھی بند کرو اپنی زبان آجکی رات

کہوں کیا فراقِ صنم کی حقیقت — بیان کیا کروں مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجودِ عدم کی حقیقت — جداگانہ ہے بیش و کم کی حقیقت
بسا جب سے نیرنگِ حسن اپنی دل مین — گری آنکھوں سے جامِ جم کی حقیقت
غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے — نہ ہے پیشِ دل بیش و کم کی حقیقت
دلِ پاک سے پر اثر آہ سے اب — کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت
ہوئی صحبتِ گلرخان جب میسر — نگہ مین نہ ٹھہری ارم کی حقیقت
رگِ ابرِ باریدہ دیکھے اگر تو — دلا وا ہو دستِ کرم کی حقیقت
پھرا کوچۂ عشق مین کون جا کر — کھلی کس کو ملکِ عدم کی حقیقت
یہ دھو بیٹھے گی نامۂ بد عمل کو — کھلے گی کبھی چشمِ نم کی حقیقت
اُٹھا دیدہ و دل سے پردہ دوئی کا — سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت
نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا — گری دل سے جاہ و حشم کی حقیقت
صفا جیر ہین سکۂ داغِ الفت — یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت
خدا جانے پیرِ خرابات کا حال — خدا جانے میرِ اُمم کی حقیقت

مری آتشِ عشق کا حال لکھے
کہان منتہی یہ قلم کی حقیقت

ترے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت — تجھسے کہتا ہون یہی او چمن آرائے بہشت
شاید آجائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت — اپنے دنرات کھلے رہتے ہین درہائے بہشت
کونسے دلکو نہین عفوِ گنہ کی خواہش — کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت
کثرتِ دستِ کرم جب نظر آتی ہے مجھے — مین سمجھتا ہون اُسے موجۂ دریائے بہشت
کافرِ عشق ہو یا مردِ مسلمان زاہد — کونسے قوم کو رہتا نہین دعوائے بہشت
کوچۂ یارِ گل اندام اگر ہاتھ آئے — نہ رہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت
کوچۂ عشق مین جا عاشقِ صادق تو ہو — حورِ عین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت
ہو میسر جو ترے عارضِ گلرنگ کی دید — پھر نہ دیکھون طرفِ لالۂ حمرائے بہشت
جو چھپے کہتا ہون جب سے مین ترے کوچے مین — لوگ کہتے ہین مجھے بلبلِ شیدائے بہشت

سر جو

کوچہ یار مین مدت سے پڑا ہوون زاہد | خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت
دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی | ڈہونڈتا پھرتا ہے دن رات ہر اک جائے بہشت
وصل سے رہگیا محروم مین اُس گل رو کے | ہاتھہ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت
لب شیرین کے تصور نے یہ جا کی اعمین | دل مین پیدا ہوئی شیرینئے خرمائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اسکو
منتہی گر تجھے تھوڑی سی ملے جائے بہشت

ردیف تائی فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ | حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ
کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ ہ | کرین اس کشتگی دنیا کی خر چٹ ہ
تمہارے حسن کی دولت کو پیارے | اوڑالین گے عدو ئے مفت پر چٹ
نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین | کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ ہ
بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے | نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ
اگر ہوسا تھہ پردون وہ مہوش | نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ
قدم رکھتا ہے جیدم ناز سے یار | نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ
تری تلوار کا ہے پیٹ خالی | جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ
اودہر نغمہ کیا بلبل نے آکر | ادہر غنچہ نے واکی مشت زر چٹ
بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے | کریگا خون عاشق نیشتر چٹ
دہان گور نے لقمہ سمجھ کر | سر انسان کئے ہین کسقدر چٹ
جو ہین مردار خوار اس سرزمین کے | وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ
فرشتہ لکھہ رہے ہین پاس تیری | کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ
گرانی سے تری او حیدرآباد | سپاہی کر چکے تیغ و سپر چٹ
جولا وارث نہال بار ور ہو | کرین خارص ہمع برگ و ثمر چٹ
نہ رکھنا ایک کوڑی تا کفن کو

ملی جو منتقی تو اسکو کر چٹ

اڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ — بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر چوٹ

بغیر از وصل دیدی جان شیرین — ہے ذکر کو ہکن بھی مجکو سر چوٹ

کبھی فرقت کا غم گہہ مکرِ دولت — یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چوٹ

اوٹھاتا دل نہ پھر بارِ محبت — نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر چوٹ

یکایک آگئی اوسپر طبیعت — کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھر چوٹ

یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے — یہ نادان کھا گیا ہے بیشتر چوٹ

لگا کر دل کو آنکھین پھیرتا ہے — الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چوٹ

جسے تاکا اوسے جینے سے مارا — غضب کی رکھتے ہین یہ خوش نظر چوٹ

شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے — نہایت اندنون ہے بار ور چوٹ

نہ دے دل عہدِ پیری مین بتون کو

نہ کھا اے منتقی وقتِ سحر چوٹ

ردیف تای مثلثہ

ملتِ شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث — گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے ہو عبث

دل زمانیکے حسینوںسے لگاتے ہو عبث — بیوفائون کے غم و رنج اوٹھاتے ہو عبث

صفتِ نقشِ قدم کوچہ دلدار مین ہون — بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھاتے ہو عبث

تمکو معلوم ہو جیسا کہ مین تر دامن ہون — زاہدو نارِ جہنم سے ڈراتی ہو عبث

مہر ہے بار محبت تمھین مال و زر کی — زہر ہے یہ غمِ دنیا اسے کھاتے ہو عبث

طاقتِ جست نہین قوتِ پرواز نہین — سوے دیوارِ چمن مجکو اوڑاتے ہو عبث

لکھتے ہو کاتبِ اعمال جو اعمال میرے — تہمتین مفت کی بندہ کو لگاتے ہو عبث

سنکے افسانۂ غم یار مرا کہتا ہے — جو کہانی کہ سنے ہے وہ سناتے ہو عبث

چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون — دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے ہو عبث

خاک انجام ہے اس نشو و نما کا اے دوست — شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو عبث

بار ہا آیا گیا ہون چمن عالم مین
پھر مجھے ملک عدم کو لئے جاتے ہو عبث

بوجھ یہ مین نے اٹھائین ہین جہان مین اکثر
پھر مجھے بار محبت مین دباتے ہو عبث

منتھی زہر ہے اس مال جہان کی لذت
ایسے موزی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہگیا کہینچ کے تلوار ہوا کیا باعث
رک گیا یار جفا کار ہوا کیا باعث

کون مانع تھا تری جلوہ گری کا ای دوست
ہین کھڑے طالب دیدار ہوا کیا باعث

بزم مین رکھا ہے مینا کے تئین کیون ساقی
آج گلشن مین نیا خار ہوا کیا باعث

لطف نظارہ ان آنکھون نے اوٹھائی پری
مفت مین دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث

نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا
نہ کھلا عالم اسرار ہوا کیا باعث

وصل شیرین نہ میسر ہوا تجھکو فرہاد
تو عبث دشمن کہسار ہوا کیا باعث

بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دل زار
صفت سایۂ دیوار ہوا کیا باعث

کشش دل مری گذرا مین کشش سے ایسی
یار آیا سر بازار ہوا کیا باعث

اوڑ گئی روح پھڑک کر قفس تن سے مری
چھٹ گیا مرغ گرفتار ہوا کیا باعث

طبع رنگین سے مری جوش جوانی کا تماشا
اوڑ گیا بلبل گلزار ہوا کیا باعث

رحم اے کاتب قدرت جو ہوا تھا سو ہوا
کیون کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث

منتھی ہاتھہ سے اس ساقی دریا دل کے
سب چھکے تو نہین سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہووے راز پنہان الغیاث
قابل بخیہ نہین چاک گریبان الغیاث

بل بہت کرتی ہے دل سو زلف جانان الغیاث
کاٹنے کو دوڑتا ہے مار پیچان الغیاث

عاشق جانباز پر تیور چڑھاتا ہے وہ ترک
بیگنہ پہ کھینچتا ہے تیغ بران الغیاث

کون پوچھے جز صنم میرے سخن کی داد کو
کون غیر از گل ہے بلبل کا زبان دان الغیاث

کھو دیا ہے رونق بزم یار کا اغیار نے
دیو نے لوٹا ہے یہ ملک سلیمان الغیاث

وصل سے فرقت مین کیا مجکو ڈراتا ہی مسیح
زہر دیتا ہے بجائے قند درمان الغیاث

چٹکیون مین ہی اوڑا دین گے اُسے اکدن بُت یہ | رنگ سمجھین ہین حسین خونِ شہیدان الغیاث

منتظم ہے غیر بزمِ یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہو ملکِ سلیمان الغیاث

ردیف جیم عربی

یون پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج | اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج
کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج | پوچھا کیا گھر سے در و دیوار کا مزاج
باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج | نازک ہو تندرست سے بیمار کا مزاج
مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج | گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج
سنتا نہین جو عاشقِ صادق کی اندنون | ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج
آئی ہے کیا بہارِ گل لالہ باغ مین | ہو آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج
سکّے پڑے ہین اُسکے جہانِ خراب مین | ہے جسکے ہاتھ درہم و دینار کا مزاج
حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا | کیونکہ ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج
اسکو ہوا ہے کس بُتِ مغرور کا خیال | ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج
دو چار سول لیتے ہین سودائے زلفِ یار | جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریضِ عشق ہون مدت سے منتقی
پوچھا کبھی نہ اُسنے گنہگار کا مزاج

عاشقِ شہید کو ہے داغِ جگر کی احتیاج | جس طرح ہوئے سپاہی کو سپر کی احتیاج
بند آنکھین ہوگئین منھ مین ہوئی ساکت زبان | اکدم مین مٹ گئی ساری بشر کی احتیاج
اشک پُر تاثیر میرے جلد تو پہنچا صبا | گوش کو معشوق کے ہوگی گہر کی احتیاج
جذبۂ عشقِ دلی جس شخص کا ہو پیشوا | ناصحو اُسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج
حرص گھٹ سکتی نہین ایسی کسی عنوان سے | کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے بزمِ عشق مین سر منتظم
منتقی گر ہوئے تجھکو اور سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوی پیری جہان سے یار کر کوچ مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ
عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل چلا جاؤنگا یون ہین کوچ درکوچ
یہان سے دو قدم ملک عدم ہے کرونگا ایک اکدن یہ مختصر کوچ
نہ وامق ہے نہ ہے فرہاد و منصور جہان کے کرگئے اہل نظر کوچ
جوان بھی مرتے ہین بوڑہے بھی ایدل لگا رہتا ہے یہان شام وسحر کوچ
نہ آونگا عدم سے سوئے ہستی نہین کرنیکا پھر بار دگر کوچ
اوٹھا کر پردۂ غفلت دلا دیکھ نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ
جو عاشق ہے تو مر مرنے سے پہلے دلا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ
پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ
قدم رکھنا سنبہل کر جانب عشق بکرنا بے محل او بیخبر کوچ
عدم کا راستہ سر کر ہوا طے عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ
بہت ملک عدم آباد ہوگا ادہر کو کرگئے ہین نامور کوچ
ہوی پیری چلو دنیائے دون سے مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ
عدم مین بن پڑے گی پیری ایدل کہ ہیگا باعث فتح و ظفر کوچ
نشان منزل مقصود پایا کئے جب منتقی نے کوچ در کوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح دل سے گیا اختیار ناصح
ایک ایک کا ہزار ناصح اپنا نہین کوئی یار ناصح
ہے گوش برنگ گوش گل ہین جاے ہے بتنا پکار ناصح
شاید گل کی بہار پہونچی کچھ دل کو ہے اضطرار ناصح
اوڑ جائین گے صبر و طاقت و ہوش آئی باد بہار ناصح
الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل غم کا ہے کوہسار ناصح

تیری اوس حال مین سنو نہین — دلبر جو ہوا اختیار ناصح

اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا — بلبل سنے کی پکار ناصح

کہتا ہے بدی تو ان بتون کی — اللہ کی تجھکو مار ناصح

وہ کیف شباب ہی یہ جسکا — پیری بھی ہے اک خمار ناصح

ہنیا وہ مرغ جان کا ہے — جسکا ہون مین شکار ناصح

یہ کیف شباب منفی کا
لایا ہے بڑا خمار ناصح

برسے تو ابر دیدۂ پرآب کیطرح — تڑپے تو برق اس دل بیتاب کیطرح

جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے — آیا گیا اک آن مین سیلاب کیطرح

ساقی سے جو بہار مین فرقت نصیب ہے — پیتا ہون خون دل کو مے ناب کیطرح

آرایش اس جہان کی ہی حسن عارضی — بھاتی نہ مجھکو عالم اسباب کیطرح

ہے جستجو اسی بھی کسی بحر حسن کی — چکر مین ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح

چاہ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا — دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح

اپنا بھی جن دنون مین کہ عہد شباب تھا — جاتی تھی بزم یار مین نواب کیطرح

قاصد یہی ہے کوچۂ سفاک کا پتا — بہتا ہے خون خانۂ قصاب کیطرح

کھویا بہار عمر کو غفلت مین منفی
گذرا جہان نظر مین تری خواب کیطرح

جگہ دی بغل مین کیون عشق کو جگر کیطرح — مگر مین باندہ کے رکھا عبث گہر کیطرح

نہ پوچھو عالم شوق دلی مرا ناصح — جہانکا قصد کیا جا پڑا نظر کیطرح

یقین ہے مجھے احوال مرگ عاشق کو — وہ دل لگا کے سنین فتح کی خبر کیطرح

مثال آب روان ایک جا رہا نہ قرار — بسر ہوئی مری دنیا گذر کیطرح

مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی مین — چلا پھرا مین زمانہ مین رہگذر کیطرح

تعلقات زمانہ سے جسکو ہی چھوٹا — لحد مین چین سے سویا مین رہگذر کیطرح

ہمیشہ در پئے دنیائے دون رہا یہ دل — عزیز ایسے کو دیکھا کیا ہنر کیطرح

مدام عالم ہستی مین حسرت و حرمان — رہے ہین پاس ہمارے یہ دل و جگر کیطرح

دکھائے دیگا اُسے جسکی چشم بینا ہے — سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین نظر کیطرح

تمہارا موئے میان دلمین جبر ہاہے یار — کھٹک رہا ہے رگ جان مین نشتر کیطرح

یہ داغِ عشقِ صنم منتہی ترے خاطر

رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زرفشان نیچہ خورشید سے ہے ہمت صبح — ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی دولت صبح

نور رخسے ترے ملتی ہے بہت صورت صبح — اسلئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزت صبح

قلقل شیشۂ مے زمزمۂ مرغ چمن — یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیت صبح

ہے جوانی سے سوا نالہ پیری کا مزا — نوبت شام سے خوشتر ہے بہت نوبت صبح

بزم مین رند قدح خوار کی سُن او ساقی — جام دنیا مے گلرنگ کا ہو زینت صبح

سر کے بھل نشہ مین گرنا طرف میخانہ — صحبت رند مے آشام مین ہو طلعت صبح

عجز پیری کا عجب کیا جو اُسے ہوئے پسند — سبح ہے مقبولِ خدا ہوتی ہو کیا طاعت صبح

روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون — شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی شب دہشت صبح

خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین — قہر انسان کی خاطر ہے دلا غفلت صبح

جلد آ ہجر کے دن منھ نہ دکھا وصل

منتہی اب کے یہی کھکے کرو منت صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہوتے ہین رخسار یار سرخ — جس طرح گل کھلاتی ہے باد بہار سرخ

روتا ہون یاد مین لب لعلین یار کے — آنکھین نہ کسطرح ہون شب انتظار سرخ

ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون — مہندیسے ہاتھ رہتے دستِ نگار سرخ

لاکھون کے خون سر پہ ہین تیرے چڑھے ہوئے — کیونکہ نہو لباس ترا شہسوار سرخ

خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے — دامن نہ کسطرح ہو مرا اے نگار سرخ

ردیف دال مهمله

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند
کیا ہے عشق نے مجکو نظر بند

ہوئے طوق کمر کب ہاتھ میرے
ملا کسدن نہ مجھے ایسا کمر بند

یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری
اب آنکھین دید سے دنیا کی کر بند

میرے دیوان کو گوردون نے پھاڑا
مرا کتنون نے توڑا ہے جگر بند

نہین کھلتا ہے مجپر راز اسکا
ہمیشہ رہتا ہے کیون اسکا در بند

میرے دل مین ہر جا طفل حسین کی
میری مٹھی مین ہے اچھا گہر بند

نگاہ یار کے آگے ہے یون دل
حضور طفل جیسے مرغِ پر بند

مئے جوشِ جوانی سے یہ آنکھین
رہی ہین بیشتر دو دو پہر بند

نہ دے ضبطِ فغان کا حکم مجکو
نہ کر صیاد مجکو مرغِ پر بند

ہزارون یار صندوقِ لحد مین
کئے دستِ اجل نے نامور بند

کہین چھپتے نہین ہین اہلِ جوہر
کہین ہوتے نہین صاحب ہنر بند

تصور مین رخ و زلفِ صنم کے
یہ آنکھین رہتے ہین تمام و سحر بند

نہ پھنستا دامِ الفت مین وہ زنہار
نکرتا منصفی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل مین محبت کی ہوا بند
اس کوزی مین کس شخص نے دریا کو کیا بند

خاموش نہ ہوتا لبِ توبہ کی طرفسے
لتہ کیا مان کر راہ خدا بند

منعم پئے دنیا ہے گدا در پئے عقبا
وہ انتہ بدمست ہے یہ اپنے ہی جا بند

شب دیکھ لیا صبح قیامت کا تماشا
جبدم کہ نقابِ بتِ ترسا کا کھلا بند

چھپتے نہین دل مین کبھی اسرار محبت
رہتی نہین مٹھی مین کبھی موج ہوا بند

ارمان ہے بہت صبح شبِ وصل نہ ہو نزدیک
اے مرغِ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند

کب سے دل محزون مین ہی اس زلف کا سودا
مدت سے ہے اس خانہ زندان مین بلا بند

منہ پھیرا جو دنیا سے تو عقبے نظر آئی
احوال کھلا غیب کا آنکھین ہوئین کیا بند

بے ذکر صنم وجد مین کب آئے دلِ زار
پتّا نہین ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

جب دن سے ہوا دستِ توکل کا سہارا
اے منتھی اک دم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکان ہے مکانِ محمدؐ
ہے بامِ فلک آستانِ محمدؐ

ہے فرمان حق کا بیانِ محمدؐ
زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ

بدل جو کہ ہے رازدانِ محمدؐ
وہی ہین وہی وارثانِ محمدؐ

وہ معشوق بے شبہ اللہ کے ہین
جو ہین زاہدا عاشقانِ محمدؐ

خدا کا ہون بندہ خدا کی قسم ہے
محمدؐ کا عاشق بجانِ محمدؐ

سعیدِ ازل کو ہے شمعِ ہدایت
ہر ایک عضو ہر استخوانِ محمدؐ

نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا
خداوندِ عالم بہ شانِ محمدؐ

قطعہ

بگیا کر بلا ہو کے خلدِ برین کو
جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمدؐ

جسے لوگ کہتے ہین معراج زاہد
مین سمجھا اُسے عز و شانِ محمدؐ

حجابِ محبت ادہر کو تھا حائل
ادہر کو تھا رازِ نہانِ محمدؐ

نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر
ہوا جب کبھی امتحانِ محمدؐ

وہ جنت کے ہین اور جنت ہے انکی
جہان تک کہ ہین دوستانِ محمدؐ

اُسے ملگیا قصرِ خلدِ برین کا
جسے مل گیا آستانِ محمدؐ

نمایان جو یہ منتھی کہکشان ہے
فلک پر چڑہی ہے کمانِ محمدؐ

کس کی ہوئی تجھکو چاہ قاصد
بدلی ہے تری نگاہ قاصد

راہی ہوا جب عدم وہ مہوش
ہو روے سحر سیاہ قاصد

پتا جو کسی جگہہ پہ کھٹکا
تیرا ہوا اشتباہ قاصد

ماہِ کنعان سے ہے وہ خوشرو
جسکی مجکو ہے چاہ قاصد

سنتا نہین وہ کسی کی خود سر
اسمین تیرا کیا گناہ قاصد

ٹھہرایا وصل بعدِ مدّت — رکھیو تا دیر گاہ قاصد
داغِ دل و نالۂ سحر گاہ — عاشق کے ہیں دو گواہ قاصد
فقروں سے جو لائے اُس صنم کو — کیا ہو تری واہ واہ قاصد
نقدِ دل ہے گرہ مین اپنی — دون گا تجھے زادِ راہ قاصد
قاصد قاصد پکارتا ہون — آتا ہے گاہ ماہ قاصد
شاید لایا پیامِ وصلت — آتا ہے جو کج کلاہ قاصد
نامہ ناخواندہ اُسنے پھاڑا — مارا گیا بے گناہ قاصد

پوچھے جو وہ حال مُصحفی کا
دکھلانا تو برگِ کاہ قاصد

جا کر بیٹھیں نگار قاصد — رونا تو زار زار قاصد
دکھلا دے رُخِ نگار قاصد — آئی گُل کی بہار قاصد
میری سے کہی جو اُس سے جا کر — ایسا نہین کوئی یار قاصد
سودا ہوا زلف دیکھکر کیا — کرتا ہے جو مار مار قاصد
جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق — در پر اُسکے پکار قاصد
ہے موت سے سخت تر زیادہ — مجکو ترا انتظار قاصد
بلبل سے خوش بیان و خوشگو — بھیجے ہیں نے ہزار قاصد
جو ہووے مناسب اُس سے کہنا — تجکو دیا اختیار قاصد
اوس آئینہ رو صنم کو سمجھ کے — مجھ سے تو نہین غبار قاصد
آیا نہ وہ ساقیِ گُل اندام — گذری یہ بھی بہار قاصد

اِس پیک نظر نے مُصحفی سے
بھیجے ہین بیشمار قاصد

سہل ہین جو کہ ہووے اُسے دشوار پسند — ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند
ماہ مرغوب ہی مہر خوش اطوار پسند — جب سے اس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

دو قدم ساتھ جنازی کے نہ آیا صد حیف ۔ جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
عشق کا راز عیان کس نے منصور کیا ۔ حق تو ہے تجکو ہوا آپ سرِ دار پسند
دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون ۔ اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند
قیصر روم کو ہو ظلِ ہما کی خواہش ۔ ہون گدا یار کا ہے سایہ دیوار پسند
کھینچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر ۔ ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند
دلکو بھائی ہے نقابِ رُخِ رنگین صنم ۔ جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند
مُدا اثر اشک کسی خوش نہین آتے ایدل ۔ کون کرتا نہین پیچ ہے دُرِ شہوار پسند
مردِ بے فیض سے رغبت نکر اے کوئی لشبر ۔ اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند

دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتقی ہم کو نہین آپکے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجسے سوا میرے بعد ۔ رہ گئی دشت مین خالی مری جا میرے بعد
خارِ صحرائے جنون نے نہ اُٹھایا سر کو ۔ نہ پھر آ کے کوئی آبلہ پا میرے بعد
بیگنہ قتل تو کرتے ہو کھے رکھتے ہین ۔ یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد
خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا ۔ عشق کا راز کسی پر نہ کھُلا میرے بعد
یاد آئیگا یہ عاصی تمھین اُسدم صاحب ۔ یون کسی اور پہ جب ہوگی جفا میرے بعد
کھینچکر لائیگا اُس شوخ کو تربت پہ مری ۔ کام آئیگا مرا دستِ دعا میرے بعد
نہ رہیگا یہ ترے حُسن کا پیارے شہرہ ۔ نہ رہی گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مرے دم تک مرے صفاک کی صفائی ہے ۔ ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد
نکہتِ گل کی صفت اس چمن عالم مین ۔ ماری ماری پھیرگی بوئے وفا میرے بعد

خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتقی خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغمین بلبل کبھی نہ گھر صیاد ۔ اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد
نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اُسکی ۔ ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہین ہے قدر اُسے اپنی زلفِ پیچان کی — کمان دام سے رہتا ہے بیخبر صیاد

اوڑا دونا لونسے مین ہوش بلبل و گل کے — خدا جو دیوے زبان مین مجھے اثر صیاد

نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغ دل کے لیئے — ہزار دام ہین یہ ایک منت پر صیاد

پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا — جلائے آتش گلبرگ تیرا گھر صیاد

سرِ غرور اُسے دل مین عجز عاشق کے — زمین پہ صید ہے ہو آسمان پر صیاد

کرونگا موسمِ گل مین مین زمزمے عجیب — دکھاؤنگا تجھے اک روز مین ہنر صیاد

نہ بھول موسمِ گل پر خزان کا بھی رکھہ دہیان — بنائے صانعِ قدرت نے خشک و تر صیاد

وہ عندلیب ہون بے انتہی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہے عمر بھر صیاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیاد — نہ پھر سنے گا تو بلبل کی داستان صیاد

حرم مین شیخِ دغل دیر مین برہمن زور — نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیاد

الٰہی بلبلِ بیدل کا تو ہی حافظ ہے — چمن کا آج ہوا ہے نگاہبان صیاد

زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے — ہوا ہے بلبلِ خوش گو کا آسمان صیاد

چمن مین لاکے بسایا ہے دام دار و نکو — ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیاد

اسیر کرنے کی اِسکے کسی نہین خواہش — اکیلا بلبلِ دل اور اک جہان صیاد

مذاقِ نغمہ بلبل سے آشنا نہ ہوا — ہوی ہے عمر تری مفت رائیگان صیاد

ہمیشہ برگِ گل تر سے آشیان بھرتا — جو عندلیب کا ہوتا مزاجدان صیاد

جو ہوئے خسروِ گل منتہی سرِ انقلاب
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیاد

ڈوب کر نکلا رگ جان مین نخ نشتر سفید — ہو گیا فصاد مجکو دیکھکر یکسر سفید

اِسقدر پُر نور رہتا ہے رخِ دلبر سفید — دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہِ انور سفید

تشنۂ دیدار ہین اِسکے حسینانِ جہان — یا الٰہی جلد تر ہو روئے آبِ زر سفید

چہرۂ گلرنگ جانان کی عجائب ہی بہار — دیدۂ بد مین ہو یا رب صورتِ مرمر سفید

سایۂ پرور ہون غمِ جانان کا کب سر ایلئے
صبحِ صادق کی طرح مُنھ ہو دمِ محشر سفید

شخص ظاہر مین کا بد باطن کا یہ احوال ہے
گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر در سفید

شدتِ گریہ نہین بے وجہ میری زاہدا
ہوگا اس سے نامۂ اعمال کا دفتر سفید

عارضِ گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار
کیا عجب ہو جائے رُوے لالۂ احمر سفید

دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ
اِس سے بہتر کوئی دنیا مین نہین ہے گھر سفید

بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا گیا
رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید

غور سے دیکھے اگر روے صبیحِ یار کو
مُنھ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نہین کم منتھی
شکلِ ماہِ چاردہ گو ہو گیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد
جہنم مین پڑین اغیارِ احمد

پڑھا ہے آیۂ لولاک ہمنے
سُنا ہے برسون ہی اخبارِ احمد

نہ جاؤن گا درِ خلدِ برین تک
رہون گا مین پسِ دیوارِ احمد

مجھے ظلِ ہما سے ہے فزون تر
الٰہی سایۂ دیوارِ احمد

سُنا ہے مینے دشتِ کربلا مین
تماہی کٹ گیا گلزارِ احمد

فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے
عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد

نہ ہفت اقلیم کی لون پادشاہی
ملے گر دولتِ دیدارِ احمد

طلب کرتے رہے اُمت کی بخشش
رہے جبتک رہا ریہ کارِ احمد

پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت
نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد

رہین گے حشر تک قدمون سے لپٹے
رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد

نہ کھا دین گے غمِ روزِ قیامت
جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد

نکالو میم احمد کا اگر تم
کھلے اُس دم معین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالے جانتا ہون
سُنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شبِ وصال دلِ زار کا گھمنڈ — اب نہ ہوگا بلبلِ گلزار کا گھمنڈ

ساقی ہے یار ہے شبِ ماہِ تمام ہر — زیبا ہے آج طالعِ بیدار کا گھمنڈ

حسنِ دو روزہ پر ہے اُسے اسقدر غرور — اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ

کعبہ کنشت ایک ہے حق بین کے سامنے — بیجا نہین ہے کافر و دیندار کا گھمنڈ

پھولے نہین سماتے ہین جوشِ بہار مین — مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ

اے شاہ تجکو ظلِ ہما کا غرور ہے — ہمکو ہے اُسکے سایۂ دیوار کا گھمنڈ

تیرے سرِ غرور پہ ہووے جو بارِ عشق — مٹجائے شیخ گنبدِ دستار کا گھمنڈ

اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہو — جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ

سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو — گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ

شاہون کو گر سایہ بالِ ہما پہ ہو
ہے مشتقی کو سایۂ دیوار کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ — بھیجدون اس دلِ شیدا کو بنائے تعویذ

کششِ عشق اگر دل نے مرے کی پیدا — باندھ دونگا تیرے بازو پہ بنائے تعویذ

مرشدین دور ہون اغیار تری صحبت سے — اسلئے ہمنے تہِ خاک دبائے تعویذ

دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا آخر — ہمنے اکثر اُسے دھو دھو کے پلائے تعویذ

دستِ نقاشِ ازل حیف کی جلبے تونے — سیکڑون خاک مین لکھ لکھ کے ملائے تعویذ

نقشِ مطلب نہ ہوا ایک بھی نقشِ دلِ یار — ہمنے ہر روز بہت لکھکے مٹائے تعویذ

جگر و دل نہین اوس بت کی کئے نذر مگر — ہمنے پتھر کے تلے جاکے دبائے تعویذ

کرکے مفتون جگر و دل نہین بھیجے تجکو — ہمنے دریائے محبت مین بہائے تعویذ

جلوۂ حسن ہوا تو وہ رُخِ روشن کا بلند — چاند سورج ترے سر کے نظر آئے تعویذ

غزل

طرفہ تر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ — لے پڑے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ

لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ — صورتِ کاغذ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ
قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ

صاف سمجھا محبتِ عیّار نے دہوکا کھایا
جسگھڑی سے یار نے بھیجا مجھے سادا کاغذ

رازِ دل یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیان
مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ

حالِ الفت جو ستا کاتبِ قدرت نے مرا
دفترِ عمر سے عاصی کے نکالا کاغذ

عمر بھر کاتب اعمال نے لکھا تھا جسے
بات مین دیدہ تر نے وہی دہویا کاغذ

حسنِ نیرنگِ صنم کی جو ہین کھینچے تصویر
ہوگیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ

صفتِ فندق پا یعنی جو رقم کچھ اسمین
چٹکیون مین مرا اُس گل نے اُڑایا کاغذ

اشکباری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال
ہوگیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ

شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال
اُسنے چوما کبھی آنکھونسے لگایا کاغذ

حال لکھنے لگے جبہ یار کے دیوانون کا
چاہیئے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ

ایکدن کاتب قدرت سے کہونگا چلکر
کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

منتہی یار جسے کہتے ہین فردِ قسمت
ساتھ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ
ہے اس گدائے دہر کی نان نمک لذیذ

قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو
چٹکی بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ

اس دیر بے ثبات مین دانا کے واسطے
نانِ جوین مزہ کی ہے آب و نمک لذیذ

اے دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہنوز
خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ

خواہش ہے میری باغ جہان مین ہو جیتی
سیب ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ

اہل کرم کو ہو ہے سر انکسار بھی
ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ

دل آتش فراق سے پیدا کرے اثر
ہو لطف یہ کباب اگر جائے یک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا منتہی کبھی
ممکن ہوی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

رای مہملہ

مبتلا ہوا بت کا دل بہت صفا ہو کر
سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر

آبرو اگر چاہے رہ یہان صفا ہو کر
ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر

بارہا ترے در تک آکے پھر گیا قاتل
بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر

زخم بھی ہوئے آلے جابجا پڑے لالے
کھائے آہون کے بھالے دلنے مبتلا ہو کر

قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت
بد دعا لگی مجکو یار کی دعا ہو کر

یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے یہ کہہ کر
جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر

خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن
قید مین پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر

یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن
رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر

گر صفا ہے دل ترا جام جم کی حاجت کیا
دیکھ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر

مین مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو
وا گیا در معنی صورت آشنا ہو کر

بحر عشق مین اے دل رہ حباب کی صورت
کام ہے ترا ملنا ذات مین فنا ہو کر

جبکہ یار سے چھٹا حال دل ہوا پتلا
خاک مین ملا پتا شاخ سے جدا ہو کر

مے بھی ہو چکی اے دل دام بھی نہین باقی
چند روز مسجد مین بیٹھ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمھین منظور
منتقی تمھین کچھ اڑ چلو ہوا ہو کر

مجھ سے بیکس کا بھلا ہوتا ہے سامان کیونکر
دیکھون طے کرتا ہے خالق یہ بیابان کیونکر

پھاڑ ڈالون مین نقاب رخ جانان کیونکر
پھینکدون کھود کے دیوار گلستان کیونکر

باغبان یار نہ ہو طاقت پرواز افسوس
دیکھئے جلکے بہار چمنستان کیونکر

بل یہ ہے دست جنون زور پہ ہے فصل بہار
بچ رہیگا مرے ناخون سے گریبان کیونکر

کس طرح خال سیہ ہو گیا پیدا اس پہ
کہا گیا داغ ترا سیب زنخدان کیونکر

دیکھ کر اس دل پر داغ کو بولا وہ شوخ
آدمی زاد ہوا سرو چراغان کیونکر

چھوڑ کر نعمت فردوس کو اے صاحب من
آپ دنیائے دنی کے ہوئے مہمان کیونکر

رغبت بوس و کنار آپ کو زیبا نہین
بار نکلینگے ہمارے کہو ارمان کیونکر

کس طرح شربت دیدار میسر ہو گا
دور ہوئیگی ہماری تپ ہجران کیونکر

نقدِ دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی — اور کرتا ہے کسی پر کوئی احسان کیونکر
عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر شب کو — کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر
کس طرح ترک کرون دل سے ہوائے دنیا — پھینک دون پھاڑ کے مین دامنِ عصیان کیونکر
وصف کرتے ہین تری خالِ سیہ کا عاشق — کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر
ہوویگی اُس بُتِ کافر سے صفائی کس طرح — یا خدا ہوویگی مشکل مری آسان کیونکر
ہوگیا قبضۂ اغیار رہین جانا کس طرح — دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر
دلکو خوش کیون نہ کرے تذکرۂ صبحِ وصال — گل نسیمِ سحری سے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتہی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پہ — لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پر
جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر — اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر
لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر — آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر
برق کا عالم ہے چتون پر نگاہِ یار پر — آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر
پھر کھنچا سرمہ کا ڈورا لو نگاہِ یار پر — خیر ہو دے بارہ پھر رکھی گئی تلوار پر
چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رخِ دلدار پہ — شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پر
بارِ اُلفت جب نہ اوٹھا شش جہت مین ایک سے — بوجھ یہ رکھا گیا بندہ کے جسمِ زار پر
کوئی سرکش اسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور — باندھنو باندھے ہین کیا کیا یار کی دستار پہ
زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر — چاہئے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر
آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی — یہ خبر ہے ڈور کی آتی ہے ہر دم تار پہ
چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے — رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پر
رو ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حسن کو — آدِس پڑ جائیگی تیرے تختۂ گلزار پر
یار تل بھر جو کہ ہے نورِ مروت سے تہی — آنکھ وہ منھ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل سمجھا ہے اُسے

منتھی مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

مُوئے متن سے ہے کہین باریک تر کمر
کرتی ہے مجھسے کار سِر نیشتر کمر

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان
زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر

گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو
موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر

سِترِ خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہے
اے **منتھی** خموش رہو دیکھکر کمر

بہار آئی ہے بلبل لوٹتے ہین گلکو دامان پر
خوشی دست جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر

جہان نیرنگِ حُسنِ یار کا جلوہ ہے او زاہد
مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو دردِ ہجر جا کر
کہتا ہے کہ خبط کی دوا کر

پیاسے مجھے عاشقی جتا کر
مارا مجھے یار نے لگا کر

مسند کیسی کہان کے قالین
اس یار کے دل مین اپنی جا کر

چلتے ہوئے مجھکو دیکھے مٹی
راہی ہوئے خاک مین ملا کر

پھر دیکھہ جمال یار آسیمن
آئینۂ دل کو تو صفا کر

کہدے کوئی صانعِ ازل سے
مجھکو نہ بگاڑ تو بنا کر

بوسہ دو بار زلف کا یار
مر جاؤنگا ورنہ زہر کھا کر

کہتا ہے مسیح تجھکو عالم
دردِ فرقت کی کچھ دوا کر

گو یہان نہین وہ نظر مین آیا
دیکھونگا عدم مین اُسکو جا کر

چونکے نہ عدم کے سونے والے
نقارہ مین تھکا ہلا ہلا کر

رخصت کیا جامۂ گل سے
بھیجا ہے مجھے خاک مین ملا کر

شبنم کی طرح مجھے رُلایا
غنچے کی طرح سے مسکرا کر

دنیا نے دنی سے تجھے بھی ہے
چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر　　سمجھون گا عدم مین انسے جا کر

گو رسے سبقت جو چاہیے لیجاؤ　　سر کو رہِ یار مین فدا کر

بیٹھے ہین منتظر عدم کے　　سر راہ عمر کو لٹا کر

قاتل نے شکل زخم تازہ　　رلوایا خون مجھے ہنسا کر

پیری مین بتون سے خواہش وصل
اے منتھی اب خدا خدا کر

یہی مقبول تو میری دعا کر　　جوانی ایک بار ہی پھر عطا کر

قدم پہ اسکے رکھدے سر جھکا کر　　نماز بیجا نہ یون ادا کر

کہا جب عرض حال درد فرقت　　کہا منھ پھیر کر اسنے لجا کر

نظر نا آئے تجکو صورت یار　　صفا آئینہ سے دلکو صفا کر

تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر　　کبھی میری بھی حاجت کو روا کر

وہ ایسا کون تھا سحر پرداز　　لے آیا جو یہان مجکو لگا کر

غم فرقت ہو یا ہو شادی وصل　　دلا ہر حال مین شکر خدا کر

جوانی سے لیکے کیون پیری عطا کی　　بگاڑا کس لئے مجکو بنا کر

خفا ہو کر بگڑ کر مل گیا یار　　چراغ زیست ٹھہرا جھلملا کر

پسند یار ہونگے گر مرے اشک　　ملین گے چشمہ کوثر مین جا کر

اگر جویا ہے یار باوفا کا
خدا را منتھی اپنی دوا کر

تم سوؤ پھیل پھیل کے سارے پلنگ پر　　ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر

دیکھا کیا مین زلف افشان کو تا سحر　　گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر

ہوگا یقین تخت سلیمان کا بیگمان　　آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر

تیرے فروغ حسن کے باعث ہے ماہوش　　گل تکیہ بن گئے تجھے ستارے پلنگ پر

دلکو یقین تختہ سنبل کا ہوگیا　　پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کمسن ہے چھپ کے غیر سے آیا ہے رات کو
سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر

ایسے ہی نالے اس دلِ پر داغ نے کئے
گویا ہزار نیشتر ڈنکا رہے پلنگ پر

کیا حال ہوگا اسدل امیدوار کا
جب وہ کہین گے آؤ ہمارے پلنگ پر

بوسے لئے ہین عارض عالی دماغ کے
تو ڑے ہین آسمان کے تارے پلنگ پر

نخرے ہنسیکی چلتا ہون شب بھر کھلے کھلے
کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر

رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات **منتقی**
ایسی ہی اسنے پاؤن پسارے پلنگ پر

سرو الفت کی چال ہے کچھ اور
اس روش کا مآل ہے کچھ اور

یار کی بول چال ہے کچھ اور
عندلیبون کا قال ہے کچھ اور

زلفِ پرخم مین جو پھنسا اسکی
بخدا اسکا حال ہے کچھ اور

موسمِ گل ہے جوشِ سودا ہے
اندنون اپنا حال ہے کچھ اور

کر نہ اظہارِ عشق اے دلِ زار
اس سخن کا مآل ہے کچھ اور

قامتِ یار باغِ ہستی مین
باغبان وہ نہال ہے کچھ اور

یار کی گر روش ہے سب سے جدا
اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور

مہر و مہ سے کبھی نہ دون تشبیہ
وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور

حالِ منصور سے کھلا یہ حال
عاشقی کا کمال ہے کچھ اور

قاصدِ یار جب سے آیا ہے
منتقی تو نڈھال ہے کچھ اور

کوئی کہئے صانعِ ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جا کر
بگاڑا کیا سینے تیرا پیارے بگاڑا مجھکو عبث بنا کر

بشر سے کیا چیز زندگی تھی یہ بات پوچھون مین کس سے جا کر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمین اندر چھپا چھپا کر

یہی تقاضائے شوقِ دل ہے تو کہیئے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دینِ تیغِ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر

یہ قول ہے رندِ مشربان کا جو ملک رکھتے ہین جاویدان کا
فروغ چاہے جو دو جہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر

ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے پھر جا نہین شاہا
ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اٹھا اٹھا کر

کہا جو پیری مین رازِ الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت
بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر

جہان مین آیا ہے موسمِ گل بھرے ہین ہر سمت شیشۂ مُل
مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا بکا کر

جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی
کہون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر

تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جالسازی
جو تو ہی فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر

لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سا ہمنے اونہین پکارا
عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر

اودہر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اوس سے پیغام کہیو میرا
جو تیرا بیمار منتہی تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھا ہے کس لئے اموالِ دنیا پر
چڑھا ہے اشتیاقِ منعم ہے کیون دستِ تمنا پر

چھٹی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے
یقین ہے چاندنی دیکھو گے کیا جا جا کی دریا پر

شرابِ لالہ گون حب سے بھری ہے آستین ہی سامنے
مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر

خزان نے دامنِ گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا
چمن مین نوچی ہین صیاد نے بلبل کے کیا کیا پر

بہارِ گل ہے زورون پر جنون پھر کر رہا ہے بل
چڑھائے پھرتے ہین دیوانگی دامانِ صحرا پر

نہ ڈر تھا روزِ محشر کا نہ خواہش تھی کسی شی کا
لے آیا آب و دانہ حیف ہے کسجا سے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدنگ گذار اُس یار جانی کے
رہین گے باغ رضوان مین حکومت ہو گی ان خونابہ پر

نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے
نہ پہونچا ہاتھ اپنا آجتک عقدِ ثریا پر

اُسے بھکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے
خدا کا قہر ٹوٹے گا کسی دن میری اعدا پر

دل آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے
عیان ہے رازِ حسن یار لیکن چشم بینا پر

ولہ

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہو کر
رتبہ اعلی کا نہ حاصل ہوا ادنا ہو کر

دل صفا خیر ہوا یار کا شیدا ہو کر
قطرہ بنتا ہے گہر واصلِ دریا ہو کر

بگڑی اُس سے شبِ وصلت نہ ہوا بوس و کنار
تشنہ تر رہ گیا مین واصلِ دریا ہو کر

حالِ قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم
کچھ حاصل نہ ہوا مائلِ دنیا ہو کر

خاکساری تری کوچے کی پسندِ دل ہے
آرزو ہے کہ رہون نقشِ کفِ پا ہو کر

کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا ایدل
ہڈیان تو نہ چبانا سگِ دنیا ہو کر

حسنِ نیرنگِ صنم کا تجھے تا حال کھلے
غور سے دیکھ ذرا دیدۂ بینا ہو کر

گردشِ چشمِ صنم کا تو ہوا آوارہ
کیون دلِ زار مرے پس گیا دانا ہو کر

منتہی جلوۂ جانان نظر آئے اُسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو مصفا ہو کر

عاشقِ زار کو قتل او ستم ایجاد نکر
کام کا جو کہ ہو بندہ اُسے آزاد نہ کر

تنگ فرقت سے جدائی مین نہ کر او ظالم
موسمِ گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر

مجکو محروم نہ آشیانہ نہ در جانان سے
گلشن خلد برین گلشن شداد نہ کر

وصل کے بعد نہ ہو درد جدائی یارب
شادمان ہو کہ ہوا انسان اُسے ناشاد نہ کر

نقش کہ صورتِ دلدار کو لب ڈھیر
عاجز مانی ہے نہ کر منتِ بہزاد نہ کر

نہیں جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتہی ہان کہا منتِ فصاد نہ کر

ردیف زاے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز
ہوا ہے پہلوئے گلزار سبز

وہ ہے اُس یار کا گلزار سبز
گلون پہ ہین جہان خار سبز

تمھارے عشق گیسوئے سیہ سے
نہین ہوویگا زہر مار سبز

رخِ سادہ حسینون پر ہے غالب
گلون پر ہے گل بیخار سبز

شباب آیا اوسے اغیار ہین خوش
کھلے ہین گل ہوئے ہین خار سبز

حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح
نہ ہوگا خانۂ خمار سبز

یہ بت باتون سے میری اوڑ چلا ہین
ہوا سے ہوتے ہین اشجار سبز

کبھی اُس سبزۂ خطِ صنم سے
نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز

انھی قدر ہو اہلِ سخن کی
رہین اشجار میوہ دار سبز

رہین آباد اے دل اہلِ ہمت
رہین اشجار سایہ دار سبز

مٹیے یارب نہ وہ اعدائے دون کی
زمانے مین نہ ہون بدکار سبز

بتون کی باغِ عالم مین ہوا ہے
ہوئے ہین صاحبِ زنار سبز

بہار آئے چمن مین جوشِ گل ہو
رہین یارب ترے میخوار سبز

پئے عشاق مہ کی چاندنی سے
ہے اُسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبز جشنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتہی ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس
در کھلا تو مین ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس

حلقۂ زلف کے نزدیک ہے وہ روئے صبیح
قدحِ شیر دہرا ہے وہ ہین مار کے پاس

حالِ فرقت جو کبھی اُس سے کہا رو رو کر
رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس

دور رہین چشم سے جسکی اُسے ہوگی معلوم
وہ نزاکت جو ہے ایدل کمر یار کے پاس

حال کھلتا نہین کچھ دل کی گرفتاری کا
پوچھئے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس

گرمیِ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو
ہو کے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس

بیوفا یار کے نزدیک نہ پھٹکے زنہار
اس سے بہتر ہے جو بیٹھے کسی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہین سمجھا جاتا
اسکو لے چلئے کسی عالم ہوشیار کے پاس

منتہی بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے
جسنے پڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیون زلف فتنہ زا کی تلاش
یہ کیا سمائی ہے دلمین کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خو اب تک
تمام عمر رہی یار باوفا کی تلاش

گئی نہ دیر مین بھی جستجو حرم کی کبھی
بتون کے عشق مین بھیجان رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائے گا وصلت کا دن شفا ہوگی
عبث ہے اس دل بیمار کو دوا کی تلاش

نہین ہے اور کوئی فکر منتہی مجکو
جہان کی سیر مین لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیش مینا بزم مین پیمانہ رقص
یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کونسی زہرہ جبین رشک پری کی فرقت مین
کر رہا ہے ایک مدت سے دل دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچہ گیسو سے آیا شتاب
اب دل صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغر مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار
ہے مئی الفت چڑھی کرتا ہون مین مستانہ رقص

دیکھکر بولا برہمن بتکدی مین محو مست
آج کرتا ہے یہ کافر کیا ہی استادانہ رقص

وجد مین یہ دل ہے چشم یار نگران ہے کمال
بزم مین کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا ہر طرف عشاق کے
ہنس کے پھر کہنے لگا ہے یہ مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آ آ کے وجد و شوق مین
مین یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہین مرغان باغ
کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

تولتا ہے آج زاہد وجد مین ہین شیخ و شاب
کس کی خاطر کر رہے ہین عاقل و فرزانہ رقص

دیکھنے لگے جبگھڑی وہ نور حسن یار کو
شمع محفل مین کریگی صورت پروانہ رقص

شاخ گل جب دم ہلاتی ہے صبا گلزار مین
مین سمجھتا ہون کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم مین جام سبو کا دور ہے
کر رہے ہین ساقیا پھر ساکن میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طوافِ خانۂ پیرِ مغان　　یاد رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص
آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتظی　　کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا ہمارا　　تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض
اُس بھبھوکے کو ہوا جب نشۂ صبحِ وصال　　گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض
گر گیا دل سے مرے پھر رنگ ماہِ منیر　　جگمگی یار کا روشن نظر آیا عارض
ماہ ہے داغ بدل پھر فلک جلتا ہے　　دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض
مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر　　سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض
سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن　　ایسا رنگین ید قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائے مہملہ

کیونکر کرون نہ قاصد دلبر سے ارتباط　　کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط
سودیکو کیا پڑا ہے مرے سر سے ارتباط　　لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط
دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط　　قمری کو ہو گیا ہے صنوبر سے ارتباط
سنتا ہے مضمون کی بہت ہی وہ لاسچے　　شاید ہے اندنون مین اسی زر سے ارتباط
ہوئیگی میرے رشکِ موتر کی آبرو　　ہوئے تو گوشِ یار کو گوہر سے ارتباط
کچھ دہیان اندنون مین ہے ابروئے یار کا　　شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط
دنیا کے مالدار سے عاشق کو کیا غرض　　ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط
اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر　　جو کچھہ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط
اُلفت ہے اندنون بت سفاک سے مجھے　　رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط
دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے　　کیا ہو زن جبیں کو شوہر سے ارتباط
کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز　　ہوتا ہے مسکون کو بہت زر سے ارتباط
وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے　　جسکو ہے کچھہ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے کوئے توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے شمع کو مقدر سے ارتباط

وصل میں ہے قدم یار سے ربط　　سر کو ہے ہجر میں دیوار سے ربط
تجکو جام مئے گلنار سے ربط　　مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط
سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال　　آج کل ہے گل بےخار سے ربط
حلقۂ دام بلا ہیں دونوں　　دل نہ رکھ سبحہ و زنار سے ربط
زمزمے کرتا ہوں بلبل کے پسند　　ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط
عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل　　اسلئے ہے گل گلزار سے ربط
بیٹھے ہیں سرکو جھکائے عاشق　　ہے جو منہ آپ کو تلوار سے ربط
حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف　　کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط
اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد　　ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط
دہن یار پہ دل ہے مائل　　ہے مجھے عالم اسرار سے ربط
مفلسوں کی نہیں سنتا ظالم　　جب سے ہے درہم و دینار سے ربط
زلف ہے مصحف رخ کے نزدیک　　ہے عجب کافر دیندار سے ربط
دل کو ہے چشم خماری مرغوب　　ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصد و لکا میں کروں منہ میٹھا
ہو جو اُس لعل شکر بار سے ربط

ردیف ظای معجمہ

ہے آپ کو ضرور دل زار کا لحاظ　　کیسے مسیح ہو نہیں بیمار کا لحاظ
عاشق ہیں ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ میں　　دل میں رہیگا بلبل گلزار کا لحاظ
دم بھر رہا ہے دل مرا حسن ملیح کا　　تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ
نالوں سے آسمان کو ملا دیتے خاک میں　　ہوتا نہ اپنے دل میں اگر یار کا لحاظ
آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن میں لے لیا　　پیش نظر رہا دُر شہوار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

کل کی شب اک بزم میں مطرب تھی خوش آہنگ و شمع — آج وہاں ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے اُلٹے جوہر آئینہ پہ بولا وہ بت — گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا میں دست ساقی گلفام تھا — شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دوں میں فرق نور و نار ہے — کس طرح میں ایک سمجھوں وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سراپا زار عریاں بزم میں بے حجاب — ایک پانی کے گھڑے ہیں عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہیں دل نے پیش یار کے — شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھ کر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ — ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل اورنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت اس طرح تھا ناگوار — عالم تنہائی میں جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اے گردوں دوں — ہے ہماری بھی بغل میں یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہیں شیشے کو شاعر شمع مینا منتہی — سخت حیران ہوں یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مری ہیں وہ چار باغ — صدقہ کروں جہان کے جن پہ ہزار باغ

ہلتے نہیں ہیں شاخ گل و لالہ متصل — شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

نکھرا ہوا ہے یار چمن ہے ہرا بھرا — کیسا ہی اندنوں میں ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے صبحدم — یارب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے — چھاتی پہ اپنی رکھتا ہے ہر دم غبار باغ

ہر اک چمن میں طرۂ شمشاد ہے بلند — رکھتا ہے اندنوں میں سر افتخار باغ

رنگین اداؤں سے تری کیا مثال دوں — یکسو تری ادائیں ہیں یکسو ہزار باغ

آنکھیں کھلیں گلوں کی ہوائے بہار سے — خواب عدم سے یعنے ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہیں جانب چمن — راز نہاں کو کرنے لگا آشکار باغ

جسدم خیال اوس رخ رنگین کا آگیا — منہ سے نکل گیا میری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو — کافی ہے منتہی کو ترے زنخ کا یار باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھ پر یہ چرخِ پیر صاف ‏ / ‏ ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف

وصلِ گل کی دھوم ہے او شاہِ حسن ‏ / ‏ حکم دے ہون خانۂ زنجیر صاف

چودھوین کا چاند کہتے ہین جسے ‏ / ‏ ہے جوانی کی تری تصویر صاف

دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا ‏ / ‏ ہے اُسی گلرو کی یہ تصویر صاف

ناوکِ مژگان جسے کہتے ہین لوگ ‏ / ‏ ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف

لوگ کہتے ہین جسے ماہِ تمام ‏ / ‏ ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

ولہ

دیکھے گا کب وہ عالمِ ایجاد کیطرف ‏ / ‏ دیکھا ہے جسنے حسنِ خدا داد کیطرف

کھینچا اس آب و دانہ نے صیاد کیطرف ‏ / ‏ تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف

گلشن مین عکسِ قامتِ جانان کو دیکھکر ‏ / ‏ دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف

آئینہ دیکھکر صنمِ بے مثال نے ‏ / ‏ دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف

زاہد کو اپنے کنجِ عبادت پہ ناز ہے ‏ / ‏ اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف

ناصح سوائے نالہ و افغان و آہ کے ‏ / ‏ ہوئے گا کون عاشقِ ناشاد کیطرف

حورِ جنان بغل مین سمجھتے ہین رندِ پاک ‏ / ‏ کرتے ہین دھیان جب تری امداد کیطرف

گر جانتا کہ یار ہین ناآشنا تمام ‏ / ‏ آتا کبھی نہ عالمِ ایجاد کیطرف

دل خط و خالِ قاتلِ عالم پہ لوٹ ہے
ہم دیکھتے ہین جوہرِ فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین برائے زلف ‏ / ‏ کالے کی کینچلی سے بناؤن قبائے زلف

ہوشیار یار مصحفِ رخ تک نہ آئے زلف ‏ / ‏ حدِ ادب ہے دیکھ کہین بڑھ نہ جائے زلف

اے یار زیرِ پا کہین بڑھکر نہ آئے زلف ‏ / ‏ بگڑی نہ سر امیو کی کہین بن نہ جائے زلف

مقراض سے سوا مرے منھ مین زبان ہے ‏ / ‏ معلوم ہو جو بڑھ گئے ذرا دم ہلائے زلف

اندھیر کے سوا نہین کچھ سوجھتا اونہین ‏ / ‏ ناآشنا جہان کے ہین آشنائے زلف

وہ باندھئے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ ‏ / ‏ وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دیکھین ہین ایسے پیچ بہت سے جہان کی ۔۔۔ ایسی لگی ہوئی ہے بہت سے ہوا ہی زلف
مار سیہ کو گنج کے قربت ضرور ہے ۔۔۔ اسواسطے ہے پاس ہی رخ کے جا زلف
ہین اسکے دام مین دل پر داغ سیکڑون ۔۔۔ ہر روز چاہیے کہ نیا گل کھلائے زلف
دل سے نکل رہے ہے جو یہ آہِ پیچدار ۔۔۔ یعنے میان نی مین کرون گا ثنائے زلف
دیکھے بہارِ سنبل تر گر یہ باغ مین ۔۔۔ رخصر تمھارے سر کی قسم لوٹ جائے زلف
چھاتی پہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہی آج ۔۔۔ شاید کہ دل ہوا ہی مرا مبتلائے زلف

طرار بنکے یہ جو اگر چرخ پر چڑھے
دودِ دلی سے مرے کہان اوڑ کو جائے زلف

پھر بہارِ گل گئی شاید گلستان کی طرف ۔۔۔ کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف
دیکھتا ہے وان مرا دین روئے جانان کیطرف ۔۔۔ دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف
ہاتھہ دوڑے موسمِ گل مین گریبان کیطرف ۔۔۔ پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان کیطرف
گل شگفتہ دیکھکر گل کو چمن مین یار نے ۔۔۔ پھرون ہی دیکھا ہے میری زخم خندان کیطرف
موسمِ گل کیا ہوا چکر مین ہے دستِ جنون ۔۔۔ سوے دامان گاہ ہے گاہ ہے گریبان کیطرف
ازبسکہ دلِ پر داغ مین کثرت ہی جیسی آہ کی ۔۔۔ دیکھتا ہے غور سے شیر نیستان کیطرف
زمزمے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہی ۔۔۔ بھولوا کدن اسے مرغ خوش الحان کیطرف
کیا کسی کے روئے رنگین کا مجھے ہوتا ہی عشق ۔۔۔ دل کھنچا جاتا ہی کیون از خود گلستان کیطرف
کیا خوشی ہوتا ہی ظالم کر کے کارِ ناصواب ۔۔۔ دیکھکر ہنستا ہے میرے زخم خندان کیطرف
اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے مدت ہوئی ۔۔۔ ڈھونڈیے چلکر ابھی ملکِ سلیمان کیطرف
حلقہ ہائے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا ۔۔۔ جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف
محو ہوتا دل سے اسکے حضرتِ یوسف کا داغ ۔۔۔ ایکدن جاتا اگر تو پیرِ کنعان کیطرف
خاک بھی پایا نہین یاران رفتہ کا پتا ۔۔۔ بارہا بندہ گیا گورِ غریبان کیطرف
دیکھ اپنے گیسوے پرپیچ کی جانب صنم ۔۔۔ دیکھتا کیا ہے مرے حالِ پریشان کیطرف

وامق و فرہاد و مجنون مشفقی کے ساتھہ تھا

یہ سٹر ہی دوڑے ہوئے جاتے تھے زندان کی طرف

جسکو ہوئی تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف ۔ پھر عشاق ہوا خانۂ زنجیر معاف
وہ جنون مانگتا ہون حسرو گل سے چلکر ۔ عمر بھر جس سے کہ ہو زحمت زنجیر معاف
دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا ۔ پھر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف
کونسی تھی وہ نہیں حکم مین تیرے دلبر ۔ رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف
تیرے لکھنے سے اٹھاتا ہون مین ایذا ناحق ۔ نہ کروگا بخدا اکا تب تقدیر معاف
غیر مرضی تری کچھ منھ سے جو نکلا میرے ۔ کیجیو اسکو تو اے بانئے تقریر معاف
سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا ۔ تجکو اے دستۂ مژگان کئے سو تیر معاف
عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دم زیست ۔ نہ ہوئی پر نہ ہوئی یہ مری تقصیر معاف

نقد طاعت ہے ترے پاس نہ ہے دولت عجز
منتظمی ہوئے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یون اگر ہے دوطرف ۔ حق تو یہ ہے ایک ڈر ہے دوطرف
گیسو و ابرو پہ وہ خود لوٹ ہے ۔ یار کی تد نظر ہے دوطرف
سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہو ۔ بلبل بے بال و پر ہے دوطرف
جسکو کہتے ہین کف جود کرم ۔ رو کئے کو یہ سپر ہے دوطرف
جاؤن کعبے کو و یا مین سوئے دیر ۔ آج کل قصد سفر ہے دوطرف
شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا ۔ مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دوطرف
دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال ۔ اندنون اپنا گذر ہے دوطرف
گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان ۔ یار کی مد نظر ہے دوطرف
خوف عالم اسکو اسکو خوف جان ۔ قتل عاشق ایک ڈر ہے دوطرف
گاہ عاشق پر گاہی غیر پر ۔ یار یکتا کی نظر ہے دوطرف
دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر ۔ یار کی تیغ نظر ہے دوطرف

جھکتا ہے کعبے پہ گاہی دیر پہ

منتھی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف
گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف

کر دلا اُس سے انتہا کا خوف
جس شقی کو نہ ہو خدا کا خوف

ہو گی اک روز پرسش اقرار
اس خبر مین ہے مبتدا کا خوف

جی مین یہ ہے پکارتے پھرئے
ان بتون کو نہین خدا کا خوف

تھر تھری نظر و شنے ترچھی چتون سے
دہشت جور ہے جفا کا خوف

ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو
جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف

پیش عاشق ہے قہر ذکر صنم
جیسے بیمار کو ہوا کا خوف

جب سے دیکھا ہے مار گیسوئے یار
دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف

نہین لیتا ہون جذب دلسے کام
یار کرتا ہون مین خدا کا خوف

استخوان گر ہین دعوت سگ یار
دلپہ چھایا ہے پر ہما کا خوف

تھی جوانی مین دہشت پیری
ابتدا مین تھا انتہا کا خوف

دشمن صعب سے نہ ڈر ایسا
کر غریبون کے بد دعا کا خوف

گور کا روز حشر کا ناصح
دل کو رہتا ہے جابجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈری لیکن
منتھی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف
یار جو ہے تری نظر کا خوف

قہر چتون غضب ہے تیغ نگاہ
یار رکھون کدہر کدہر کا خوف

ڈر ہے دنیا کا دہشت عقبے
مجکو تو ہے ادہر ادہر کا خوف

نام ہے اپنا عاشق جانباز
ڈر کسی کہتے ہین کدہر کا خوف

کوچہ تیغ زن مین عاشق کو
پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف

مرضی یار سے ہے کام مجھے
خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف

گھورتے ہین عدو سے بد طینت
تکو پیارے نہین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے
دلکو رہتا ہے نامہ بر کا خوف

بڑھ چلین گیسوے رسا جو ترے
یار رکھہ تو ذرا کمر کا خوف

لب شیرین سے دلکو دہشت ہے
اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف

بھیگ جاے نہ دامن عصمت
رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف

منتھی بخشتے اُسنے جُرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جدا ہے عشق
ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق

دشمن رند و پارسا ہے عشق
ایک کافر ہے بدبلا ہے عشق

آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق
ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق

مجھسے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق
مرض الموت کی بنا ہے عشق

گہہ انا الحق کبھی انا لیلے
کہتے ہین جسکا بے ریا ہے عشق

عاشقون کا ہے دشمن جانے
ان حسینونکا مبتلا ہے عشق

عہد طفلی سے ہون فدائے صنم
میرا بچپن کا آشنا ہے عشق

نان نعمت جو ڈہونڈھتے ہین یہان
واسطے اُنکے بدمزا ہے عشق

اہل بینش کے واسطے اے دل
صاف اک جلوہ خدا ہے عشق

اس جہان خراب کے اندر
سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق

زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب
یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق

ہجر حسن صنم کا حال نہ پوچھہ
اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق

وہ حسین بر خلاف رہتا ہے
اندنون ہمسے کچھہ خفا ہے عشق

مارا خسرو کو جان شیرین نے
ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق

بھیجتا ہے پیام وصل حسین
اندنون ہم سے پگھلا ہے عشق

جس سے رغبت نہ ہو حسینون کو

منتھی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یون تو ہین بسیار معشوق — مگر اُس سا کہان ہے یار معشوق
تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق — ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق
چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر — نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق
جوانی مین سمجھتے تھے مجھے گل — مگر اب جانتے ہین خار معشوق
نہین سنتا ہون قتل عاشق زار — کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق
بہار آئی ہے پھر اہلِ جنون کا — ہوا ہے لالہ وگلزار معشوق
گیا جوش جوانی آئی پیری — کہان ہے یار خوش اطوار معشوق
اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے — نظر آئین در و دیوار معشوق
رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین — ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق
رہا جبتک زر و زورِ جوانی — لگی ہی رہتے تھے دو چار معشوق

جوانی منتھی جبتک تھی اپنی
کہا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذرِ جنون کون دیوانۂ عشق — کس سے دیکھین ہوا دا سجدۂ شکرانۂ عشق
بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانۂ عشق — صرفِ للہ رہا کرتے ہین پیمانۂ عشق
شور و شرِ حشر کا جبدن کہ ہوا عالم مین — مین یہ سمجھا کہ سین پڑا کوئی دیوانۂ عشق
پیشوا منزلِ مقصود کا ہے پیرِ مغان — ساغرِ مے ہے چراغِ رہِ کاشانۂ عشق
یہ وہ دل ہی کہ جہان بزم تبا انکا ہے خیال — یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پریخانۂ عشق
گوش بر در ہوتے ہی اوصافِ صنم دم نکلا — آگئی نیند مجھے سنتے ہی افسانۂ عشق
یار پر حسن جوانی نے کرم فرمایا — ہی اُلفت سے لبالب ہوا پیمانۂ عشق
دلِ بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی — نہ اُگے آبِ بقا سے جو بچے دانۂ عشق
شاد و آباد رہین رندِ خرابات مُدام — مے عشرت سے لبالب رہے خمخانۂ عشق
ڈر ہے نالہ نہ کرے ہجر مین دل گھبرا کر — خوف یہ ہے کہ چھلک جائے نہ پیمانۂ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے — مُفت برباد ہوئی ہمتِ مردانۂ عشق
داغِ سودا ہے مداوائے دلِ اہلِ جنون — سنگِ طفلان ہے علاجِ سرِ دیوانۂ عشق
شمعِ رو یار کا جب سے ہے سودا دلکو — بزمِ زندان میں لقب ہے مرا پروانۂ عشق

منتھی یہ سچ سمجھتا ہون غزالِ کونین
منہہ لگا ہے میرے جب سے کہ دیوانۂ عشق

شاید اُس دل میں اثر کر گئی آہِ عاشق — آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہِ عاشق
دل میں اُس شوخ کی ہوتی نہیں راہِ عاشق — کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے گناہِ عاشق
نخوت و کبر اوسے اسکو سرِ عجز و نیاز — ہے الگ جادۂ معشوق سے راہِ عاشق
مصر سے دیکھا زلیخا نے مہِ کنعان کو — ہا صحا دور پہونچتی ہے نگاہِ عاشق
داغِ سودا و سرِ عجز جسے کہتے ہیں — یہ مُدعا دل نظر آتے ہیں گواہِ عاشق
تیغ سے تیز اگر ہے نگہِ یار رہے — تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہِ عاشق
غم و اندوہ و الم حسرت و حرمان افسوس — ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہِ عاشق
جلوۂ حسنِ رخِ یار کرے گا روشن — گیسوئے یار رسا ہے روز سیاہِ عاشق
کششِ عشق دلِ زار ہے رہبر جسکے — عقل پہنچے نہ جہان پر وہ ہے راہِ عاشق

پیروی تو نے نہ کی حضرتِ منصور کی یار
منتھی تو نہ چلا حیف ہے راہِ عاشق

ردیف کاف

چڑھی رہتا ہے مری داون پہ یارا ایک نہ ایک — ہاتھ آجاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک
مر ہی مٹتا ہے ترے کوچے میں یارا ایک نہ ایک — اٹھتا رہتا ہے ترے در سے غبار ایک نہ ایک
داغ اوبھرتے ہیں کبھی زخمِ جگر کھلتے ہیں — رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک
قتلِ عشاق ترے کوچے میں ہوتے ہیں مدام — بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک
اشکِ خون روتا ہوں گاہی گہے لختِ دلِ زار — اٹھتا ہی رہتا ہے اس دل سے شرار ایک نہ ایک
ایسے کہتے ہیں مجھے لوگ سکندر طالع — رہتا ہے آئینہ رو مجھسے دوچار ایک نہ ایک

نالۂ دل ہے گہے گاہ ہے آہ و افغان – کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک نہ ایک

چھینتا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم – لُٹتا رہتا ہے یہان اپنا دیار ایک نہ ایک

صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر – آہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک

نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان اے پیارے – اُٹھتی ہے تیرے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک

فکر دنیا ہے گہے دہشتِ عقبےٰ گاہی – رہتا ہے سینہ پہ عاصی کے غبار ایک نہ ایک

گہے غمّاز ترے پاس ہر گاہ ہے اغیار – گل کے نزدیک رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک

روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر – نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک

منتقی ہوئے کہ ہو وامق و فرہادِ حزین
ہو ہی رہتا ہے ترا عاشقِ زار ایک نہ ایک

کون لایا عالمِ ایجاد تک – کس نے کھینچا یا مجھے جلاد تک

کون تیری دید کا مائل نہین – دل سے لے آئینۂ فولاد تک

ناصحو مجکو تلاشِ یار مین – لائی قسمت عالمِ ایجاد تک

ہون وہ لاغر صید باغِ دہر مین – رُخ نہین کرتا ادہر صیاد تک

جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم – یہ فقط ہے مار کی امداد تک

شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور – کھل نہین سکتے لبِ فریاد تک

فکر و مہلت مین بتانِ ہند کی – بھول جاتا ہون خدا کی یاد تک

اُسکا مین طالب ہون جسکے حکم سے – موم ہو وے کوہ سے فولاد تک

ہمت عالی کا اپنی ہون غلام – جو نہین تکلیف دی اُستاد تک

روح کے باعث فروغِ حسن ہے – روشنی ہے خانۂ آباد تک

کون تیری دید کا طالب نہین – مہر و مہ سے کورِ مادرزاد تک

ہون وہ مجنون ناتوان اس دہر مین – پوچھتے مجکو نہین فصاد تک

سخت جانی گر کرون اپنی رقم – ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک

گیسوئے پرپیچ کا لکھون جو وصف – بل اُٹھاتا ہے خامۂ فولاد تک

منت و زاری کی بھی حد ہو چکی — کر چکے ہم نالہ و فریاد تک

منتہی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلا دی مے جو بیچون ساقی سرشار تک — منکشف ہو جائے جتنے عالم اسرار تک
کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو — دیکھکر چکر مین ہے آ گردش دوار تک
گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہی برخلاف — آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک
کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار — کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک
اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی — ہو گئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک
اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف — جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک
قیس کے فرہاد کے ماتم سے اتبک وہ ہین — خاک بر سر دشت مین روتے ہین کہسار تک
اس شراب ناب سے مجکو چھکا دے ساقیا — یار جس سے رقص مین بیہوش ہیان ہوشیار تک
دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا — جا نہین سکتا وہان بیدل سے لے اسوار تک
جان پر کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی — ناصحو اکثر پیا ہے میں نے زہر مار تک
تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بد کی بازگشت — منہ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک
حلقۂ دام محبت مین اسیکے ہین پھنسے — صاحب سبحہ سے لیکر صاحب زنار تک
حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح — کب پیالہ شیر کا پہونچا دہان مار تک
وا تو ہو وین عقدہ ہائے گیسوئے عنبر فشان — دوڑتے آئین گے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بھیجا ہے یہان دم دیکے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہوگا مجھے یار نیک خو کبتک — مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک
پھرونگا صورت خورشید کو بکو کبتک — رہے گی یار مجھے تری جستجو کبتک
چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک — اڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک
رہیگا یار مرے نوجوان تو کبتک — دھرا رہیگا یہ آئینہ رو برو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل یہی روانی ہے — بچا رہیگا مرا کوچہ گلو کبتک
بہار دیکھئے کب تک چمن مین آئیگی — دکھائے دینگے مجھے شیشہ و سبو کبتک
شرابِ سرخ کے ساغر لڑینگے کب گل سے — بھیگا شیشہ ساقی ترا لہو کب تک
کرون مین تابکجا احتیاطِ چار عنصر — دعا خیر کرون بھر چار کبتک
بہار آئیگی پیر مغان چمن مین کب — نصیب ہوگی مجھے بیعتِ سبو کبتک
وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے — پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتک
بھینگے صورتِ خاشاک رنج و غم دلسے — بغل مین آئے گا وہ بحر آبرو کبتک
کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل — دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتک
حرم مین ڈھونڈھتا ہون تجھے یا کہ دیر کے اندر — کہان کہان مین کرون تیری جستجو کبتک
وصال یار کی صورت نظر نہین آتی — پڑھون نماز کرون شیخ یون وضو کبتک
بہار آئے گی دستِ جنون کا ہوگا زور — رہیگا جامۂ تن قابلِ رفو کبتک

نشان و نام مٹائے گا منتہی گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتک

ردیف لام

آیا مگر کسی پہ ہے بے اختیار دل — پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل
ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل — جاتا اسی طرح سے ہر اک باربار دل
یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین — صیاد ہے وہ ہے کہ ہے جسکا شکار دل
شداد کو بہشت دے قارون کو گنجِ زر — مجکو عطا کر اے مرے پروردگار دل
دیکھے کسی حسین کو رہے اپنے حال پر — اسباب مین ہے کس کو ترا اعتبار دل
کھا کھا کے داغِ عشق حسینون کے اندنون — پھولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل
بیہوش جو کہ ہوئے سرجوشِ یار سے — خفا نہ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل
نیرنگِ حسنِ یار کے کھا کھا کے داغِ عشق — دکھلا رہا ہے مجکو عجائب بہار دل
دیکھا ہے جب سے اُس بتِ مہوش کو بزم مین — جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوش و خروش لیکے میرا اوڑ گیا شباب / ہر سمت تو جہان میں یہ جا کر پکار دل
مانند برگ کاہ ہے روز وصال میں / فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل
معلوم ہو نہ اپنی کدورت سے زینہار / کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل

بھایا ہے جب سے وہ بت خورشید فش اسے
رہتا ہے مثل صبح مرا بیقرار دل

سب سے بدتر ہے زمانے میں گرفتاری دل / ہو وے یارب نہ کسی شخص کو بیماری دل
وہ مسیحا نہیں کرتا کبھی غمخواری دل / کس طرح دور ہو یارب مری بیماری دل
ایک مدت سے حسینوں کی ہوں صحبت سے بری / ایک مدت سے میں کرتا ہوں خبرداری دل
کوئی بے زر کی نہیں کرتا ہے خاطر داری / کوئی بیکس کی نہیں کرتا ہے غمخواری دل
نہ تو نالاں ہے نہ افغاں ہے نہ ہے جوش و خروش / اندنوں رہتی ہے کس مرتبہ بیکاری دل
مبتلا اسکو حسینوں کا نہ ہرگز کرنا / مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواری دل
یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی / ناز تھا تجھ پہ مجھے خوب وفاداری دل
زہر کھا جائے گلا کاٹ لے کہیں ڈوب کے مر / ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاری دل
ابھی کونین کے جھگڑے سے رہائی پاؤں / گر کرے دست جنوں آکے مددگاری دل
زیست میں حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری / اس سے بہتر نہیں ہرگز کوئی ہوشیاری دل
موسم گل میں یہ کیا کیا نہیں بگڑا مجھسے / مینے کیا کیا نہیں جھیلی ہے جفاکاری دل

منتہی یار خزاں جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداری دل

دور میں اس گل کے ہے بیکار گل / یاد سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل
آتے ہیں گلشن میں سو سو بار گل / ہیں ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل
مارے مارے پھرتے ہیں ہر سو حسین / بکتے پھرتے ہیں سر بازار گل
پانی شبنم نے جو آیا رات بھر / شب رہا شاید بہت بیمار گل
پیچ میں ہیں چہکے مرغان چمن / رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بوسے رکھکے لیتا ہون دو چار روز | توڑتا ہر وقت ہون دو چار گل
خیر ہو وسے عندلیبِ باغ کی | ہے جو شکلِ دیدۂ خونبار گل
جلتے ہی بادِ خزان کے عندلیب | باغ سے کیون ہوگئے بیزار گل
آکے لپٹا رات مجھہ سے وہ حسین | شب رہا میرے گلے کا ہار گل
اسقدر ہے اِسکو کس کا انتظار | ہے جو شکل دیدار بیدار گل
کس جگہہ بے خیر ہے کوئی حسین | ہمنے دیکھا ہی نہین بے خار گل
دہجیان کیون کر ہوا جامہ ترا | کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل
اس قناعت کا تری دیوانہ ہون | ہے وہی جامہ وہی دستار گل
داغِ عشق یار دل پر ہے سو ہے | آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی بادِ بہاری منتقی
سینہ گلزار پہ ہے بار گل

جو ہنسکے دے کبھی وہ گل جوابِ خندۂ گل | ہو خشک آتش غیرت سے آبِ خندۂ گل
جو زیر لب کبھی خندہ کیا ہے اُس مہ نے | ہوا ہے مجھہ پہ ہویدا حجابِ خندۂ گل
کیا ہے غنچہ کو گل باغ مین نہین جاکر | صبا نے بند تھی کھولی کتابِ خندۂ گل
دکھاؤن زخم دل داغدار گلشنمن | جو عندلیب کو دون مین جوابِ خندۂ گل
ہر ایک بزم مین تعریف ہی ہنسیکی تری | ہر اک چمن مین کھلی ہے کتابِ خندۂ گل
نظر پڑا جو کوئی یارِ خندہ رو مجکو | کہا یہ دل نے یہی ہے جوابِ خندۂ گل
دکھا نا برق تبسم اسے گل خوبی | جو عندلیب کھے لا جوابِ خندۂ گل
کبھی ہنسا جو ہر وہ نوجوان گلشن مین | گرا ہے آنکھہ سے میری شبابِ خندۂ گل
بہار آئی ہے بلبل غزل سرا ہین تمام | کھلا ہے دفترِ گل یا کتابِ خندۂ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دلِ زار
چمن مین خوب بنا ہے کبابِ خندۂ گل

غافل کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل | میری طرح سے کیتے پھرو ہائے لُٹے دل

طُرفہ تر اندنون مین یہ ہے ماجرائے دل | دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل
سنتا نہین کسی کی بہی فرمان روائے دل | نا آشنا جہان کا ہے آشنائے دل
پہلو مین دیکھتا ہون جو خالی ہے جائے دل | بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دل
دیکھا کرے جمال مبارک کو یار کے | پیدا جو مثل آئینہ ہووے صفائے دل
چوٹین اُٹھاتا مین تری تیغ نگاہ کی | پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل
نالہ بھی بے اثر ہے نہ قاصد شفیق و یار | ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل
زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی | آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج | عناب لب ہین آپ کے پیارے دوائے دل
اُسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گھمنڈ | مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل
چاہے حرم کو جاے وہ یا دیر کیطرف | راضی ہین ہم اُسی مین کہ جو ہے رضائے دل
ملتا نہین حسین موافق مزاج کے | پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانیکا منتقی
ہوشیار یار رہا تجھ سے جائے نجائے دل

ولہ

کئے برس مین ہوی ہین وہ پیار کے قابل | بہت دنون مین ہوئی ہین نکار کے قابل
نصیب دل بہی تو ہو داغ عشق کہانتکو | زمین بھی تو ملے لالہ زار کے قابل
کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے | جنون خام نہ ہووے بہار کے قابل
کبھی حرم مین کبھی بتکدیکو جاتا ہون | زمین ڈہونڈھ رہا ہون مزار کے قابل
جسد کو چھوڑ کے جو روح چل بسی شاید | نہ تہا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابھی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقرونپہ ہے بہت بُت پیر آج کل | کیسی ہوا پہ ہے میری تقریر آج کل
پہلو مین ہے مرے بُت بے پیر آجکل | چکر مین ہے بہت فلک پیر آج کل

رہتے ہین دست یار مین جو تیر آج کل ۔۔۔ ہر جا ہین انتظار مین نخچیر آج کل

سکھلا رہا ہون دلکو محبت کے رنگ ڈھنگ ۔۔۔ کرتا ہون مین مکان کی تعمیر آج کل

آہِ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم ۔۔۔ چلتے ہین کس طرف کو مرے تیر آجکل

گیسو گلے مین رہتے ہین اُس مہ کے رات بھر ۔۔۔ کس درجہ میل پہ ہے مری تقدیر آجکل

زاری سے زر سے زور سے لاتا ہون یار کو ۔۔۔ لیکن جو بن پڑی مری تدبیر آجکل

مدت کے بعد ٹھری ہے وصلت کی یار سے ۔۔۔ ہے ربط ہاتھ آئے جو اکثیر آجکل

آئی بہار کہتے ہین دیوانگانِ عشق ۔۔۔ آباد ہو وین خانۂ زنجیر آجکل

دل سے کرونگا یاد مین اُس خوش جمال کو ۔۔۔ کھینچونگا اپنی لوح پہ تصویر آجکل

معشوق سیم بر سے جو صحبت ہے اندنون ۔۔۔ مٹی کے مول بکتی ہے اکثیر آجکل

قابو مین کس کے ہوگئے بولو تو منتقی
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشقِ یارِ جانِ جان ہے دل ۔۔۔ دوست ہے اپنا مہربان ہے دل

جسکے سینے پہ لوٹتے ہین حسین ۔۔۔ باغِ عالم مین وہ مکان ہے دل

پس گیا آج بارِ اُلفت سے ۔۔۔ مین سمجھتا تھا پہلوان ہے دل

جب سے ہے جوشِ گل گلستان مین ۔۔۔ قابلِ سنگ کودکان ہے دل

ہے خوشی مین حباب سے ہلکا ۔۔۔ رنج مین کوہ سے گران ہے دل

بارِ الفت اُٹھا لیا سر پر ۔۔۔ پیر ہون مین مگر جوان ہے دل

شکر ہے یادِ بادِ فنا کی اُسے ۔۔۔ آج عنقا کا آشیان ہے دل

جان کے ساتھ جسم رہتا ہے ۔۔۔ جس جگہ یار ہے وہان ہے دل

منتقی دیکھ بھال کر جانا ۔۔۔ حضرتِ عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ ہین آب ہین ہوا ہین ہم ۔۔۔ کچھ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

عاشقِ گیسوئے دوتا ہین ہم ۔۔۔ اپنی خاطر برے بلا ہین ہم

یار کو ہے کمال ہم سے ربط — جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم
خار ہین دشت و بر مین لیکن — گلشن خلد مین صبا ہین ہم
دم نکلتا ہے دختر رز پہ — بزم رندان مین پارسا ہین ہم
بے سبب دہر مین نہین آئے — کسی صاحب کے مدعا ہین ہم
اُنکے عناب لب یہ کہتے ہین — مرض عشق کی دوا ہین ہم
خوف سے اِن بتون کے ہین خاموش — گویا ناقوس بے صدا ہین ہم
ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا — کیا عجب گر کہین خدا ہین ہم
تو جین کعبہ کرین پرستش دیر — یار تیرے ہی آشنا ہین ہم
زاہد اس بحر عشق کے اندر — زورق دل کے ناخدا ہین ہم
دل جگر دیکھ کر اوسے تولے — ایسے معشوق پر فدا ہین ہم
غیر حالت ہے ہو نہین کچھ غم — اُس بت حسن کی گدا ہین ہم
سرکشی مثل شیشہ کرتی ہین — یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم
دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے — زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دلی اپنا
منتظر غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہے رفتگان سے ہم — شاید بنے تھے گرد پس کاروان سے ہم
کودے ہین اس گھڑی مین مگر آسمان سے ہم — تنگ آ بنے ہین گور کا آکر کہان سے ہم
گذری ہے عمر اس چمن روزگار مین — واقف ہین خوب باروش باغبان سے ہم
جام شراب و کنج خرابات چاہئے — باز آئے زاہدا تری حور جنان سے ہم
پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان — سمجھین گے ایکروز زمین آسمان سے ہم
تو بھی تو آ ذرا در دولت تک اپنے یار — آئے ہین تیرے واسطے پیاسے کہان سے ہم
مرغان بوستان دکن تم نہ بھولنا — بچھڑے ہوئے ہین بلبل ہندوستان سے ہم
فرقت نے تیری پیر تو دسالہ کر دیا — صحبت مین تیری آئے تھے ورنہ جوان سے ہم

نہ زردی رُخِ عاشق پہ جائیے صاحب
مگر تمھین صفتِ کبریا نہین معلوم

نہ بتکدی مین نہ کعبے مین دیر مین ہے وہ
ہوا کسی کا یہ دل مبتلا نہین معلوم

طلب کرو دل و جان اثر بغیرِ وصال
جو منتہی کی تمھین انتہا نہین معلوم

ردیفِ نون

زیبِ رُخ اپنی وہ پھر زلفِ سیہ فام کرین
خوب عشاق نظارا سحر و شام کرین

قتلِ عشاق کا قاتل نہ سر انجام کرین
خود نہ بدنام ہون انکو بھی نہ بدنام کرین

ایک بوسہ لبِ لعلین کا عنایت ہووے
ہم کوئی کام اگر قابلِ انعام کرین

کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو پیارے
ہم بھی حمام کرین آپ بھی حمام کرین

حلقۂ زلف مین دیکھے رخِ رنگین صنم
چاہئے مرغِ چمن خواہشِ گلدام کرین

التفات اور سوا او نہ مری ضد سے کرے
غیر سے کام اگر قابلِ الزام کرین

آزمائیں پھر اک روز مقدر اپنا
اکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کرین

منتہی کو کلمہ پیرِ خرابات پڑھائین
کافرِ عشق کو یون داخلِ اسلام کرین

نہ کیا خوب کیا یار نے شب باتین ہمین
جو کہا واہیات تھے وہ ہوتے عنایتین ہمین

سقف پر سقفِ فلک فرشِ زمین بستر ہے
خانۂ گور مین کیا حاجتِ فراشین ہمین

شبِ فرقت کی سیاہی نہ پڑاتی ہمکو
داغ دیتا جو فلک وصفتِ کالاتین ہمین

نقش ہے نقشۂ رخِ یار کا لوحِ دل پہ
آج نقاش ہر اک کہتا ہے نقاش ہمین

ستدِ رہ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہین
دیکھ سکتے نہین دشمن کبھی تب باتین ہمین

کسی مرغوب تھا دنیا مین لباسِ نخوت
دیا خوب کیا تونے فلک تاشش ہمین

ہر گھڑی رہتا ہے اک شکوۂ جانان لب پہ
ہر گھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمین

فرقتِ یار مین یہ عمر بسر اپنی ہوئی
نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمین

عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا
نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمین

فردِ تقدیر مین تحریر نہ تھا عشق کا حال
کیون یہ ابنائے جہان کہتے ہین شاباش ہمین

نقدِ دل پاس وہ ہم رکھتے ہیں اللہ اللہ
منتہی جانتے ہیں مفلس و قلاش ہمیں

مریدانِ مغاں کو شیخ جی گمراہ کہتے ہیں
مگر یہ رند مشرب بندۂ اللہ کہتے ہیں

لٹا کر نقدِ دین و دل جو بیٹھے ہیں ترے در پہ
گدائے دہر انکو سب محمد شاہ کہتے ہیں

خبر راز محبت سے جو رکھتے ہیں نامی ہیں
دلِ شیدا جو رکھتے ہیں دلِ آگاہ کہتے ہیں

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردون ہے
مغانِ اہلِ ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہیں

جسے پہلے پہل صحبت ہوی ہو دخترِ رز سے
تمامی میکشان وہ اسے نوشاہ کہتے ہیں

اثر پیدا کریگی جس گھڑی اس مار کے دل میں
سرِ محفل کہوں گا جب اسکو آہ کہتے ہیں

طریقِ عشق میں کہنا نہ سن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیدھڑک دل اسکو سیدھی راہ کہتے ہیں

پیا ہے جس گھڑی ساغر مئے عشرت کے جلسے پر
یہ می آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہیں

سنا ہو وصلتِ جانان کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتیں کسی کی ہیں اسی افواہ کہتے ہیں

عیاں ہوتا ہے دلبر رازِ عشقِ یار کا ہر دم
خراباتِ مغان کو ہم کرامت گاہ کہتے ہیں

کشش نے رشتۂ الفت کے کھینچا ماہِ کنعان کو
زلیخا لی چلی کنعان سے اسکو چاہ کہتے ہیں

سنا کر منتہی کو یوں لگا پیرِ مغاں کہنے
قدم جب عشق میں رکھتے ہیں بسم اللہ کہتے ہیں

یار جو ملکِ عدم سے ادہر آجاتے ہیں
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہیں

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر میں وہ آجاتے ہیں
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہیں

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہیں
جو کڑی عاشقِ شیدا کی بھلا جاتے ہیں

آکے وہ باتیں جو کرتے ہیں کدورت آمیز
خاک میں عاشقِ بیدل کو ملا جاتے ہیں

تبِ فرقت میں جھپکتی ہیں جو آنکھیں میری
غش عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہیں

تاڑ لیتے ہیں مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم میں پا جاتے ہیں

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہے ہجوم
آبِ شمشیر سے وہ پیاس بجھا جاتے ہیں

خواب میں ہوتا ہوں اون سے جو کبھی بوس و کنار
بختِ خفتہ مرے جھٹ مجکو جگا جاتے ہیں

وعدہ وصل کیا کرتے ہین ہر روز نئے — راہین ہر وقت نئی آکے دکھا جاتے ہین
سوجھتا کچھ نہین جز یارِ دلِ زار کوئی — حضرتِ عشق جو نظرون مین سما جاتے ہین
ہاتھ آتی ہے انہین منزلِ عشقِ جانان — غم کو جٹ کرتے ہین غصے کو جو کھا جاتے ہین
نزع کے وقت دم بالین یہ ہر اک عاشق کی — آکے ہین شربتِ دیدار پلا جاتے ہین

منتہی جذبۂ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہین

تپ ہجر دل کو گوارا نہین — جو آئی ہے اپنی تو چارا نہین
ہوئی پیری مے سے کنارا نہین — ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہین
ہمین ضبط وافغان کا یارا نہین — اُسے اسکا سُننا گوارا نہین
اگر درد فرقت کا چارا نہین — ہمین زندگی بھی گوارا نہین
جسے نیک و بد سے کنارا نہین — ہم اُسکے نہین وہ ہمارا نہین
ہمیشہ رہا ضبطِ آہ و فغان — کہ اس نفس کو ہمنے مارا نہین
پھنسایا ہے تقدیر نے دل وہان — فرشتے کا جس جا گذارا نہین
بدن کے یہ جتنے ہین اعضا دلا — بجز کی تو کوئی ہمارا نہین
اذان دے کے ناقوس کو پھونک کر — تجھے ہر طرح کب پکارا نہین
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا — کہین نام کو بھی کنارا نہین
نہین کوئی شئی یار سے بھی عزیز — ہمین نقد جان تک بھی پیارا نہین
جہان پردہ پردہ نشین یار ہو — فرشتے کا اُس جا گذارا نہین
نہ لایا کشش سے کبھی دل اُسے — کبھی اپنے یہ مال مارا نہین
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پاؤن — کبھی ہاتھ کو پھر پسارا نہین
فغان کی کُھلے گاہ نالہ کیا — تجھے ہمنے کس دن پکارا نہین

جسے چاہا دل ہمنے اُسکو دیا
تمنا ہمین ناصح اجارا نہین

ناصح بھے پتے مرے قاتل کے گھر کے ہین
پرزے خطون کے ٹکڑے پڑے نامہ بر کے ہین

مدت سے اُسکے عشق مین گھر کے نہ در کے ہین
یہ حوصلے ہمارے ہی دلکے جگر کے ہین

اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے سن باغ مین
ٹکڑے یہ عندلیب کے دلکے جگر کے ہین

میرا گلا کہان یہ کہان خنجر آپ کا
یہ حسنِ اتفاق قضا و قدر کے ہین

دیکھا جو ہمنے گورِ غریبان کو غور سے
ثابت ہوا نشان یہ ہراک رہگذر کے ہین

تا زیست جائینگی نہ کبھی عشق بازیان
یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین

دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار
خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین

لو اُس حسن سے چشم مروت کے ہے امید
تشنہ دل و جگر مرے آب گہر کے ہین

دکھلا کے مجکو خنجر و شمشیر آبدار
بولا کہ یہ علاج ترے درد سر کے ہین

عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر
قادر نہ خیر پر ہین نہ مختار شر کے ہین

دیوینگے کس کو باغ مین یہ منھ بھرا بیان
غنچے گلون کے جتنے ہین سب مشت زر کے ہین

عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا
شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین

کچھ ایک ہی ہے عاشق و معشوق پر عذاب
یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

ولہ

اوسکا بندِ نقاب وا تو نھین
درِ باغ ارم کھلا تو نھین

ہجر محشر سے کچھ جدا تو نھین
اوس خبر کی یہ مبتدا تو نھین

ہمسے اوس بت کا دل صفا تو نھین
آئینہ اوسکا آئینہ تو نھین

تیرے عناب لب جو ہین پیارے
درد دل کی مرے دوا تو نھین

کرتا ہون ذکر بیوفائے یار
خلوت و بزم مین ہوا تو نھین

کہتے ہین خال ہے تہِ گیسو
اب زحل زیر سنبلا تو نھین

منزلین عشق کی بہت طے کین
شکر ہے مین کہین رہا تو نھین

سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی
اور صاحب کا ادعا تو نھین

چھڑکی ہے خطِ سبز پرافشان
کوٹریالہ کہین کھلا تو نھین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام — مست ساقی کی چشم دا تو نہین
چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف — صبر عاشق کہین پڑا تو نہین
بار فرقت سے آپکے صاحب — آج تک مین کبھی دبا تو نہین
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — اسکی اوتری ہوی قبا تو نہین
جسکو کہتے ہین لوگ مار سیاہ — یار کا گیسوئے رسا تو نہین
طلب وصل پر بگڑتے ہو — پیار کی بات بد دعا تو نہین
عقل سکے گل چراغ ہوتے ہین — کہین اوسکی نبض ہی ہوا تو نہین
ہر طرف بو اوڑی ہے کاکل کی — اس گلی مین گئی صبا تو نہین
قیصر روم جسکو کہتے ہین — تیری در کا کہین گدا تو نہین
تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے — ملتجی کی کچھ انتہا تو نہین

ہے پسینہ منھہ پہ یا ہے رخ روشن آب مین — یا نظر آتا ہے عکس مہ کا حسن آب مین
جب سے یہ ماہ فلک ہے پرتو افگن آب مین — لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین
واہ رہی دیوانگی اللہ رہی خود رفتگی — جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین
کون پردہ نشین آئیگا بہر غسل آج — کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین
آئینہ دیکھا جاکر اسنے مستی کی دہری — ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین
ڈوب جاؤن مین جو بحر عشق حسن یار مین — پھینکدینا مرا نعشہ بعد مردن آب مین
روئے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین — مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین
وصف لکھا ہے بہت مین نے شراب ناب کا — طبع کا دوڑا ہے مرا خوب توسن آب مین
چشم اشک آلودہ میری دیکھہ کر کہتے ہین لوگ — مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین
پانی پانی ہو گی خجلت سے برگ ابر سیاہ — توڑ کر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین
چھانتے گذری ہے برسون ہمکو خاک میکدہ — ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

مدتون لکھا ہے وصفِ مے قلم نے ساقیا خوب ہی دوڑا ہے برسون اپنا توسن آب مین

ساکِ دندان صنم پر ایسی آب و تاب ہے موتیون کی جسطرح ڈوبی ہو تھرن آب مین

کو نسا ڈوبا ہے مضطر کر کے نالہ بحر مین ہے طلاطم موج مین ہے شور و شیون آب مین

ب گران مایہ سبک و ضعون سے ہو وین ہم کنا ل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین

غرق بحر حسن دل پر ہو گیا ہے منتقی

چاہئے اوسکا بنا وین یار مدفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹ تے ہین اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین

کوچہ یار سے پھرا نہ کوئی کب عدم کے سگئے پلٹتے ہین

در بہ در پھرتے ہین بشر و ماہ خوان نعمت کے گو یا بٹتے ہین

نہ کیا وعدہ وصال وفا آپ کھکر سخن سے پلٹتے ہین

میرے رونے سے کب دل اوسکا بھر کہین شبنم سے چاہ سپٹتے ہین

یا صنم کہتے ہین سگھے یا رب ہرطرح ہم تجھے کو رٹتے ہین

شغل باغ جہان کے اوندا نسل جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین

جھوٹ کہکر مکرتے ہین موذی سانپ مین کاٹ کر پلٹتے ہین

فصل گل مین جنون کے ہا تون سے صورتِ گل لباس پھٹتے ہین

اہل عقبا سے یہ سگِ دنیا

صورت بن بن کے کیا جھپٹتے ہین

قدم رکھیو سنبل کر حضرتِ دل عقباز و مین گذر کنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہ باز و مین

بنائے کون تیرے گیسوئے پرپیچ کو ظالم جہان مین کیا غرض مشہور جو ہو جالساز و مین

بتا ہر زندے آشام کو کھکر سرِ منبر لگا یاسے کا دہبہ زاہد ون نے جانماز و مین

بنا کر گیسوئے پرپیچ تیرے اوپرے بیکر جہان مین کس لئے مشہور ہو وین جالساز و مین

مگر آلائش دنیا کو دہو یا چاہئے تن سے

گِنا جاتا ہے زاہد اسطو لو کیا پاکباز و مین

جلا کر زاہدوں کو میکشوں کو شاد کرتی ہیں
گرا کر مسجدوں کو میکدے آباد کرتے ہیں

شبِ فرقت میں جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہیں
ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہیں

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے عاشق ہیں
ہمارے حق میں کہئے آپ کیا ارشاد کرتے ہیں

اشارے ابروئے خمدار کے او قاتلِ عالم
دلِ عاشق پہ کارِ خنجرِ فولاد کرتے ہیں

سنا ہے یار قیدِ بندگاں [illegible] کرتا ہے
مگر بردے پرانے ان دنوں آزاد کرتے ہیں

کمر باندھی ہے قتلِ عاشقاں پر یار نے کس کے
نیا شہرِ خموشاں آج کل آباد کرتے ہیں

چمن میں فصل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو
مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہیں

بہارِ گل ہے زوروں پر جنوں نے سر اوٹھایا ہے
گھروں میں اپنے خوشیاں آجکل فصاد کرتے ہیں

شبِ فرقت کی صدموں میں صنم کا دھیان آتا ہے
مصیبت جنکی پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں

الٰہی تو ہی ہے اہلِ جنوں کا حافظ و ناصر
جوانانِ چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہیں

خوشی رہتے ہیں غیروں سے وہ تڑپاتے ہیں عاشقو
جسے ناشاد کرنا ہے اوسی کو شاد کرتے ہیں

شہیدانِ صنم میں اوسکا ذکرِ خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے مصحفی یاد کرتے ہیں

چھوٹی اس سن میں ہم سے جائے چمن
کچھ ہمیں یاد ماجرائے چمن

یاد جب آ گئی فضائے چمن
مرغِ دل نے کہا کہ ہائے چمن

بگڑی جب دم ذرا ہوائے چمن
اوڑ گئے مرغِ خوش نوائے چمن

ہمصفیروں سے میرے کہیو صبا
کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن

اوس پڑتی تھی روز ہر گل پر
طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن

خوردِ گل کے ہو عدو کو نصیب
دستِ صیاد سے بلائے چمن

چار دن ہے بہارِ گل بلبل
دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن

چشمِ خونبار کا خدا حافظ
رنگ لائی ہے پھر ہوائے چمن

کیا ہوئی کثرتِ گل و لالہ
کیا ہوئے مرغِ خوش نوائے چمن

کثرتِ گل جہاں تھی خار ہیں واں
ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے
سمجھون ایک پھول کو بجائے چمن

زر سے جس نے بھرا ہے ساغرِ گل
پُر کرے کاسۂ گدائے چمن

دیدۂ گل کو چشمِ نرگس کو
سوجتا کچھ نہین سوائے چمن

منتہی تیغ جب خزان کی کھچے
کٹ گئے گل مستی فزائے چمن

نقشِ دل بُت کا نام کرتے ہین
گھر کو بیت الحرام کرتے ہین

نیک و بد سے کلام کرتے ہین
خاطرِ خاص و عام کرتے ہین

جو کہ اُس بُت کو رام کرتے ہین
بخدا وہ ہی کام کرتے ہین

کون کافر فراق مین سویا ہے
مجھ غش اتمام کرتے ہین

اے صنم تنگیٔ دہن مین ترے
شعرا کیون کلام کرتے ہین

باوفا یار ڈھونڈھتے ہین جو یار
پختہ سودائے خام کرتے ہین

زاہد اُس بت کا پڑھتے ہین کلمہ
برہمن رام رام کرتے ہیمن

ہم نہ بھاگین گے نفسِ سرکش سے
حرکتین یہ غلام کرتے ہین

دیر و کعبے مین ڈھونڈھتے ہین اُسے
فکر سودائے خام کرتے ہین

آج دل دیتے ہین سرِ محفل
آج لو ہم بھی نام کرتے ہین

کون ہے مشتِ خاک کے اندر
کس سے اب انتقام کرتے ہین

وصف لکھتے ہیں مُصحفِ رُخ کا
منتہی نیک کام کرتے ہین

غم پھٹکتا نہیں اربابِ صفا کے گھر مین
موت کو دخل نہین ہے شہدا کے گھر مین

جز صفائے نہین اربابِ صفا کے گھر مین
فقر و فاقہ رہا محبوبِ خدا کے گھر مین

سوزشِ عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے
دشت کو بھاگتا ہون آگ لگا کے گھر مین

اُس شہِ حسن کو اکی یہی لکھ بھیجون گا
یا دتہ آئے ہین اکثر فقرا کے گھر مین

خاکسارون پہ کرم کرتے ہین ادنیٰ اعلیٰ
رزقِ مزدور ہے ہر شاہ و گدا کے گھر مین

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف — جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر میں
آپ میں نے کیا اظہار محبت اوسنے — آپ میں کو دیڑا جا کے قضا کے گھر میں
بزم میں یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال — دخل شیطان کا پاتا ہوں خدا کے گھر میں
کوچۂ یار میں جسدن میرا بستر ہوگا — بوریا جا کے بچھاؤنگا خدا کے گھر میں
بارش اشک نے کب سے مرا دم مارا ہے — آپ تو بیٹھ رہے چھاؤں میں چھپا کے گھر میں

عشق سے اس دل شیدا کو نہیں پھیرا ہے
منتقی لائے ہو روٹھے کو منا کے گھر میں

عبث ہندو مسلمان دیر و کعبہ پہ جھگڑتے ہیں — یہ ناداں راہ وہ چلتے ہیں [illegible] ہیں
سخن وصف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہیں — بجا ہے گر کہیں نسبت [illegible] کرتے ہیں
جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق گھٹتا ہے — یہ دور اختم ہوتا ہے [illegible] اترتے ہیں
صداقت ہی سے دل ملتا ہے اس محبوب عالم کا — نگینے کو جواہر کے ترے کندن سے جڑتے ہیں
فغان و آہ نے دل سے گرایا مجھکو دلبر کے — ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہیں
بنایا مفلسی میں وضع کو خوش جوانی نے — بظاہر تنتے ہیں باطن میں [illegible] اکڑتے ہیں
ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے — عجب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے اودھڑتے ہیں
دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے جنونکا — غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اوجڑتے ہیں
گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا — تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤں پڑتے ہیں

ہمارے عاشقانہ شعر پڑھوا کر لگے کہنے
سنا تو منتقی بھی اب تو باتیں خوب گھڑتے ہیں

جو کہ ٹالے نہیں ٹلتا ہے وہ پتھر میں ہوں — جسکا گاہک نہیں دنیا میں وہ گوہر میں ہوں
قدر داں جسکا نہیں ہے وہ سخن ور میں ہوں — باڑھ جسکو نہیں ممکن ہے وہ خنجر میں ہوں
دل میں جا اسکی ہے گو صدمے سے لاغر میں ہوں — بال کی طرح اس آئینہ کے اندر میں ہوں
لطف اے چرخ ستمگار کہ گھبراتا ہوں — رحم اس جور و جفا کا نہیں خوگر میں ہوں
وہ زباں ہوں کہ سراسر ہے تراوش جسمیں — آبداری میں جو ڈوبا ہے وہ خنجر میں ہوں

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا / آپ کے واسطے یوسف کا برادر مین ہون

جلوہ مجکو بھی دکھا دے صفتِ موسیٰ طور / وہ ہمیشہ ہے تو فرزند پیمبر مین ہون

یہ صدا آتی ہے ہر وقت شکست دل سے / جسکو پھوٹا ہوا کہتے ہین مقدر مین ہون

طالب وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہین / یہان کسی حال مین تجھسے نہین باہر مین ہون

داغ سودا یہی کہتا ہے مرا ہجر کے دن / شکل خورشید قیامت ترے سر پر مین ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکانِ دلدار / جو تباہی مین پڑا ہے وہ کبوتر مین ہون

شگفتہ ہوکے پریوش کا یہ دل کہتا ہے / پھر گیا ہے جو ہوا مین وہ کبوتر مین ہون

صفتِ آمد و رفت نفس اے جوشِ جنون / گھر کے اندر رہون کبھی جامے سے باہر مین ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشکِ قبول / بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر مین ہون

خفقان ہوتا ہے جبدم شب تنہائے مین / موت کہتے ہے نہ گھبرا ترے سر پر مین ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا / ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر مین ہون

آئینہ ہوتا ہے شیشے ترے رنگ کے جبدم / جانتا ہون کہ پس سدِ سکندر مین ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت مین
منتھی آئینہ عشق کا جوہر مین ہون

کھینچتا ہے وہ بدم تیغ دو پیکر اندنون / کھیلتی ہے موت لوکس کس کے سر پر اندنون

آئینہ مین منھ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے / روبروئے یار ہے سدِ سکندر اندنون

ہے مجھے خواہش رخ حسینون کے آجکل دل سے تلاش / ڈھونڈتا پھرتا ہون ہر سو تیز خنجر اندنون

ہے کشش پر جذبِ دل پہلو مین اپنے یار ہر / مارے مارے پھرتے ہین کیا کیا پیمبر اندنون

کوچۂ سفاک کا قاصد تیا بس ہے یہی / اوڑتے پھرتے ہین وہان بال کبوتر اندنون

کیون تبان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش / پڑ گئے ہین عقل پر کیا اسکی پتھر اندنون

آمد و رفت نفس کیطرح جذبِ عشق سے / گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندنون

سرکشی کی ہے چمن مین قامتِ دلدار سے / چھانٹے جاتے ہین وہان سرو و صنوبر اندنون

غمزے کرتا ہے بہار حسن کھو کر پھر وہی / چل رہے ہین دلپہ میرے کند خنجر اندنون

عارض و رخ کا تصور دل مین رہتا ہے مدام — آنکھ پڑتی ہی نہین شمس و قمر پر اندنون

اُن لب و دندان کا اک مدت سے ہے دلکو خیال — دوڑتی نیت نہین لعل و گہر پر اندنون

صورت نقش قدم افتادگان خاک ہون — خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندنون

صدمہ فرقت سے لب پر آہ ہے نالہ کبھی — گاہ دلپر چوٹ ہے گاہی جگر پر اندنون

وصف اُس بحر لطافت کا جو ہے ورد زبان — مُنھ کے اندر ہے ہمارے نغمہ تر اندنون

کیا ہوا کے گھوڑے پر اسوار ہے وہ پُر غرور — تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندنون

بھیجتا ہون خط شوقیہ مین اُسکو اسقدر۔
منتھی ملتا نہین مجکو پیمبر اندنون

قرار و قول کا کچھ اُسکے اعتبار نہین — جو ایکبار کہے ہان ہزار بار نہین

صبا چمن مین نہین ہے ابھی ہزار نہین — عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگھار نہین

ہنوز ہوش نہین اُسکو ہوشیار نہین — وہ صید وہ ہے کہ جو قابل شکار نہین

بلند آہ ابھی طفل دل نہین کرنا — ابھی وہ گود مین پلتا ہے شہسوار نہین

جہان مین پنجہ دست جنون تری ہاتون — برنگ جامہ گل کب تک دل فگار نہین

عدم سے آیا ہون ایکدن عدم کو جاونگا — سرائے ہستی فانی مرا دیار نہین

سرائے ہستی فانی مین دل نہ گھبرانا — ترا مقام نہین ہے ترا دیار نہین ہے

مسافران عدم کی خبر نہین معلوم — دیار کونسا ہے کونسا دیار نہین

وہ عندلیب ہون مین گلستان عالم مین — کہ ایک گل کی نظر مین بھی خار خار نہین

بلند نام نہین چاہتے زمانے مین — نشان قبر سے بندیکو افتخار نہین

جہان مین گو نہین فرزند منتھی رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہین

اُن انکھڑیون مین ابھی نشۂ شراب نہین — ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہین

بغل مین یار نہین ساقیا شراب نہین — جہان مین مجھ سے زیادہ کوئی خراب نہین

ہوائے سنگ حوادث سے دل کیا ٹوٹے — یہ دل ہے مردونکا کچھ کاسۂ حباب نہین

محبت مے و معشوق اُسکو ہے زیبا / سفید بال ہین موسم خضاب نہین
عداوت عاقل منیل مجھے نہین آتی / مرے سوال کا شیشے مین کچھ جواب نہین
نہ دیکھہ دل تو کبھی چشمِ بے مروت کو / وہ جام منھہ نہ لگا گر شراب ناب نہین
پسندِ طبع نہین تنگ چشمی جانان / ہزار شکر کہ مین موردِ عذاب نہین
دکھا کے آئینہ اُس شوخ کو کہا ہم نے / تو بے مثال نہین یار لاجواب نہین

ولہ

ہے شبابِ صنم بہار کے دن / عاشقون کے یہ ہین شکار کے دن
دیکھ لے تنگ چشمی جانان / یاد کر صدمۂ فشار کے دن
توبہ کی ہے قمارِ عشق سے آج / گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن
صبح جنت سے کم نہین ہرگز / بخدا مجکو وصلِ یار کے دن
منڈھ گئی زلف اُس پری وش کی / کٹ گئے اپنے انتشار کے دن
گیارہ بارہ برس کا ہے سن و سال / اُنکے جوبن کے ہین بہار کے دن
یہ دمِ احتراز ہم پہ کھلا / تھے بہت سخت انتظار کے دن
وحشتِ دل ہے اپنی زورون پر / شاہد آپہنچے پھر بہار کے دن
خواہشِ دخترِ رز ہے آئے بہار / پھر پھرے رندِ بادہ خوار کے دن
گذرا جوشِ شباب کا عالم / چل بسے اپنے افتخار کے دن
رنگ لائی ہے پھر بہارِ چمن / پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن
عفو ہوگا نہ جرمِ اہلِ نفاق / نہ پھرین گے گنہگار کے دن
پیری آئی شباب چل نکلا / منتقی یاد کر مزار کے دن

بزمِ عالم مین بہت سے ہمنے مارے ہاتھ پاؤن / تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن
بحرِ الفت مین بہت سے ہمنے مارے ہاتھ پاؤن / لگ رہے مانندِ خس آخر کنارے ہاتھ پاؤن
عالمِ پیری ترا دونون جہان مین ہے برا / موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھ پاؤن

عاشق سوئے کمر کی لیے پھرا وہ بے خبر
سوکھکر تنکا ہوئے ہین اسکے سارے ہاتھ پاون

میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بد مزاج
وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھ پاون

بحرِ ہستی مین ملا ہمکو دُرِ مقصد نہ حیف
موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھ پاون

وقتِ ذبح بولا قاتل عاشقِ ناشاد سے
ٹکڑے کر ڈالا کبھی تونے جو مارے ہاتھ پاون

کھیل رہتا ہے توکل پر مری اوقات کا
چلتے پھرتے ہین ہمارے بے سہارے ہاتھ پاون

تیکھی تیکھی انکی چتون بانکی بانکی انکی چال
بھولی بھولی انکی صورت پیارے پیارے ہاتھ پاون

عذر نادانی اسے کہتے ہین کیا روزِ جزا
منتہی اپنے کئے کو خود لگا رے ہاتھ پاون

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینۂ تل مین
پتا نہ معنی کا پاتا ہون شخص مہمل مین

یہ چشم کہتی ہے اسکی ابھی ابھی پل مین
کہو تو پھاڑ کے تھگلی لگاؤن بادل مین

خیالِ زلفِ صنم سے ہے دل مرا مملو
بھرا ہوا ہو لبالب یہ مشک بوتل مین

پڑا ہون دُرد دکنون مین مین تیرہ بختی سے
اندھیری رات کے اندر پھنسا ہون دلدل مین

گذر نہین دلِ ویران مین اپنے نالے کا
گونج رہا ہے مگر شیر آج جنگل مین

نہین ہے زلفِ سیہ کا رُوے روشن پر
دھوان سا دیکھتا ہون مین فروغِ مشعل مین

پسند آیا دلِ صد چاک کو ہر ساعدِ یار
لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخِ صندل مین

لطیف روح سا ہوتا نہین ہے جسم کبھی
سوار کا نہین دیکھا وقار پیدل مین

نشان خط کا نہین اسکے روی روشن پر
دھوئین کا نام نہ تھا طور کی بھی مشعل مین

خیال گرمیِ رخسارِ یار ہے دل مین
دبی ہے آتشِ گل آج اپنی منقل مین

دو سے دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر
سلائی نیل کی پھیرون مین چشمِ احول مین

مری زبان مین عالم ہر تیغِ بُرّان کا
تری نگاہ کی شوخی ہے صافِ خنجل مین

گرہین دیتے ہو کس کس کے اتنے کیون پیارے
مگر بندھا ہے کوئی دل تمہارے آنچل مین

ہمیشہ قائم و شجاب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتہی ہے گداگر اپنے کمل مین

ہمارے دل کو تسلی نصیب تمام نہین — فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین
رخِ حبیب پہ خط ستیہ کا نام نہین — یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین
ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے — نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین
ہوائے دہرِ مخالف سے بجھ نہین سکتا — یہ داغِ دل ہے ہمارا چراغِ بام نہین
نہ حکم کر کسی اغیار سے بشرِ خوبی — تمھاری خدمتِ عالی کو کیا غلام نہین
ابھی نہین دلِ نالان اسیرِ کاکلِ یار — ابھی یہ مرغِ خوش الحان اسیرِ دام نہین
خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا — کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین
جدا جدا ہین زمانے مین عاشق و فاسق — جنونِ پختہ ہے اپنا جنون خام نہین
برنگ ابلقِ ایام دشتِ عالم مین — سمندِ ناز کے منھ کو ذرا لگام نہین
کرے گی عود جوانی نہ عہدِ پیری مین — یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین
شہیدِ تیغِ تبسم کا ہون مگر ناصح — جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین
گدازِ طبع کی خاطر ہے شاعری کی رمز — یہ بحرِ خاص ہے اے دل یہ بحرِ عام نہین
زمیں دخترِ رز ہے رفیقِ ساغرِ مے — ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین
رموزِ عشق سے جکو نہین ہے آگاہی — اثر پذیر ہمارا انھین کلام نہین
کسی کے برقِ نگہ کی جگہ نہین دلمین — کسی کی تیغ ابھی قابلِ نیام نہین
نہین ہے اشکِ مسلسل مین اپنا لختِ جگر — ہماری سبحہ صد دانہ مین امام نہین
حلال دخترِ رز ہے نکاح ہے منعم — حرام اوسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشمِ مروت نگہ مین دستِ کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتہی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغِ دو دم دیکھتے ہین — یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین
کہین ہم جو نقشِ قدم دیکھتے ہین — وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین
جو تحریرِ لوح و قلم دیکھتے ہین — وہی لوحِ دلپر رقم دیکھتے ہین
کسی سے جو وصلِ صنم دیکھتے ہین — خدا کی خدائی کو ہم دیکھتے ہین

نگاہیں تری یاد آتے ہیں پیارے
کسی دم جو تیغِ دو دم دیکھتے ہیں

جو شیدائے چشمِ مخمر ہیں ساقی
وہ کب جانبِ جامِ جم دیکھتے ہیں

کوئی شے نہیں ایک صورت پہ رہتی
برابر حدوث و قدم دیکھتے ہیں

مگر کا تری دھیان آتا ہے جس دم
بہت پار سوئے عدم دیکھتے ہیں

بھر آتا ہے دل اپنا کچھ یاد کر کے
کسی کی جو ہم چشمِ نم دیکھتے ہیں

کہ ہر بُت کہاں کے حسینِ زمانہ
ہر اک شکل میں تجھکو ہم دیکھتے ہیں

لگے رہتے ہیں سوئے در راہ میں آنکھیں
ہر کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہیں

ہوا و ہوس تیرے ماتونے انسان
زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہیں

زمانے میں یوں تو بہت سے ہیں خوش گو
مگر منتہی سا بھی کم دیکھتے ہیں

بتوں کے وہ جور و ستم دیکھتے ہیں
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہیں

جو پھر پھر کے ہم دمبدم دیکھتے ہیں
تری راہ فضل و کرم دیکھتے ہیں

صفا صورتِ آئینہ دل ہے کس کا
بہت اس زمانے میں کم دیکھتے ہیں

مگر ڈھونڈتا ہے جوانی کو شاید
بہت پشتِ گردون جو خم دیکھتے ہیں

بے سیم و زر اس جہان میں ہر اک کو
برنگِ ندیم و ندم دیکھتے ہیں

وصالِ صنم یاد آتا ہے ہمکو
کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہیں

گدا سے اُسے شاہ تک چاہتے ہیں
ترا جبہہ لطف و کرم دیکھتے ہیں

ہر اک آشنا دوست ظاہر کے تھے سب
ولے دوست اک اپنا غم دیکھتے ہیں

جنہیں خاکساری کی دولت ہو حاصل
وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہیں

ہر اک طائرِ دل کو باغِ جہان میں
گرفتارِ دامِ الم دیکھتے ہیں

جنہیں شوق ہے جنس وصلت کا اُنکی
وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہیں

کھلی جب سے ہے بے ثباتی جہان کی
وہ جو دا پنا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

کچھ منتہی ساکنِ کربلا سے

جیئے تو تمہارے قدم دیکھتے ہین

و لہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین

جگر و دل جو مرے گو دیونکے پالے ہین
شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین

قیس سے وامق و منصور سے کہتی ہے صبا
طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین

زعمین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے
سنئے ہم بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین

دل مین جا جکی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین
ہے جوانی کی انھین نیند یہ متوالے ہین

کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے
آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین

فرقت یار مین ہے کون مرا یار و امین
شجر گل نہین ہر باغ مین جو لالے ہین

صفت گوہر دندان ہے سراسر اسمین
شب تنہائی ہے یا دل کے مرے نالے ہین

نغمۂ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر
میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین

سوجتی راہ محبت نہین تجکو ہرگز
بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین

منتفی کرتے ہین وہ جور و ستم جابیجا
پردے آنکھون کے نہین شیخ ترے جالے ہین

جگر و دل نہین ہمنے انھین ڈالے ہین

ہزار دل ہین جسکے خریدار ہین
ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین

ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین
وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین

ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین
کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین

صبا سے سوا تیز رفتار ہین
ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین

نظر آئی ہے جب سے تصویر یار
ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین

غم و رنج و اندوہ و حرمان و یاس
ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین

طلب کر رہا ہے وہ دل بے وصال
وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین

گل باغ گلشن مین ہے روئے یار
نظر مین مری صورت خار ہین

خزان آئی دست جنون چل بسا
یہ ہاتھ اندنون اپنے بیکار ہین

وفا و عدۂ وصل کرتے نہین — بڑے آپ جھوٹون کے سردار ہین
بھرے دل مین ہین سکۂ داغِ عشق — خزانے مین اپنے یہ دینار ہین
عدم مین گیے ہم میانِ وجود — گئے وار ہین ہم گئے پار ہین
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا — بلاؤن مین گویا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس درِ امتحان — عدو کے لئے تیز تلوار ہین

زمانے سے ہین بے خبر منتقی
وہ اس مرتبہ تو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہٹکے ہٹتے ہین — زخم دل کے تمام پھٹتے ہین
وہین گور پر نہین ہوتے — یہ گڑھے ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہلِ سخن کی گھٹتے ہے — شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تند خو ہین کہ بات بات مین تاؤ — آستینون کو وہ اولٹتے ہین
جو ہین تیغِ نگاہ کے کٹتے — اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہدِ شباب گذرا ہی — چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہلِ دنیا بھی خوان نعمت سو — کیا مگس کیطرح چمٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز — اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے — کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگِ حسن و عشق — مردِ میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پچھلی باتون کا گر کرونگا بیان — پھر کھوگے ہمین اولٹتے ہین
نہین افتادگان ہون چین سے ہین — خاکِ گردش کب سمٹتے ہین

جو ہین دنیائے دون کرتی ہے
منتقی و درا وسے ہٹتے ہین

جیتا ہے ماہے یار مرے غمگسار ہین
مجھپر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے در حبیب کے جو خاکسار ہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پہ مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرورِ حُسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

ریگِ روان رواں ہے شب روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروس گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہر جا بجا
شاید چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گُل زمین پہ
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جبر کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہر
دم سے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خال سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مٹی کے مول نافۂ مشکِ تتار ہین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلک دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاک باز صنم کا یہ قول ہے
ہم غمگسارِ عشق ہین ہم سنگسار ہین

دل میرا دوربین محبت ہے منتقی
آنکھون کے سامنے شہدا کے مزار ہین

دل و جگر مرے ناز بتان اوٹھاتے ہین
ذرا سے بات یہ کوہ گران اوٹھاتے ہین

خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے
وہ آج تیغ پئے امتحان اوٹھاتے ہین

دلا ضرور رہے پیری مین عشق سے پرہیز
یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجوان اوٹھاتے ہین

صدا یہ زمزمہ عندلیب سے آئی
مری زبان کا مزا خوش بیان اوٹھاتے ہین

سر سجود کبھی گہ بلند دست دعا
عبث یہ سر پہ زمین آسمان اوٹھاتے ہین

دم ملال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے
وہی ہین مرد جو کوہ گران اوٹھاتے ہین

نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رقص بسمل کا
مزا کچھ اوسکا ترے نیم جان اوٹھاتے ہین

ولہ

ہون نسل شاہ سے کہ امیر کبیر ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون ترے در کا فقیر ہون

گو بینوا ہون عشق کی دولت سے سیر ہون
آنکھون مین منعمون کی عبث مین حقیر ہون

تھا یہ اشارا اوس نگہ برق یار کا
عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہون

مدت سے شوق کنج قناعت کا ہے مجھے
روز ازل سے عاشق نان فطیر ہون

وارفتہ ہون مین جادہ کوئی طریق کا
سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہون

تجھ سا حسین نہ مجھ سا ہے عاشق جہان مین
تو لاجواب یار ہے مین بے نظیر ہون

مدت سے ہون مین شیفتہ گیسوئے صنم
روز ازل سے دام بلا مین اسیر ہون

جاؤن حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف
قدرت ہی کیا مری کہ مین عبد قدیر ہون

کہتا ہے وقت گریہ مرا دامن مژہ
مین ابر زرفشان ہون مین ابر مطیر ہون

دل مین ہے میرے داغ محبت کا جلوہ گر
ماہ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہون

دیہیم و تخت و ملک نہ دیتا وہ کیا مجھے
خود منتقی مین قابل فرش حصیر ہون

کون اس دام محبت مین گرفتار نہین
صاحب سبحہ نہین صاحب زنار نہین

ملتے کس وقت مجھے در رہِ دنیا نہین ابر رحمت مرا کس روز گہربار نہین
ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین — زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد

زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد
ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین

کون دنیائے دنی کے نہین رہتا درپے
دام تدویر مین یہان کون گرفتار نہین

دلکو دنیائے دنی سے نہین رہتی رغبت
صحبت ہرجائی سے رکھتا مین سروکار نہین

نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا
نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین

میری دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور
کب یہ سودا مرا بکتا سر بازار نہین

کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا
کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین

طینتِ بد کے سوا کوئی نہین بدخصلت
خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین

سائبان ہو مرے سر پہ ترے دامن کا وہان
سیکڑون کوس جہان سایۂ دیوار نہین

کثرتِ عالم امکان بجز واحدِ پاک
منتہی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہو وے گا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دستِ تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندھی او نفس ترے مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دہیان نہین
دیکھ تو اسے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنجِ جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

پیشِ جنون نجنا ایدل موت زیست سے خوشتر ہو
شمع کے آگے رقص کہان تھا پروانہ جلوانے مین

حسنِ نیرنگ اوس مہروکا دل حزین مین رہتا ہے
چشم بینا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرانے مین

نقشِ محبت کہین نہ پایا لوحِ دل ہر انسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک خانے مین

وله

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین
جو تحریرِ لوح و قلم جانتے ہین

مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین
زمانیکی عشرت کو غم جانتے ہین

نصیحت ترے واعظِ بے حقیقت
وہ فقرے تھے ہم اُسکو دم جانتے ہین

ہر اک شی مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ
اُسی کی قسم اُسکو ہم جانتے ہین

تنفر ہے نفرت سے دنیا کی جنکو
وہی نوش دار و کو سم جانتے ہین

حبیبِ خدا عاشق حق تعالےٰ
عدو دشت آپ کا ہم قدم جانتے ہین

ہوا ہے گذر جب سے دشتِ فنا مین
وجود اپنا نقشِ قدم جانتے ہین

اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے
ترا بندہ بے درم جانتے ہین

جو ہین محو نیرنگ حسن صنم کے
وہ صحرا کو باغِ ارم جانتے ہین

قدم جب سے رکھا ہے دار فنا مین
وجود و عدم کو ہم جانتے ہین

قناعت کا جن کو مزا آگیا ہے
وہ جام گلی جام جم جانتے ہین

ہر اک دل مین ہے جلوہ اُس رب کا پیدا
ہر اک گھر کو بیت الصنم جانتے ہین

حبابون کو مانند بحرِ جہان مین
وجود و عدم کو ہم جانتے ہین

وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ
جسے لوگ میر امم جانتے ہین

غمِ دوست کھانیکا جنکو مزا ہے
وہ شادی زمانیکی غم جانتے ہین

مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپ کے ہم سے

میان منتھی جنکو ہم جانتے ہین

کھتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون — میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون
مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شبِ فرقت مین — اُس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون
وہ عالم رُویا مین مجکو نہ نظر آیا — اُس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون
جس روز کہ ہو ویگا ہر اک کا حساب دل — اُس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون
انکا ہے جو نفرت ہو وہان نام سے عاشق کو — یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون
وہان عفو کرم تیرا ہو جوش پہ ای پیارے — یہان جرم ہے عصیان ہو تقصیر ہے یا مین ہون
ہو وے دل شیدا کو گر شوق شہادت کا — پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون
وحشت مین نظر آئی شب خواب مین وہ کاکل — اکدن در جانان کی زنجیر ہے یا مین ہون
جس روز کہ پوچھین گے محشر مین گل سیرے — اُس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون
وصف اُس گلِ رعنا کے ہین ورد زبان سب کے — گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہہ نے کل برمایا دلِ عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر یا مین ہون

جورِ افلاک بسکہ جھیلے ہین — ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین
گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری — گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین
اسپِ تازی نظر نہین آتے — ٹٹوخرون سے بھرے طویلے ہین
کہتے ہین یہان جسے قمارِ عشق — کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین
جیتے ہین وہ قمارِ عشق مین یار — جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین
ٹھہرے کب جنگ حسن مین یہ شیخ — ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین
پاس اپنے دوئی کا نام نہین — جب سے پیدا ہوئی اکیلے ہین
نہ کھا ناصحا مین آنکھین تکبر — پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین
کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر — ایک مدت کے یہ منجھیلے ہین
دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا — ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پر اثر کے شدت ہے — صاف آبِ بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سنا منتہی اکیلے ہین

خنجرِ حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین — نفسِ امارہ کسی طرح سے مرتا ہی نہین
جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین — ڈوبا دریائے محبت کا ابھرتا ہی نہین
شوخیِ حسن نے مغرور کیا یہ اسکو — نقدِ دل لیکے کسی کا وہ مکرتا ہی نہین
تا گلِ حسن سے دامان نگہ بھر جائیے — سامنے سے وہ مرے شوخ گذرتا ہی نہین
پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے بُرا — قہرِ قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین
گوش زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا — داغ اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین
عشقِ کامل نہین جائیگا مرا تا دمِ مرگ — یہ وہ دریا ہے چڑھا جبکہ اوترتا ہی نہین
سیر ہوتا نہین دل دولتِ وصلت سے مرا — جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین
جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھارا ہے اُسے — پاؤن پورا وہ زمین پر کبھی دھرتا ہی نہین
منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار — دل تو کہنا کسی صورت مرا کرتا ہی نہین
طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے — جس سے کچھ کہتا ہون وہ کہتا ہے مرتا ہی نہین

منتہی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دھرتا ہی نہین

حسنِ شباب بہگیا تدبیر کیا کرون — افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون
پوچھا جو مجھ سے حشر مین کہدونگا برملا — عاجز گناہگار ہون تقریر کیا کرون
دنیائے دون کا شیخ طلبگار مین نہین — پھر لیکے تیرا جامۂ تزویر کیا کرون
عاصی گناہگار ہون مجرم ازل سے ہون — مین پھیر کے زاہدا خطِ تقدیر کیا کرون
ہر لوحِ دل پہ نقش جو صورت نگار کی — مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون
عاشق مین اسکی زلفِ سیہ فام کا نہین — پھر دیکھ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون
جوشِ جنون ہے اور یہ فصلِ بہار ہے — حداد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر — یہ ہے ضعیف صید مین نخچیر کیا کرون
وارفتہ مزاج ہون صحرا نوردہون — مین ہول بیکسی خانہ زنجیر کیا کرون
قابو مین گر نہ یار ہو پہ ہنر جا ہیئے — قبضہ نہ ہوئے جسپہ وہ شمشیر کیا کرون
ہوتا نہین ہے اسمین کم وبیش آج کل — پھر دیکھکر نوشتہ تقدیر کیا کرون
مین جذبہ دلی سے اُسے کھینچ لاؤن گا — نقش درم سے اُسکو مین تسخیر کیا کرون
دنیائے دون کے واسطے عقبی نہ لوٹن دو — تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے منتہی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان — لے لے گیا ہے اُسکو مقدر کہان کہان
گا ہے کمر پہ زخچپہ سرو دوش پر کبھی — دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان
کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم — کھائے ہین داغ دلپہ جگر پر کہان کہان
دیر وحرم مین جلوۂ جانان ہے اُسکا — روشن ہر ایک ہی یہ انور کہان کہان
مدت کے بعد مین جو گیا بزم یار مین — بولا وہ مجھ سے رُک کی ستمگر کہان کہان

آئینۂ ہر حسین کو دل سے پسند ہی
سکہ پڑا ہے ترا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر بھئین — شاید شب فراق کو ممکن سحر نہین
نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین — جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین
زلف دراز یار کے مانند تا صحر — طول شب فراق مگر مختصر نہین
نالے کیئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے — معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین
معشوق ہے پہ نام کو بوسئے وفا نہین — موجود ہے گہر مگر آب گہر نہین
جاوے نہ کوئی جانب معشوق بے وفا — جسجا نہ ہووے راہ وہان رہگذر نہین
اس جنگ حسن وعشق مین عشاق کے حضور — داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین
معدوم دوست دشمن انسان ہین بیشمار — بیداد گر بہت ہین کوئی داد گر نہین

دیکھا نہیں اُسنے ابھی روئے آئینہ — عاشق کے قتل پر ابھی باندہی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا — مجھہ مین یہ عیب ہے کہ مرے پاس زر نہین

کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتہی
افسوس قدردان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوشگوار شیشے مین — عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دخترِ رز گلعذار شیشے مین — ہمارا بند ہے گویا نگار شیشے مین
نہین ہے جوشِ مئے خوشگوار شیشے مین — بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی — کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
یہ رند پاک جسے کہتے ہین مئے گلگون — بہارِ گل ہے یہ یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی — دکہائے دیتے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش میرے دل سے مٹ نہین سکتا — غضب ہے ہو کوئی کافر نگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکہتا ہے — ہے صاف شکلِ دلِ بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا رازِ عشق کو ظاہر — دہری جو چیز ہو ہی آشکار شیشے مین
صدائے قلقلِ مینا کو سن کے وہ بولے — چہک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دہیان مرے دل مین ضعفِ پیری کا — مئی شباب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دیدے سے جسکی قرارِ دل ساقی — پری ہے حور ہے کیا شے ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجہاتا ہے — یہ کیا ہے ساقئ گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصلِ بہار مین ساقی — نہ ڈال دخترِ رز کا اچار شیشے مین

ہے نورِ حسنِ صنم منتہی میرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشقِ شیدا کا اُسدم دیدۂ تر خشک ہو — جسگھڑی ایجان جان سارا سمندر خشک ہو
اس لئے روتا ہون یادِ یار مین مین دمبدم — تا کسی صورت سے میرا دامنِ تر خشک ہو

ان حسینوں کو کمال حسن سے آگہ کیا
یا الٰہی جلد تر دست سکندر خشک ہو

خار صحرا سے یہی کہیو تو اے باد صبا
جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو

گر رقم اسمین کرون سوز فراق یار کو
جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو

پیش قدمی گر کرے اوسکی خرام ناز سے
خاک کا پیوند ہو پائے صنوبر خشک ہو

کام لون مین اپنی آہ آتشین سے جگر
جل بجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو

پرورش مین ہے تماشا قدرت اللہ
تپ چڑھے گر طفل کو تو خون مادر خشک ہو

مین وہ محروم ازل تشنہ ہون سوز یار سے
جاؤن جنت مین تو آب حوض کوثر خشک ہو

توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کردیا
یا خدا فرزند جہان دست ستمگر خشک ہو

جام مے مین نے پیا ہے ساقی گلفام کا
آفتاب حشر سے کب یہ لب تر خشک ہو

یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی
بھڑکے آتش رشک کی خون برادر خشک ہو

میری آہ آتشین کی آنچ اگر اسمین لگے
صورت برگ خزان دامان صرصر خشک ہو

اشک آنکھون مین اگر پیدا کرے حسن قبول
رشک سے چشم صدف مین آب گوہر خشک ہو

منتھی جب دل سے پیچھے اوس بت بیرحم کا
جھگڑے دشت جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوش گل مین باغ کی ہر نخل بیجر بادہ ہو
ساقیا دست کرم تیرا اگر آمادہ ہو

زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو
مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئی دلدادہ ہو

لقمہ تر ہوئیگا اکدن وہان گور کا
ہو گدا زادہ کوئی اسمین ویا شہزادہ ہو

اس دل محزون مین ہو جو نور ساقی جلوہ گر
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقد جان بھی یار یہ
ڈہونڈ کر لاو اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو

زخم گر دلپر لگے تیغ نگاہ یار کا
رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو

طاعت پردہ نشین پر جھگڑی باندہون کمر
پاش دامان کا ہر اک میرے لئے سجادہ ہو

کون ہوتا ہے پسند یار اسمین دیکھئے
بچہ زاہد ہو وے یا قلندر زادہ ہو

فصل گل آئی ہے تو پیراہنون کی لے خبر
اے جنون گر ہوش اپنی کام پر آمادہ ہو

نفس عادل ہی مرا دیکھون گا مین روزِ حساب
ہی یقین فردِ عمل مانندِ روئے سادہ ہو

گر کے آرایش کرون شہرہ بتِ گم نام کا
گلستان اُسکو بناؤن جو زمین اُفتادہ ہو

جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے
شامیانہ خاکسارون کے لیئے اِستادہ ہو

کیون پئے دنیا ہوا ہی دل کس لئے ہو بے ثبات
صورتِ نقشِ قدم کیون خاک پر اُفتادہ ہو

گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتہی
جا اسیرِ گیسوئے مشکین سیدزادہ ہو

بھِرمان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو
ہوسِ دلِ سگِ دنیا نہ بنانا مجکو

عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ
کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو

مئی و معشوق کرون ترک بہارِ گل ریز
نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو

جب کبھی آتا ہے اس بحرِ لطافت کا خیال
خوش نہین آتی ہے سیرِ لبِ دریا مجکو

مئی و معشوق سے جبسے کہ توبہ کی ہے
شہر خوش آتا ہے اُسدن سے نہ صحرا مجکو

آمدِ فصلِ بہاری ہے چمن مین شاید
لئے جاتا ہے کوئی جانبِ صحرا مجکو

باوفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو
سالہا سال رہا دعوئے بیجا مجکو

بامِ پر قامتِ جانان جو نظر آجائے
پھر نہ ہووے ہوسِ عالمِ بالا مجکو

باوفا یار میسر نہین ہوتا ہرگز
راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو

صورتِ آئینہ اے یار ترے جلوے نے
غرقِ حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو

گردشِ چشم وہ تیرے ہے کہ توبہ توبہ
ایک ہی دم مین کریگی تہ و بالا مجکو

دم پہ بنجائیگی یاد آئی گی تقریر اُسکے
نہ سنا بلبلِ گلزار ترانا مجکو

جانتے عشق کی ایسی ہی بلا سے مد ہے
ایکدن گور کا کردے گی نوالا مجکو

خبرِ وصل ہے عاشق کے لیے شادئی مرگ
منتہی تو نہ سُنانا نہ سُنانا مجکو

فغان و آہ سے پیدا کیا دردِ جدائی کو
غضب مین جان کو ڈالا جتا کر آشنائی کو

مٹایا پاسِ رسوائی سے تیرے آشنائی کو
بچھاؤن آپ کے عصمت کو اوٹھ مون پارسائی کو

نہ آیا بعدِ مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے
مین اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری ناآشنائیکو

نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بُت پر ہوا قابو
کر بن گئے بازیہم ابخدا تیرے خدائیکو

کسی محفل مین جسدم ذکر شمع طور ہوتا ہے
دکھا دیتے ہین وہ جلکر سر انگشت حنائیکو

فقیر بے نوا اُسکے در دولت کا ہے بندہ
غنیمت جانتے ہین شاہ تک جسکی گدائے کو

اثر پیدا کریگی آہ اپنی یار کے دلمین
نشانے تک خدا پہنچائے گا تیر ہوائے کو

کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا ڈہر کا ہے
اُٹھا رون جا بتہ تن سے مین کیونکر اس دوالائیکو

گریبان ہاتھ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون
خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو

فلک وہ تفرقہ پردازِ عالم ہے دلا سر پر
غنیمت جانتا ہون گو رنگت اپنی رسائیکو

شکستہ دل مین ہر دم ہر گھڑی مین جانکے لالے
کرون کیا نوش دارو کو مین کیا لون مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کھویا مشیخت کو
ملایا خاک مین رستِ ہوس نے میرزائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو
مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو

جب قابل دید دلربا ہو
اللہ کرے کہ باوفا ہو

بھیجا نہین خطِ شوق کب سے
معلوم ہوا کہ تم خفا ہو

بے تابیٔ دل اگر دکھاؤن
کوئے نہ کسی کا مبتلا ہو

مرتا ہے زر پہ اہل دنیا
نا مرد کو کب خواہش طلا ہو

مٹی کر دے جو آپ کو تو
نظرون مین خاک کیمیا ہو

آئی ہے فصل گل چمن مین
اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو

کیسا نے مجھے در بدر پھرایا
اے خواہش دل ترا بُرا ہو

دکھلا دے تو نے یار کی شکل
اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو

لپٹو نہ مجھے آکے ہجر کی شب
اے گیسوئے یار اگر بلا ہو

اے منتہی بزم یار کا حال
کیا جانئے بعد میرے کیا ہو

غیر ممکن ہے ہوس فحت کی ولیسے دور ہو — جائے تکیہ زیر زانو گو سر فغفور ہو

رو برو قاتل کے کرتے چاہ کا مذکور ہو — منھ پہ کہنا ہے خوشامد حضرت دل شور ہو

بے کمال عشق سر بھوڑی چڑھے یا دار پر — دخل کیا فرہاد ہو مقدور کیا منصور ہو

ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے آپکی — ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو

فصل گل مین میکشی کی گر نہین دیتا صلاح — دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

گر جگہ دل مین تمہاری یار کے باقی نہین

لب بلب ہو منتظر تو بھی نہایت دور ہو

جو بن بت سفاک کا ڈہل جائے تو جانو — کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو

دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو — سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو

شعلہ طپش عشق کا گو سر بہ فلک ہے — ساقی خم گردون پہ ابل جائے تو جانو

میخانہ سے سرکش کہین نکلی تو یقین ہو — میخوارون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو

بھکا یا ہے دل کو مری الفت نے نہایت — ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو

میری طپش عشق کی گرمی کے سبب سے — اکدن تن شمع طور پگھل جائے تو جانو

مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار — واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

فصل گل و مل ایکی کہین خیر سے گذرے — واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بھیر ہو نہ گی کسی اور سے کچھ ساز نہو — حشر کو غیر کی جانب نگہ ناز نہو

حسرت دید چمن دہشت دام صیاد — پوچھئے اوس سے جسے طاقت پرواز نہو

باتون باتون مین نہ آجائے کہین دل اوپر — بیٹھے بٹھلائے طبیعت کہین ناساز نہو

ایک مدت سے فلک پر ہے دماغ عاشق — ایسے پردے مین کہین وہ بت طناز نہو

دوست جانی جو بنا ہے کہین دشمن نہ بنے — جو کہ دمساز بنا ہے وہی غماز نہو

وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمین ذرا بوئے وفا — وہ بھی معشوق ہے جسمین کوئی انداز نہو

اثر آہ نہ اوڑ جائے شب فرقت مین — حرف مطلب کا الٹی قلم انداز نہو

مالک سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز قایلِ سحر کبھی مایلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہو وے تو کرے کیا عاشق موت ہو صید کی گر قوتِ پرواز نہ ہو

منتھی تیرہ ماروں نہ ملے جسکا پتا
وہ کروں نالہ کہ جسمیں کبھی آواز نہ ہو

آبِ روان ہو باغ ہو جامِ شراب ہو اپنی بغل مین یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزمِ یار ہو جامِ شراب ہو پھولا ہوا چمن مین گل آفتاب ہو
دریا چھڑے ہے اس اشک مسلسل کا جسگھڑی مین جانتا ہون گنبدِ گردون حباب ہو
سایہ فگن ہو دامنِ محبوب اُس گھڑی جسدم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دُکھے نہ دل کسی کا جانِ خراب مین ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اُٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دلی مجھے وہان لیجائیگا ضرور جسجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کھون سیرِ جہان دلا تری آنکھون مین خواب ہو
دستِ طمع کو توڑ کے مقصد کو کر حصول دنیائے دون سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کر دہن مین دل سے نیستان جس گھڑی زہرا تمھارا شیرِ زبان آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتون کا طلبگار تو دلا ایسا نہ ہو ترا کہین خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منتھی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل لیجا سوئے صنم یہ دلِ شیدا دیکھو پھر گیا مجھ سے مرے گود کا پالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو دل کھنچا جاتا ہے پھر جانبِ صحرا دیکھو
زلف ہے رخکے قریں اور تماشا دیکھو پاس کالے کے دھرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسنِ قبول موتیوں کا نہ لگا اشک تو الا دیکھو
اشکباری سے مٹا دردِ دلِ مضطر کا غبار خفقان ہو وے تو موجِ لبِ دریا دیکھو
لقمۂ نعمتِ دنیا تھا میسر جس کو ہو گیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ ہوا جاتا ہے — دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو

آئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر — دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو

لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے — حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو

دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جانان — مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو

مئے اُلفت سے جو اُس یار کے توبہ کی ہے — لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو

پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دل کی وسعت — اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو

جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زور ون پہ — کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو

وقفۂ زیست کھلے چشمِ حقیقت بین سے — جا کے جو وقت حباب لبِ دریا دیکھو

جو رِ معدی کا دکھا کر وہ لگے یون کہنے

منتہی آ ہمارا یدِ بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک سا جسنے کہ اوڑایا مجکو — مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو

شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو — تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو

اُسنے جب موئے کمر اپنا دکھایا مجکو — عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو

گردشِ چشمِ صنم کا جو رہا آوارہ — نہ کبھی ابلقِ ایام نے پایا مجکو

مار گیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جسکا — ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو

ہوش جسدن سے ہوا چشمِ حقیقت بین کا — جسطرف دیکھا ادھر تو نظر آیا مجکو

عیش و عشرت کی ہوس پست ہین کیا کیا تھی — نفسِ امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو

حسنِ نیرنگ ترا رنگ جو لایا بخدا — قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو

شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا — رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو

نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا — نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو

نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا — عوض آبِ بقا زہر پلایا مجکو

اور کچھ نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکھ لگی — اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو

بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی — گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اٹھایا مجکو

روح کو میری ملا جسم گلی واہ نصیب
خاک مین صانع قدرت نے ملایا مجکو

جستجو نے تری اے شعلۂ حسن خوبی
دربدر صورت خورشید پھرایا مجکو

دیکھکر یار زمانے کے چلن کو تولا
منتہی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجکو

عشق بتان سے حسرت دل ناصبور ہو
معلوم یہ ہوا کہ برے بے شعور ہو

جبدم بہار گل کا جہان مین ظہور ہو
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہو

عاشق نہ ہوجئے بت ہرجائی کے کبھی
کرئے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو

سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب
جسوقت اس جہان مین شور نشور ہو

آہ شرر فشان کو نہ چھیڑے مرے کبھی
شاخ چنار اسمین ہو یا نخل طور ہو

غیرون کے ہاتھ سے وہ حسین جام می پیئے
کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو

کیون بار عشق یار اٹھاتے ہو تم دلا
شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو

جسوقت یار سے مین ہوا طالب وفا
ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو

شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی
عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو

ہون رند مجکو ناسخ منسوخ ایک ہے
قرآن کا حکم ہووے کہ حکم زبور ہو

اظہار عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا
رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو

اسکے لیے ہے عشرت بزم وصال یار
اے دل مئے شباب کا جسکو سرور ہو

ہے منتہی دعا مری خالق سے پیش حشر
ہو پاس یار جام شراب طہور ہو

دنیا مین یہی چور بناتا ہے عسس کو
اللہ کرے قطع کہین دست ہوس کو

دل دیتا ہون مین قامت دلدار کو اپنا
لٹکاتا ہون مین نخل محبت مین قفس کو

جیسا کہ یہ دل دام محبت مین پھنسا ہے
کم دیکھتا ہون مرغ گرفتار قفس کو

نکلے ہین خط و خال لب یار کے نزدیک
اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو

دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو
اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخمِ دلِ شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا
خیاط ازل سے نہ سکا چاک قفس کو

رہتے تھے ہم آغوش جوانیمین تو نسے
اس پیری کے آتے ہی ترسنے لگے مس کو

کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا
توڑونگا نہ جب تک کہ مین اس تارِ نفس کو

بیماری اُلفت سے جو مین بچگیا ناصح
ٹلجاونگا ابکی کہین دو چار برس کو

دامن کا نشان ہی نہ گریبان کا پتا ہی
اے دستِ جنون مانتا ہون مین ترے بس کو

صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے
گلزار سے بہتر کہین سمجھون مین قفس کو

اے دل کبھی کھلنے کا نہین رازِ محبت
اس وحشت مین دوڑا نہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اُس طفلِ پریزاد کو ناداں
کیون منتہی شعلے سے بھڑاتا ہی خس کو

برق کا رتبہ ملا ہی مستِ چشمِ یار کو
دی ہے شمشیرِ برہنہ مردمِ میخوار کو

یادِ دندان مین دلا اشکِ رواں نے رات کو
میری آنکھونے گرایا ثابت و سیار کو

ناصحو اپنا سمندِ عمر کہتا ہے یہی
طے کرونگا اکدم مین منزلِ دشوار کو

یہ مسلسل اشک گر پیدا کرے حسنِ قبول
اپنی آنکھون پر سے وارون موتیونکے ہار کو

اشکِ پر تاثیر کو کیونکر نہ رکھون مین عزیز
دوست تر رکھتا ہے انسان طفلِ برخوردار کو

حلقۂ طاعت کا اُس محبوب کے دیوانہ ہون
سبحہ کو مانے کوئی تو جی کوئی زنار کو

پھاڑ ہی ڈالونگا مین اکدن نقابِ روئے یار
پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو

تار باندھا ہے مرے اشکِ روان نے جسگھڑی
پانی پانی کر دیا ہے ابرِ دریا بار کو

سیل پیدا ہے محبت ہے مرے طبعِ روان
موجِ بحرِ حسن لکھون یار کی رفتار کو

مرگِ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہی وہ شوخ
دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو

سوزشِ فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہون مدام
یون بغل مین پاتا ہون مرغِ آتشخوار کو

دل مین جا دیتے ہو عشقِ گیسوی پرپیچ کو
منتہی کیون پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو
عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

حسن دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت — صفت تب دین جو ہمین ہمنے بڑی پائی ہو
صاف بن صورتِ آئینہ عزیز دل ہو — یار خود دیکھین نظر آئے جو بینائی ہو
ناصحو فائدہ تمکو ہیرے سمجھانے سے — عاشقی تب کہے اگر دعوہ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتہی ایسا نہ ہو وے مری رسوائی ہو

نگہ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو — تیر کا تودۂ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو
شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو — یہ تو فرمائیے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو
مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آتی نہ آئی — پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو
پر لگا دیگا مرا شوق دلی او ناصح — اوڑ کے جاؤن گا مین دیوار سے در ہو کہ نہ ہو
آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین — ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو
ہے فروغ رخِ روشن سے مرا دل روشن — اُسسے کچھ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو
مزرعہ نظم سخن ملک جواہر ہے ہراک — اس زمانے مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو
فتنہ کی جا ہی ضرورت ہے بتون کے دلمین — جگر سنگ مین فرماؤ شرر رہو کہ نہ ہو
آہ سے عاشق جانباز کی اشتباہ نہین — شیخ جی آپکا شملہ دمِ خر ہو کہ نہ ہو
رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون — بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو
اہل دنیا ہئے دنیائے دنی جا ہو نہ جائے — تو م کا جنگل و یران مین گذر ہو کہ نہ ہو
رکھتا ہون کوچہ قاتل مین قدم بڑھکر — اسکے پروا نہین کچھ دوش پہ سر ہو کہ نہ ہو
جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبہ عشق — تن خاکی کو تری بار دو خر ہو کہ نہ ہو
شعر مین دستِ حنائی کی صفت لکھتا ہون — فکر رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو
راہ باریک ہے اسد رجہ ترے کوچے کی — آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتہی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب کٹی یا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمانِ پیر کو — آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بُتِ بے پیر کو | آفرین صد آفرین ہے بانیِ تقدیر کو
پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو | توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو
رام فقرون سے کیا اُس کا فریبے پیر کو | آفرین صد آفرین کہنا مرے تقریر کو
دور سے دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام | کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو
نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین | مین دکھاؤنگا تمہارے بیاند سے تصویر کو
صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے | مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو
زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال | چاہئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو
بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا | روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو
خاکساری سے درِ جانان کے ہوئے ہین سرفراز | کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو
خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب | حضرتِ آدم نے چھنوایا مری جاگیر کو
پھلے کیا کیا کی لگاوٹ پھانسنے کو دل مرا | کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتہیؔ انسانِ بے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے باڑھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو | بھولے سے بھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو
دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب | خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو
جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا | منھ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو
رندونکو نظر آئے جو شیخ پیرِ خرابات | ارباب ہمم دیکھ لین اصحابِ کرم کو
تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے | ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو
کیا وامق و منصور ہوئے ملکے سرافراز | مین ڈھونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو
دھو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا | دکھلائینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو
دنیا کے عوض دین کو دین شاہ زمانہ | زیبِ شبِ دیجور کرین زلف علم کو
دنیا کی ہوس کس لئے ہو مضطر مجھے ورنہ | سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو
ہات آیا ہے جب سے مرے ملکِ قناعت | مستغنی ہوا ہون وہ داغ سمجھتا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ
مین خوب سمجھتا ہون حدوث اور قدم کو

جس دن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا
کشکول گدا جانتا ہون ساغر جم کو

منھہ پھیرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
مین جانتا ہون منتہی پیارے ترے دم کو

قلقل مینا ہو بزم یار ہو
زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو

باغ ہووے مجلس اک میخوار ہو
دور ساغر ہو بغل مین یار ہو

قوم کا نداف یا عطار ہو
ہے بڑا اشراف گر زردار ہو

پھر رہے پردہ دوی کا کیا بھلا
گرمی وحدت سے تو سرشار ہو

دیکھیں کس سے لگ چلے زلف حسین
دیکھئے کس کے گلے کا ہار ہو

چٹ کیا فرہاد کو منصور کو
حضرت عشق ایک آدم خوار ہو

تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر
تنگ جی جینا تمھین دشوار ہو

جوہر ہمت دکھانا اس گھڑی
یار جب کھینچے ہوئے تلوار ہو

مرد مفلس عشق بازی جب کرے
بیٹھے بٹھلائے ذلیل و خوار ہو

اسکے پیچھے ہین خرابی کے ولا
جسکو اس دنیا مین ننگ و عار ہو

مرتے پھرتے ہو حسینون پر عبث
حضرت دل کیا ہے خوش کردار ہو

عشقبازون مین اسے کوہی فراغ
جسکے دلبر زخم دامن دار ہو

پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتہی بیٹھے ہوئے بیکار ہو

پھونک دی گر آتش گل خانہ صیاد کو
سیر گلشن ہو مبارک بلبل ناشاد کو

کس نے آرائش سکھائے اس ستم ایجاد کو
دہر مین کس نے جمایا ظلم کی بنیاد کو

صاف آئینہ بنا خنجر نہ بے تیغین بنین
صانع قدرت نے کیا جوہر دئے فولاد کو

کون سمجھو راز کو شاد و صلت ہی کرے
روشنی دی کون نابینائے مادر زاد کو

پر غلط ہین نشاہ اہل کار ہین غافل تمام
کون بیکس کی زمانی مین سُنے فریاد کو

خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز
خوب دیکھا ہمنے تیرے عالم ایجاد کو

نفسِ امارہ کو اپنے قتل کرتا چین ہو
بیٹھہ راحت سے جہان مین مارکر جلاد کو

پہلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے
ہو مبارک مژدۂ خوابِ عدم فرہاد کو

خسرو گل آئے ہین بادِ بہاری پر سوار
نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو

ہو گئی پنہان بہارِ حسن اُس مغرور کی
کر دیا نظروں سے غائب گلشنِ شداد کو

ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال
اسلئے تکلیف مین دیتا نہین اُستاد کو

کیا چمن مین پھر ہوا بادِ بہاری کا گذر
ڈہونڈہتے ہین پیر یو اسطے فساد کو

نغمۂ بلبل اگر سننا ہے تجکو باغبان
جھوڑ اچھا نے ندینا باغ مین صیاد کو

نخلبندِ باغِ عالم صانعِ روز ازل
آفرین صد آفرین کہئے تیرے اُستاد کو

جامِ مَی ہو یار ہو پہلو مین فرشِ خاک ہو
اور پھر کیا چاہئے اس منتہی آزاد کو

ازمانا ہے مجھے کارِ ستم ایجاد کو
دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہرِ فولاد کو

صید وہ ہون صیدگاہِ عالمِ ایجاد مین
ڈہونڈہتا پھرتا ہون ہردم آپ مین صیاد کو

بے اُٹھائے رنج کب ہوتا ہے کوئی سرفراز
دی شہادت بہانِ شیرین کے عیوض فرہاد کو

زیب قد دیکھے جو گیسوئے اُس بُتِ پر پیچ کا
بار ہووے اپنا طرّہ قامتِ شمشاد کو

کارزارِ جنگِ حسن و عشق یہان درپیش ہے
ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو

داغِ آتش خوردہ دل مین ہی میری عشق کا
صورتِ خاشاک پھونکے کورۂ حداد کو

پنجۂ مژگانِ جنون کے خون لینے کی ہو فکر
فصد کی حاجت ہووے ہے اندنون فصّاد کو

قتل کرکے عاشقِ دیوانۂ بیجرم کو
کر دیا آزاد تونے بندۂ آزاد کو

سبزۂ خط دیکہین گر نیرنگ حسنِ یار کا
چشمہ ارژنگ بھولے مانے و بہزاد کو

دور ہے گردون کا ہین دل سے ہوا و حرص کو
پھینک دو لگا کھود کر مین ظلم کی بنیاد کو

عشق نے کیسا کیا تھارون کو پیوند زمین
دیکھنے ہرگز ندی سیرارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لئے جام شراب | ڈھونڈھتے ہین رند ہی آلمام سب زہاد کو
رندی آشام کو ناصح یہ کہتا ہے برا | اندنون مستی چڑھی ہے کسقدر زہاد کو
اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کنارا کر گئے | جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو
دل نہین قابو مین اُس سفاک کا ہمنے کہا | سر کہا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لئے کوئی توکل سے اُٹھانا ہو قدم
منتقی کیون بھولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرآب پانی جگر لہو ہو | رستم گر اپنے روبرو ہو
پوری مری دل کی آرزو ہو | اِس منزلِ دل مین یار تو ہو
گریان وہ مثال آب جو ہو | جس دل کو نہ تیری جستجو ہو
شرمائے غرور حسن تیرا | آئینہ کبھی جو روبرو ہو
موسم مین گل کی آرزو ہو | ہم رند ہون بیعت سبو ہو
کیون مرغ سحر کو تولا | ہو کند چھری ترا گلو ہو
نالہ کرون گر مین کھولکر دل | گلزار برنگ دشت ہو ہو
بھر کر دیا جام مے چمن مین | ساقی دنیا ہوا اور تو ہو
دشمن ہے یار نا موافق | کیسا ہی حسین خوبرو ہو
دے پیر مغان جو مے کا ساغر | رندون مین ہمارے آبرو ہو
مانند مہرو مہ شب و روز | دلکو میرے تیری جستجو ہو
ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار | دشمن کیسا ہی زرد رو ہو
تو شاہ ہو مین گدا ہون پیارے | کیونکر مرے ترے گفتگو ہو
صد چاک ہے اپنا جامۂ تن | کس جا بخیہ کہان رفو ہو
بد کہتا ہے میکشون کو اے شیخ | برباد نہ تیری آبرو ہو
تو ہمکو پرے سے ہے زیادہ | معشوق ہے وہ جو تندخو ہو
گر دست حنائی اُسکے دیکھے | حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتہی ابر ہو چمن ہو
معشوق ہو اور آبجو ہو

چھپین گے لعلِ بدخشان نہ تری لعلونکو — مہر و مہ چھپو نہین جا بین گے ترے گالونکو
روندنا خوب نہین جانکے پامالونکو — لوگ اچھا نہین کہتے ہین بُری چالونکو
صدمۂ درد جدا اُسے جو کچھ ہین وقف — گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مرے نالونکو
کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم — گرد کر دیکا وہ دنیا کے درم سالونکو
کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے — گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو
عشق کا بار نہ بند کرے کبھی اُٹھے گا — کام یہ دیجئے بیگار کے حمالونکو
بس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد — فلک اللہ بچالیوے تری ڈھالونکو
یار گیسو نہین رخ پہ ترے لہراتے ہین — باغ مین پھرتے ہین صیّاد لئے جالونکو
عشق اُن گیسوؤن کا رکھتا ہے دلمین ملحق — آستین مین تو عبث پالتا ہے کالونکو
واعظو تمنے نہین ملتا نہین ہے کبھی — جانتا مین نہین ان پیچ کے دلالونکو
جگر و دل کو مرے کس نے ہلایا یارب — کس نے بیچین کیا گو دیون کے پالونکو
جو کہ خود رفتہ ہی عشق سے رہتے ہین مدام — رند کہتے ہین دلا ایسے ہی متوالونکو
سنبلہ گردشِ گردون مین ہے تا بہ ابد — دیکھ لے اُسکے اگر سر پہ کھلے بالونکو
رشک سے ہووین ستارہ صفت چشمِ زحل — دیکھ لیوین رخِ محبوب کے گر خالونکو
مار گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی — نہ اُٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو
پھر عبث در پئے دنیائے دنی ہوتا ہے — منتہی مان کہا چھوڑ دے ان جالونکو

ہائے ہوز

عشقِ انسان ہے یا بلا ہے یہ — مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ
قتلِ عشاق پہ نہ باندھ کمر — کام اچھا نہین برا ہے یہ
مری آہ و فغان کو سنکے کہا — دردِ فرقت کا مبتلا ہے یہ
نیک و بد جو کہ آپ کہتے ہین — نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گرد ہوس سے پاک ہے دل — آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد وہ ہے جو وارفتہ — بخدا قید سے ہوا ہے یہ
گردش دہر درپے دانا — صفتِ سنگِ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھون — اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین — منتظر تیری انتہا ہے یہ

وله

دل نہین قابلِ جفا ہے یہ — طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین — عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھ مین لیکے دیکھ تو دل کو — آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غیر ہنستے ہین — طرفہ تر یار ماجرا ہے یہ
آبِ شمشیر کل دکھا کے کہا — مرضِ عشق کی دوا ہے یہ
قیصرِ روم کا نہ پوچھو حال — یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکے کہا — زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتلِ عشاق بے گناہ نہ کر — دیکھ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز — یاد رکھ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہوئیگا بھلا تیرا — ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہیئے — کس کی باندہی ہوئی ہوا ہے یہ
گلِ پژمردہ دیکھکر بولا — کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس — چمنِ عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھ — اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مرضِ عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاقِ صنم مین تڑپانا — عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سے صحبت ہے — رند کہتے ہین پارسا ہے یہ
ہنہلا جان کر مجھے اپنا — بولا ہان قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہین مری نسیم تو کہا — دیکھ لو دامن صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہین دردِ فرقتِ یار — میرا مدت کا آشنا ہے یہ
یہ زچھپتے نہین مرے دل مین — صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی مین شکلِ موج و حباب — آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکین حسن زخمِ دل پہ مرے — ہے نمک پاش کیا مزا ہے یہ

منتھی دخترِ رز پہ مرتا ہے
ہمدمِ رندان مین پارسا ہے یہ

سودا ہے زلفِ یار کا یون اپنے سر کے ساتھ — داغِ جگر ہے جیسے ازل ہی قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ نظر کے ساتھ — اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل مین مقیم ہے — سو آفتین لگے ہوئے ہین ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش — میرا چراغِ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسایہ یار ہوتا ہے ہمسایہ کا ضرور — رہتی دلگی میری دل کی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اوڑتے ہین پیری کے ہاتھ سے — افسوس چھوٹتے ہین مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا — کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجیے جو پذیرا ہو یار کو — وہ آہ کھینچیے کہ جو نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجھسے یہ بار بار — خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہو داغِ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز — تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پھٹکے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے — اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجکو اسنے منھ پر آئنہ — ہو گیا حق مین مرے سدِ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجھسے دلبر آئینہ — ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارض گلرنگ کا
دیکھتا ہے منھ کو سو سو بار لیکر آئینہ

پھڑ پھڑاتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار
حال میرا اسپہ کرتا یون کبوتر آئینہ

سادہ لوحی اسکی کچھ دلکو پسند آتی نہین
ہر کس و ناکس کے منھ چڑھتا ہو دنبھر آئینہ

روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھ پہ نقاب
سخت حیران ہون چھپا کیون منھ دکھا کر آئینہ

ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا
ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ

عکس افگن جب ہوا آئینہ رخ رنگین یار
ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ

ہوگئے اکبار خود سر دیکھکر ظالم حسین
کیا غضب ڈہایا بنا کر اوسکندر آئینہ

جلوۂ حسن صنم آتا نہین دل مین مرے
میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ

کھو دیا اُسکا فروغ حسن خط و خال نے
روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ

مانع نظارہ ہوتا ہو یہ اکثر سنگدل
توڑ ہی ڈالونگا مین اکدن منگا کر آئینہ

دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی
کیا ہی پچھتاتا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ

شیفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا
ہاتھ سے چھٹتا نہین اُس کے دم بھر آئینہ

کونسے دل مین نہین جلوہ تمھارے حسن کا
ایکجا رہتا نہین رہتا ہو گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھ اُس سے ہرگز منتقی
حال دل روشن ہو میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہو میرے پیام وصل پر جانانہ یہہ
فصد لو اسکی ہوا ہو آجکل دیوانہ یہہ

پر سوز ہی دل ہو شیدا نور حسن یار کا
مدتون سے ہو چراغ طور کا پروانہ یہہ

حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فرد عمل
وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہہ

اُنکو بخشش کا بھروسہ انکو طاعت کا گھمنڈ
عادت زاہد وہ وہ ہے خصلت رندانہ یہہ

ساقی بدمست کی الفت کو دل بھی چاہیے
وہ مئے پر شور اسکے واسطے پیمانہ یہہ

خال روے یار کی دل مین جگہ ہووے ضرور
ناصحا اس کشت کی خاطر ہو زیبا دانہ یہہ

بود و باش آدم خاکی بیان مین کیا کرون
ہو مگر باغ جہان مین سبزۂ بیگانہ یہہ

دور دور جام مینا کب ہو اس دہر مین
مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہہ

عاشقِ مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر | قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ
اس مسیحا کے رُخِ روشن کا دل شیدا ہوا | نبگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ
لے دل صد چاک کو میرے جو ہو وے کچھ شعور | ایسی زلفون کے لئے زیبا ہی بیارے شانہ یہہ
مین کہان سچ ہی کہان ملک دکن کی سیر سبز | کہینچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ
ہو گیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید | نبگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ

تیغِ الفت سے نہ منہہ کو موڑنا او منفعلی
کہتے ہین ہم سے ہمارے ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ | یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ
ہی ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ | سروِ چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ
ہو جائیگا اکروز وہی شمعِ ہدایت | جس دل مین ہے داغِ سرِ سودائے مدینہ
یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے | ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ
بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی | سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یاد ہی روزِ ازل اُسنے کہا کیا کیا کچھ | بر خلاف اُسکے بیان تونے کیا کیا کیا کچھ
حور دی خلد دیا قصر دیا رہنے کو | مجھ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھ
سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے | رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھ
گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار | سامنے آنکھون کے نیرنگ ہوا کیا کیا کچھ
تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل | ہمنے بازار سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھ
آسمان مہر فلک روئے زمین عرشِ برین | بیشتر اس سے خدا نے ہوا کیا کیا کچھ
بابِ فردوس حور درِ روضۂ رضوان زاہد | بندان آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھ
نزع کے وقت مین پوچھونگا کسی منعم سے | ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھ
وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا | اب سمجھاتی ہی مجھے فکرِ رسا کیا کیا کچھ
شدتِ رنج و الم صدمۂ دل سوزِ جگر | فرقتِ یار مین مجھپر نہ ہوا کیا کیا کچھ

دیر کو پوجا حرم کو کئے گاہے سجدے　　کر لیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ
جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہے اسکا　　خود ہین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ
گوش پر جام کے منھ رات کو رکھکر اپنا　　کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ
داغ دل خون جگر آتش غم درد فراق　　ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتھی زور بدن قوت دل چالاکی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقت سحر کیا فائدہ　　کھینچنا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ
جب بہار گلشن عالم مین ہووی تازگی　　مرغ دل پھاندے اگر بے بال پر کیا فائدہ
سایۂ زلف پر پرورش سمجھے ہین باطن مین دور　　ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ
میری گردش کے مقابل کس طرح ہون افلاک　　روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ
جان جائے عشق جانان مین تو کچھہ نقصان نہین　　شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ
عشق جسکے ساتھہ ہوئی موت اُسکو خوب ہے　　نیک جب صحبت نہو کرنا سفر کیا فائدہ
بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا میکشو　　بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

دل لگا اہل وفا سے تا کبھی نقصان نہو
بیوفا کی دوستی سے اے بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

ثبت سفاک دکھاوے تو شجاعت اپنی　　کبھی قاصر نہین ہونیکی یہ ہمت اپنی
یار سمجھے تھے جسے ہو گیا عیار افسوس　　اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی
سامنا رہتا ہے ہر وقت شب فرقت کا　　شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی
دل و جان انکو تیار رہین ہوجاتا ہو　　اک زمانے سے نرالے ہے سخاوت اپنی
عشق بازی کی ہی قدر جنہونکو نہین　　مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی
خار صحرا کے دکھاتے ہے گلشن کی بہار　　دیکھئے لیکے کدھر جاتی ہے وحشت اپنی
صحبت غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر　　کوئی انسان بھی بیان کرتا ہے ذلت اپنی

چاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی — ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی

جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا — اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی

ای بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن — دور پہنچیگی مریجان شکایت اپنی

بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہی — نکلی ہی جاتی ہی ہاتونسے طبیعت اپنی

نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا — منھہ نہ پستی کا کبھی دیکھیگی ہمت اپنی

خط کے آنے پہ سنوگے مرا حرف مطلب — آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی

ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا — ہی مرا اک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مداوای تپ ہجر نہین
منتہی کون نہین چاہتا صحبت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم — پہلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے

صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب پیہم سمجھو — دریا کو تم قطرہ سمجھے قطری کو مثل یم سمجھے

گردش مین جو گردون دیکھا جانا عاشق ہی اُس مہ کا — خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے

جسدم کہ مسیح کو دیکھا جانا ہے گذرگاہ عاشق — جس جا یہ نقش حب پایا اُس یار کا ہم مقدم سمجھے

عکس نیرنگی حسن صنم اُسمین جو پڑا منعم سمجھیہم — اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم کہ سمجھے

ہم سے عاشق مفلس کی شی لدین جا سو غیر کو دی — محرم کو نا محرم سمجھے نامحرم کو محرم سمجھے

لاشے کو مرے اُٹھنے نہ دیا ناصح اسکا یہ باعث تھا — اُنکو جو گمان بد آیا یہ بھی میرا اک دم سمجھے

دریائے راز محبت کو سیلاب بصفت ہر درکا کیا — جو خالق مالک ہو میرا تجھسے او چشم نم سمجھے

آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سی — صورت تیری او ماہ لقا ہم پیش نظر ہر دم سمجھے

جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی میں کیا — وہ ہی سمجھے وہ ہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے

گر دردیا میکا ساقی جلوہ مین میرے محفل مین — شائق تھے ہم اُسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے

پابند ہون غم فرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا — غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ مجھی کو نیم سمجھے

اے منتہی نام وصلت سی تیور انکے کیسے بگڑی — وہ عین خوشی کی باتونسے بیزار ہوئے کیا غم سمجھے

عیسیٰ وقت سے لڑائی ہے — اے اجل کیا تری بن آئی ہے
سرمۂ چشم نے تیرے پیارے — کیا مجھے دور کی سجھائی ہے
مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو — چرخ کا کاسۂ گدائی ہے
شاہ مانگے خراج پر جاسے — یہ بھی اک طور کی گدائی ہے
جسکو کہتے ہین یار تیغ فراق — ہم سے مدت سے آشنائی ہے
چشم باطن سے دیکھہ او ناوان — اسکی ہر رنگ مین سمائی ہے
اسکی تیغ نگاہ ہے ترچھی — کسی عاشق کی موت آئی ہے
بھیجتا ہون اسے پیام وصال — یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے
چھپکے آئیگا یار پردہ نشین — منزل دل مین گر صفائی ہے
ہے سے عاشق سے پردۂ عصمت — طرفہ صاحب کی پارسائی ہے
آتش گل سے بار ہا ہم نے — بط مے بھون بھون کھائی ہے
قفس تن مٹا یا پیری نے — روح کو مژدۂ رہائی ہے
یار آتا ہے یار آتا ہے — کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے
ان بتون نے کھولنگا حشر کے دن — بے اجل مارا ہے دوہائی ہے
سوتے ہین زیر خاک شاہ و گدا — بوریا ہے نہ چادر پائی ہے
تھکے سوئے ہین رہروان عدم — کیسی غفلت کی نیند آئی ہے
تنگ دل کیون نہ ہون مین اہل سخن — قید بلبل کی خوش نوائی ہے
دیکھکر اسکو آپ مین رہنا — یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتہی جانتے ہوئے دنیا
دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی — چڑھی ہے جو سر پر اتر جائیگی
جدھر کو مری چشم تر جائیگی — ادھر کام دریا کا کر جائیگی
زمانے کی ایذا کا شکوہ نکر — گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلے گا تجھے عشق بازی کا حال
یہ حرص و ہوا جبکہ مرجائیگی

مرے جسمِ خاکی سے ہوکے جدا
یہ روحِ رواں پھر کدھر جائیگی

مرے نغموں سے عندلیبِ چمن
کہاں اوڑکے تو مشتِ پر جائیگی

توجہ تری اور بت بیوفا
مرا کام آخر کو کر جائیگی

بہارِ چمن جبکہ ہوگی خزان
مری وحشتِ دل کدھر جائیگی

اگر جذبۂ دل پہ قابو رہا
شبِ وصل کی پھر ٹھہر جائیگی

کھنچی ہے جو تیغِ محبت دلا
یہی ایکدن تیرے سر جائیگی

چڑھی ہوگی کچے گھڑے کی جیسے
اترتے اترتے اُتر جائیگی

قمارِ محبت میں گر آہ کی
یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے اے متقی
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالمِ ہستی کا یا رب کچھ عجب انداز ہے
یہ نہیں معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے

کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشقِ جانگدا
مرغِ دل پہلو میں ہے یا طعمۂ شہباز ہے

دارِ فانی میں ہوا کہہ کے حق وہ حق شناس
عشقبازوں میں گر منصور بھی ممتاز ہے

راستی پر اہلِ دنیا کی نجا ہرگز دلا
زور کا پتلا ہے یہ ظالم سراپا آز ہے

ہر کہیں عاشق کہیں معشوق انکا رندِ پاک
ناز کا تیری ہر اکجا پر نیا انداز ہے

مہر و مہ گل تکیہ ہیں جس پایۂ عالی جاہ کو
چرخِ اطلس بھی اسیکا فرشِ پا انداز ہے

گاہ باتیں رنج کی کرتا ہے گاہی عیش کی
یہ نہیں معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے

فقرے دیتا رہتا ہے وہم و گمان کے روز و شب
نفسِ امارہ مرے پہلو میں اک غماز ہے

بچ نہیں سکتا ہے دل تیرِ نگہ سے ناصحو
دیدۂ جانان ہے یا کوئی قدر انداز ہے

سیرِ گل ہووے مبارک باغبان اسکو مدام
جسکو گلزارِ جہان میں طاقتِ پرواز ہے

ڈالتا ہے دل میں انکے وسوسے کیا عجب
خانۂ اللہ میں شیطان خلل انداز ہے

آہ نے مجکو گرایا دل سے آتشِ محبوب کے
فردِ قسمت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

عجز میرا جبکہ قاصد سے سنا اُسنے کہا
اُسکے باتون پر نجانا منتہی دغاباز ہے

دل تو طرفِ دیر و حرم کیون نگران ہے
معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے

رندانِ قدح خوار کی گویا رگِ جان ہے
موجِ مئے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے

منصور سے صادق کو سرِ دار پہ رکھا
نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے

ایدل نہ ذرا عشرتِ دنیا پہ خوشی ہو
یہ سود وہ ہے جسمین کہ آخر کو زیان ہے

تم ڈھونڈتی پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن
پہلو مین مرے روزِ ازل سے وہ نہان ہے

مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا
بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے

دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبطِ فغان کا
ظالم مرے قابو مین دلِ زار کہان ہے

دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت اُنکی
آنکھون مین بصارت مری قابو مین زبان ہے

میخانہ تو ہے رندِ خرابات کا مسکن
جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے

وہان صدمۂ محشر ہے یہان ہجر کا کھٹکا
راحت ترے بندے کو یہان ہے نہ وہان ہے

اب تک وہی سودا ہے سرِ زلفِ بتان کا
ہون پیر نود سالہ مگر طبع جوان ہے

اے بادِ صبا کہیو یہ مرغانِ چمن سے
گلشن مین پڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے

اے منتہی پھر تجکو سرافراز کرے کون
ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثار روئے بتِ شوخ و شنگ ہے
قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے

زیبائش جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے
تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسکن جنونِ عشق کا صحرا ازل سے ہے
اس دشتِ ہولناک کا بندہ پلنگ ہے

دریائے فنِ عشق کا غواص ہون بڑا
اس بحرِ بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے

کر کے خضاب پیتا ہے جامِ شرابِ سرخ
اے شیخ بیحیا تری ڈاڑھی پہ ننگ ہے

باتون مین کس طرح سے حسین چھینتے ہین دل
حیران ہون بحال مری عقل دنگ ہے

دل مین ہے مین نے ہزار ارزو کو قتل
کہتے ہین مجھکو بار بڑا تھا نہ جنگ ہے

چین جبین نہین ہے بتِ سحرِ حسن کی
مین جانتا ہون موجۂ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پرداغ کا کہون ۔ چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی ہے چاندنی کی طپش روز حشر کی ۔ بی یار یہ پلنگ مثالِ پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھ بھال جو ہر سمت ناصحو ۔ باقی مئے شباب کی ابتک اُمنگ ہے

منشی نہین ہے خواہش دل اُسکی منتہی
یہ نفس بیچیا ترے ہاتھونسے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے ۔ پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے ۔ کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پہلو مین طبیعت ہی شاد ۔ یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رویونکی رہتی ہے تلاش اسدل کو ۔ کس کا یہ طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار رنگا کر ہر دم ۔ حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خطِ سبز آتا ہے رخ پر ترے او مایۂ ناز ۔ آئینہ مائلِ زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف ہین یہان کتنے زلیخا کردار ۔ لکھنئو مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے

منشی منہ وہ لگادی بیت سرجانیکو
زیست سے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغِ رخ تری بالون کے سامنے ۔ جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے ۔ بے ڈھنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ و فغان سے بند ۔ خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جاتے ہو تم عبث پے اغیار شاہِ حسن ۔ ہوتے نہین شریف رذالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے گئے ۔ کہیو صبا یہ گیسوؤن والونکے سامنے
کرنا تو اُسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر ۔ جانا نہ مرغِ دل کبھی جالون کے سامنے
چشمِ صنم کی دیدنے گم ہوش کر دئے ۔ بھولا ہون چوکڑی مین غزالونکے سامنے
پردہ نشینِ یار کا احوال کیا کہون ۔ رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتانِ ہند پہ شیدا ہو دل مرا ۔ مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

سرنے جب

کہتے ہین جسکو اختیار رہ نہ تھی
یہ ٹھیرتے نہین مرے چھالونکی سنے

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے
کب گنبد گردون تہ و بالا نہین کرتے

کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے
کب دیدۂ تر صورت دریا نہین کرتے

بیمار محبت کا مداوا نہین کرتے
ہم جاؤ تمہین اپنا مسیحا نہین کرتے

دل پاک رہے یار کدورت سے جہان کی
یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے

دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا
یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے

ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرت مجنون
بھولے سے بھی منھ جانب صحرا نہین کرتے

ہو ضبط فغان مملکت عشق کے اندر
اس بات کا عاشق تو اجارا نہین کرتے

اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

دل لے کے سر زلف کا بوسہ نہین دیتے
اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہ ہو جو مرے دل مین تمھاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عزّ و جلال کے
شیشے بھرے ہوئے ہین مے پرتگال کے

کیا کیا مزے اٹھائے ہین رنج و ملال کے
پہلو مین دل سا دشمن جان پال پال کے

دربان ہوسد راہ در خوش جمال کے
کچھ پر بند ہی نہین مرے مرغ خیال کے

صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے
چھینٹے نہ دیجئے عرق انفعال کے

پہنتا ہے انکے ایک اشارہ مین مرغ دل
حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے

غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان
یہ قمقمے بھرے ہین گلنے گلال کے

اک شعبدہ ہے بزم جہان یار رسا قیا
ساغر شراب سرخ کے شعلے ہین ال کے

شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروی یار کا
نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے

گل ہائے باغ دہر مین بوئے وفا نہین
پتلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آئینہ — رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے

کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رند پاک — پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے

قائل ہین جبکے شیخ برہمن ہین معتقد — ہم شیفتہ ہین اُس صنم بے مثال کے

دنیائے دون پرستکے درپئے نہ ہو دلا — مارے ہوئے جوان ہین اِسی پیرزال کے

دربان تو سدِ راہ نہ ہو کوئے یار کا — کر بند راستے مرے پیکِ خیال کے

آیا پیام وصل یکایک جو یار کا — معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے

دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر — کیا دیدیئے جواب ہمارے سوال کے

قعر جان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرنا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے روح ہجر مین تن سے جدا ہوئی — قید قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی

دیوانہ کر گئی جب ادہر کی ہوا ہوئی — ہمکو نسیم کاکلِ پیچان بلا ہوئی

دیوانگان عشقکو دست جنون مین بھی — ہر شاخِ بید سایۂ بالِ ہما ہوئی

وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی — وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی

آوارہ گان دشت کی مٹی خراب ہے — پھینکی گئی اودہر کو جدھر کی ہوا ہوئی

کثرت نے وصل یار کی دیوانہ کر دیا — اتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی

ایذائے دلکا فراق کی کس سے گلا کیا — راضی رہا اسی پہ تری جو رضا ہوئی

فکرِ بلندِ عشق نے گم ہوش کر دیئے — سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی

باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار — دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی

فرہاد بے ستونکے فسانے سے یہ کھلا — ڈہایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی

راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہمین — جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدہر تھے کدھر کی ہوا ہوئی

منتظر روح گنہگار کی ہے — دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے | چال ظالم وہی رفتار کی ہے
یہ کھینچ لائے اُسے جس دم چاہی | یہ کشش اپنے دلِ زار کی ہے
تیغ پر ہاتھ دھرا جب پوچھا | کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے
زاہدا عاشق مفلس کو فقط | آرزو دولت دیدار کی ہے
قفسِ تن مین پھڑکتا ہے دل | یہ روش مرغِ گرفتار کی ہے
دہنِ زخم پہ اپنے قاتل | صاف پھبتی لبِ سوفار کی ہے
شاخِ سنبل جسے کہتے ہین یار | زلف وہ اپنی شبِ تار کی ہے
سخت جان ہنستے ہین منھ پر قاتل | بھاڑ کیسی تری تلوار کی ہے
دیکھکر ہوتے ہین چپ چپ ہمدم | اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے
حلقہ گیسوئے پُرخم مین ترے | ساری صورت دہنِ مار کی ہے
شربتِ وصل طلب کرتا ہر | کیسی عادت ترے بیمار کی ہے
رونقِ کوچہ دلبر کے حضور | دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے
کثرتِ دولتِ دنیا منعم | یوُن گویا کہ خس و خار کی ہے
بوسہ لب نہین دیتے پیہم | بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے
خوبی زلف و رخِ یار نہ پوچھ | آبرو کافر و دیندار کی ہے

منتقی ہے جو تڑپتی رگ جان
فرقت اک صاحبِ زنّار کی ہے

کھون کیا تم سے حال جسم خاکی | مرے نظرون مین کٹھری ہے ہوا کی
وفاؤن پر مری تونے جفا کی | بتِ کافر تجھے رحمت خدا کی
بنلکے پنجہ ہفتم پر حنا کی | تمھارے دل مین بیاری حنا کی
اگر خال سیہ پُن کی گرہ ہو | تمھاری زلف بھی ہے کس بلا کی
نہین قابو مین اپنا دل کسی کے | یہ کشتی ہے مگر بےناخدا کی
ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا | مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقتِ نزع تو بالین پہ آیا — مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کر دل — مین راضی ہون جو مرضی ہو خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظرون مین ٹھہرا — کسینے بھی تمھارے دل مین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو — قسم کھاتا ہون اوس کافر ادا کی
جو سایہ بید کا دیکھا چمن مین — سیہ کاکل مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبۂ دل اوس پری کو — اوڑ ہی تاثیر کیا میری دعا کی

دیا نقدِ دل و دین بیوفا کو
ہمارے منتقی نے انتہا کی

صرصرِ گیسو ہلا رہی ہے — سر پہ کالی کھلا رہی ہے
ہر وقت مین خون رلا رہی ہے — تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغون نے دل جلا رہی ہے — الفت سبکی بٹھا رہی ہے
دامن مین ترے بوئے کاکل — کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپِ ہجر کچھ نہ پوچھو — دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جیسی ہوتی ہے جفا طبیعت — برسون ہی مبتلا رہی ہے
کسرا محل نہ طاقِ جم ہے — اے دل کس کی سدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر — تقدیر پچھاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری — دو دن اچھی ہوا رہی ہے
اوڑتی ہے خاک اوس جگہ پہ — برسون جس جا فضا رہی ہے
یہ نسبت عندلیب و گل مین — یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لاتی نہین بوئے یار نکہت — اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھے کبھی جوان رعنا — اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا بلبل — شبنم پانی چھوا رہی ہے
یہ فصل بہار بیخودی کا — رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن مین عروس گل کے اوپر — شبنم موتی لٹا رہی ہے
پھولے نہین گل چمن کے اندر — وحشت آنکھین دکھا رہی ہے

فقرے سے لے آئے اُس صنم کو
کیون منتقی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے — غضب مین جان دل بیقرار رکھتا ہے
گلِ چمن نہ دُرِ شاہوار رکھتا ہے — بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا — پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جُدا جُدا ہے حسینان دہر کا انداز — ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب حسن سے اللہ آدمی کو بچا لے — چلے یہ پیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہون خاکساری مین — طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے — گرہ مین دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سُنا ہے جبسے کہ ہین دفن اسمین عاشق زار — قدم زمین پہ نہین وہ نگار رکھتا ہے

ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کھتا ہے
کہ منتقی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہون جب سے مہر و محبت کے دام سے — پھیلا کے پاؤن سوتا ہون ہر روز شام سے
آتی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے — صیاد ہوشیار خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفسِ تن سے چھٹ کے روح — کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے — اگر بغل مین دلِ داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے — ہوا کے دم سے یہ مشت غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے — نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار مین تجھے نالے سناؤن گا بلبل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کہونگا یار سے اگر ذرا منھ پھلا کے — مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشمِ حقیقت سے دیکھ او غافل — کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمین فردا ہو یا نہیں فردا — ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصد کعبہ کا خیالِ خام ہے — کچھ نہین وہان ہے خدا کا نام ہے
خاک مین ملنا ہمارا کام ہے — خاکسارون کا اسی مین نام ہے
عاشقی جسکا جہان مین نام ہے — زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے — دور دورِ رندِ مے آشام ہے
پیشتر پڑتا رہے پائے طلب — منزلِ مقصود زیرِ گام ہے
یہ کہا سنکر پیامِ وصل کو — کام سے اُسکے ہمین کیا کام ہے
راست گو دورِ قمر مین زاہدا — صبحِ کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیرِ زلفِ عنبرین — میری نظرون مین اودھ کی شام ہے
راستی چاہیے جو زلفِ یار سے — اُسکو سودا ہے خیالِ خام ہے
تارکِ دنیا ہے جب سے منتہی
مثلِ بیوہ مادرِ ایام ہے

دل مین بھری ہوئی ہے ہوس عز و جاہ کی — گٹھری دبی ہوئی ہے بغل مین گناہ کی
شاید کہ دل مین دردِ محبت نے راہ کی — کانون مین آرہی ہے صدا آہ آہ کی
دل ہے نہین مراتبِ دوری پھنک رہا — جلتا ہے مہر داغ ہے چھاتی پہ ماہ کی
خود رحم کیجیے دلِ امیدوار پر — آپ ہی نکالیے کوئی صورت نباہ کی
نفسِ حریص کو ہے توکل کی مرے فکر — اُلٹے سنو کہ گھات مین ہے چور شاہ کی
دنیا مین بے کرم کو کوئی پوچھتا نہین — مٹی خراب ہوتی ہے بے آب جاہ کی
نقشِ سجودِ حق ہے جبینِ نیاز پر — سرخط پہ اپنے مہر ہے عادل گواہ کی
مدت سے میکدے پہ لٹکتا ہے دم مرا — صوفی مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے — معلوم ہوگا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحتِ پیرانِ پارسا
ہے منتخبی مفید ہوا صبحگاہ کی

کون ایدل الفتِ زلفِ دوتا پیدا کرے
کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے

دولتِ دنیا نہ یہان تاج و لوا پیدا کرے
آدمی دل مین ہر اک کے اپنے جا پیدا کرے

تیز عقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے
جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے

اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسنِ یار کا
بوئے گل کو دامنِ بادِ صبا پیدا کرے

دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار
آدمی کو چاہئے خوفِ خدا پیدا کرے

نور کا بکّا ڈکا لا جسنے مشتِ خاک سے
بیضۂ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے

سنکے احوال محبت کو مرے بولا وہ شوخ
ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے

دم بھرین پیرِ مغان کا شیخ و زاہد انفلک
فصلِ گل ایکی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے

مجسا عاشق آپ سا معشوق تب ہو نصیب
جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے

جانے یا صبر دے دلکو خدائے دوجہان
یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے

آہ و نالہ صورتِ تاثیرِ گر سے جسگھڑی
حالِ عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے

شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و داد و تخت و تاج
درد گر دل مین ترے عجزِ گدا پیدا کرے

جنگ ہفتاد و دو ملت سر کرے اکبات مین
منتخبی جو تیغِ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین بشر کے جوہرِ ذاتی اگر رہے
وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہلِ نظر رہے

یون انتظارِ یار مین ہم عمر بھر رہے
جیسے نظر غریب کی اللہ پر رہے

وقفہ حیات و موت کا مد نظر رہے
بشکل حباب بحر جو باندھے کمر رہے

گاہی ادھر کو گاہ ادھر سے ادھر رہے
ہم خاکسار صورتِ گردِ سفر رہے

اہلِ ہوس تجھے ہوسِ سیم و زر رہے
جبتک جہان مین ذرۂ شمس و قمر رہے

اے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے
یہ وہ جگھہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے

ایکبار با وفا کی رہی عمر بھر تلاش
برسون جہان مین طالبِ خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حبّ حبیب سے — شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے
خنجر بکف ہین اسکے خریدار سیکڑون — بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے
جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے — کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے
ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے — آئے تھے دور دور سے تھک تھک کے مر رہے
صیاد دیکھہ لونگا تری دام داریان — بچکر بہار تک جو مرے بال و پر رہے
ہو اسطرح سے خانہ دل مین مقام روح — جیسے کسی جگہہ پہ مسافر ٹھہر رہے
جسجا پہ ہوئے یار وہین ہو بہار گل — جسجا ڈھلے شراب وہان ابر تر رہے
جسوقت بزم مین رخ انور ہو بے نقاب — سکتے مین شکل آئینہ بھرون قمر رہے
بیمار و تندرست کا بنتا نہین ہے ساتھہ — ہاتو نسے دلکے دیکھئے کیونکر جگر رہے
کیا کہئے بے ثباتی عالم کو ناصحو — کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے
مفلس کے ہم چراغ تھے عہد شباب مین — پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے
موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے — یہ وہ خبر ہے جسسے کہ ہم بے خبر رہے

باغ جہان مین سایۂ شمشاد کیطرح
اس منتہی کا پاؤن پہ اُسکے تلے سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے — جائیے بھی کہین خدا کے لیئے
دل دیا تھا تمھین جفا کے لئے — ہو تمھین آئے خدا کے لئے
تیرے بازار دہر مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لیئے
پاؤن ہین کوچۂ توکل مین — ہاتھہ اٹھتے نہین دعا کے لیئے
آ کبھی تو مرے قفس کیطرف — اے نسیم چمن خدا کے لئے
ہر تہ خاک فرش خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لیئے
دم پھڑکتا ہے طوف کعبہ پہ — دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار دشت جنون
منتہی سے برہنہ پا کے لیئے

جسے ذوقِ بادہ پرستی نہین ہے — مرے سامنے اُسکی ہستی نہین ہے
جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے — دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے
طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین — وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے
کہا مول ہو اک نگہہ جنسِ دل کا — وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے
پہنچتے ہین نالے مرے آسمان تک — بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے
جوانانِ گلشن کی کثرت تو دیکھو — کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے
ستم ہے ستم ابرِ شمشیرِ قاتل — یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے
مژہ گر تری یار جنبش سے خم ہے — وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتہی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مرتے مرتے بسکے — ہین حسین لوگ آشنا کسکے
اُنکو سکھلائی ہمنے آرایش — روح پھونکی ہے شخص بے حس کے
نالے پہنچے غریب کے تا عرش — بچ گئے ڈنکے مردِ مفلس کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مار ڈالا اگر ذرا کھسکے
بزم مین جا ملی رقیبون کو — کانٹے بوئے ہین باغ مین پس کے
کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین — وہ نظر آئے تو کہین اس کے
نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش — رہ گیا ہے یہ پھوڑا رِس رِس کے
کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی — بندے درگاہ اپنے گھر گھس کے
گیسوے یار اگر ہے دامِ بلا — خال مشکین بھی کانٹین ہین بس کے
چھوڑا پیرہن روح نے تنِ زار — جامہ اوترا بدن سے گھس پس کے

دیدۂ سرمہ سا کی اُلفت مین
منتہی خاک ہوگئے پس کے

صبحدم اُٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے — لوٹنا دل کا جگر کا پھڑ پھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شیشی کی پری تھی سامنے — کیون دل نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
سنکے احوال محبت کو مرا بولا وہ شوخ — جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے
لوٹ تھا دل قامت دلدار پہ مدت ہوئی — نخل طوبی پہ تھا اپنا آشیانہ یاد ہے
کون دیکھی خندہ کی طرف اسے عندلیب — ایک مدت سے کسیکا مسکرانا یاد ہے
کیا دیکھتا ہے فلک ابر سیہ مین روی ماہ — ہمکو بالون مین کسیکا منھ چھپانا یاد ہے
ہو مقابل نالہ درد دل عشاق کے — باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشق بیمار کو
منتہی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے — اسکا گواہ خالق رب جلیل ہے
مشہور دھر مین جو بہت رو دنیل ہے — شاید کسی کریم کی چشم بخیل ہے
چشم مروت آبرو کھو نیکو کم نہین — حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے
رہتا ہے ساتھ پردون کے اندر وہ اسلئے — ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے
پوچھے جو حال زار کو میرے وہ قاصد — کہیو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے
دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی — کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے
چشم پرآب عاشق خانہ بدوش کے — گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے — ہم بھی کبھی او جوان جوان سے تھے
بر مین جو مرے وہ جان جان تھے — چکر مین یہ ہفت آسمان سے تھے
اس ہستی بے بقا سے پہلے — معلوم نہین کہ ہم کہان سے تھے
پھولے نفس گل چمن کے اندر — وہ راز عیان ہین جو نہان سے تھے
رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر — شاید پس گرد کاروان سے تھے
کس بزم مین تھے ہمارے مسکن — کس باغ مین اپنے آشیان سے تھے
وصلت مین بہ روبروئے دلبر — گویا کہ ہم گنگ کی زبان سے تھے

کام آیا نہ وقت کام اے دل کیا کیا تجھ پہ ہمین گمان تھے
پھیری ہین جو دل دیا تو بولے ابتک کہو سے ملتے کہان تھے

ولہ

ہم ہین جور و ستم یار اٹھانیوالے ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے
حرم و دیر کے جو لوگ ہین بہکانیوالے بھولے سے بھی وہ نہین راہ پہ انیوالے
بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے
گوش بر جام کے منھ رکھکے صراحی نے کہا جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے
بدگمان یار نے میّت پہ مرے ہنسکے کہا یہ نہا دہو کے کدہر آج ہین جانیوالے
مر گئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم بولے کیون جب ہوئے باتونکے بنانیوالے
صفحۂ عالم ہستی سے نشان عاشق صورت حرف غلط ہین وہ مٹانیوالے
نزع کے وقت کہا اُسنے مری بالین پر روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے
ہم سر بزم ابھی لاکھہ کی منھ پر کہدین شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
اپنے بھی آہ شرربار سے ڈرتے رہنا بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے
اُسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رلوانیکو پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے
ایک دل کے لئے عاشق کو کرین قتل حسین اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈہانیوالے
خاک ہو جاتے ہین جلکر کبھی سرسبز ہوکر دشمنون و دوست کی نظرون مین سمانیوالے
ارنی خود کہین گر ہو کشش اسدل مین مری لن ترانی کی وہ آواز سنانیوالے
بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا بند آنکھونکو کئے جاتے ہین جانے والے
لے گئے ایک بھی تنکا یہ بجز تار کفن تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے
گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی غول ٹھہرے ہین مری راہ بنانیوالے
جان پر کھیلتے ہین دیکھنے والے اُسکے دل لڑا دیتے ہین آنکھون کے لڑانیوالے
ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغاز خط یار کا وصف ہم بھی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے
آئینہ لاکے دکھاتے ہین بگہڑتے ہین جو جب دور کی اُنکو سجھاتے ہین سجھانے والے

میرے نل کرنے سے اُٹھینگے نہ وہ رخ سے نقاب — نالے دیوار چمن کو نہین ڈہانے والے

منتہی ہون وہ گران جان جہان کے اندر
بیٹھ جائین نہ جنازے کے اُٹھانیوالے

پھرتی ہے آنکھون مین کیفیت وصلت کیسی — یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی

کوہ غم مثل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون — آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی

زہر کھا جاؤنگا اگر روز گلا کاٹونگا — پڑ گئی ہے مری پیچھے شب فرقت کیسی

حسب دلخواہ کوئی یار نہین ملتا ہے — جان تک ہمتو حوالے کرین دولت کیسی

شیفتہ اپنا مجھے خوب بنا کرکے بولے
منتہی اب تری رہتی ہے طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی — ہزار ٹکڑے سپر مہر و ماہ کی ہوگی

طلب دلا جو یہان عز و جاہ کی ہوگی — بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی

فلک پہ چڑھ کے ہوئی برق دہر مین مشہور — کسی نے چھوڑ دی کسی وقت آہ کی ہوگی

صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار — کوئی تو بات ابھی اشتباہ کی ہوگی

مزے اوڑائے ہین جس نے سیاہ و سپید کے — خبر اُسکو سفید و سیاہ کی ہوگی

شہید ناز ہون اُسکے خبر ہے عالم کو — کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی

مین خاکسار ہون بس ہے لباس عریانی — سر غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی

بہت جہان مین مشہور ہے شب دیجور — کنیز وہ مری روز سیاہ کی ہوگی

بہت جہان مین دست جنون کا ہے شہرہ — خبر اوڑ رہی ہے مری دستگاہ کی ہوگی

بنیگا لوح جبین پر ہمارے نقش سجود — سند پہ مہر اک عادل گواہ کی ہوگی

کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالامال — کوئی تو شکل ہمارے نباہ کے ہوگی

خیال اُس صف مژگان کا دل مین آئیگا — ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی

طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے ہین لوگ — کوئی تو بات دلا اسمین راہ کی ہوگی

کسی کے دل پہ گریگی تری صف مژگان — کسی کڑی پہ چڑہائی سپاہ کی ہوگی

جہان مین قیصر و فغفور بنکے بیٹھے ہین — کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہو گی

ملی جو آنکھہ بھی پیدا ہوئے تری مژگان — بنا کچھہ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہو گی

پھنکے کا صور نہین روز حشر اے پیاری — بلند آہ ترے داد خواہ کی ہو گی

جزا کے روز سر پر غرور کے بدلے — ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہو گی

ادب سے کہتے ہین جسکو جہان مین کعبۂ دل — وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہو گی

سنا جو ہو گا گیا منتقی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہو گی

دیکھئے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے — کس طرح شیرازۂ مجموعہ ابتر بنے

تا کسی صورت سے تجھسے او بت دلبر بنے — کتنے ہی مومن بنے کتنے یہان کافر بنے

شور نے میرے اوڑایا اُس بت سفاک کو — نالۂ دل کیا ہمائے حسن کے شہپر بنے

بت نہ مٹی کے میسر تھے جنھین زیر فلک — قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے

سر کو پھوڑ ہر کوہ سے یا تیشۂ فرہاد سے — بے کمال عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے

بارہا روکا ہمین نے ساقی بدمست کو — بارہا اس کشتی مے کے ہمین لنگر بنے

تھا جوانی مین بہ رنگ مہر تابان داغ دل — عہد پیری مین یقین یہ ہے مہ انور بنے

لاکھہ رہے جسکے دامن مین لگے تھے اتفاق — آئینہ سے بھی سوا وہ صاحب جوہر بنے

ایک قتل عاشق بیچارہ کی خاطر صنم — کیا کیا تلوارین نہین کیا کیا تری خنجر بنے

گر برا کہنا نہ چھوڑا رند می آشام کا — دیکھہ لینا شیخ جی اکدن سر منبر بنے

سر کشی جا ہو سکھاؤ جا ہو دلکو عاجزی — تیر کی صورت کمان کی شکل شاخ تر بنے

دم مین کچھہ ہے ایکدم مین کچھہ ہو صبا کا طرح — پھر کسی سے آپ سے فرمائیے کیونکر بنے

عکس افگن ہوا گر اسمین لب شیرین یار — آب آئینہ بھی رشک شربت شکر بنے

ان حسینان جہانکا بھی نرالا رنگ ہے — گاہ داغ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے

ظالم و اظلم کا ہر حالت مین نبھنا ہے ساتھ — شاہ پر تیر نگہ کا یار کا خنجر بنے

آبرو ہو معرکہ مین حشر کے تو بات ہے — چار دن کے واسطے دنیا مین کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید ٹوٹ جائے جسکے دن تلوار تو خنجر بنے

شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑ کر گھر بنے

جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دل کی صاف شیشہ گر کے ہاتھ سے یون آئینہ پتھر بنے

بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئے مٹی مری خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے

آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اس بزم مین رفتہ رفتہ جا ہے شیطان کا لشکر بنے

اسلئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین دہر کے آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے

بحقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا جسطرح سے تیغ بد آہن پہ ہون جوہر بنے

کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ کرمک شبتاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستو نسے امید نیکوی
کام آنے کی نہین اومنتقی جو ہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے

غازہ ملا ہے مہندی لگائی ہے یار نے کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے

کی دل مین جا تصور روئے نگار نے گھونگھٹ مین منہ چھپایا عروس بہار نے

بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے یہ دن دہاڑی آئے ہین بگڑی ہوا زمانے

تنہا لحد مین چھوڑ گئے احباب جب چلے بے اختیار ہو کے لگا مین پکارنے

ہلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے

جلدی ہے روح پیکر خاکی کو چھوڑ کر پیدل کا ساتھ چھوڑ دیا ہے سوار نے

اوستاد قیس جانے کے گل دشت نجد مین کیا کیا قدم لئے مرے ہر نوک خار نے

گیسو سیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا دہوکا بڑا دیا مجھے ابر بہار نے

انگشت تھا سوز ہجر سے گہ شعلۂ چراغ کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے

اک دل لگی سمجھ گئے کیا تھا کل اختیار کیون عشق یار آج لگا جان مارنے

پھولے نہین چمن مین گل و لالے منتقی
داغ جگر کو میرے لگے ہین ابھارنے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہانسے نتھی ۔ وہ دربدر ہین کہ ہلتے کبھی مکانسے نتھی

کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل ۔ خبر جو یار مری خوبی زبانسے نتھی

تمھارے عشق سے پہلے اگر نتھے شہرۂ ۔ خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوانسے نتھی

دعائین دولت وصلت کی مانگتا کیونکر ۔ ہوئے یہ کام کبھی ہفت آسمانسے نتھی

شری سمجھتی تھے انکو بہت انھین بے ننگ ۔ جو لوگ واقف اسرار عاشقانسے نتھی

ہماری ناز کبھی تم نہین اٹھاتے تھے ۔ تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوانسے نتھی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیاد
ہم آشنا بھی ابھی اپنے آشیانسے نتھی

رنگ گلشن کا اوڑے وہ رنگ لایا چاہیے ۔ بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہیے

فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہیے ۔ چٹکیون مین آج غنچونکو اوڑایا چاہیے

گرمی رخسار دلبر کو دکھایا چاہیے ۔ آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہیے

حرف الفت کا نہ بھولے دلسے اسکے زینہار ۔ چلکے اس طفل حسین کو وہ پڑھایا چاہیے

زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اوڑ رہے پہرین ۔ بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہیے

یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے ۔ دل لڑایا چاہیے آنکھین لڑایا چاہیے

لٹیے چلکر حسینان چمن سے باغ مین ۔ آج کپڑی اپنے پھولونسے بسایا چاہیے

خود بگڑئے یار سے اب ہو چکی چشم امید ۔ لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہیے

پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکر جہان ۔ ساقیا ایسے کوئی چرکی پلایا چاہیے

دھوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو ۔ یہ عمارت سیل سے اشکونکے ڈھایا چاہیے

طائر مضمون فلک پر ہو کمند فکر سے ۔ دل مرا کہتا ہے اسکو باندھ لایا چاہیے

تول کر تیغ طبیعت بزم مین اس یار کے
منتھی اغیار کو چلکر دبایا چاہیے

غم ہجران دل حرمان سے نکالے جاتے ۔ بھوت اس خانۂ ویران سے نکالے جاتے

دل کے ارمان رخ جانان سے نکالے جاتے ۔ اپنے مطلب اسی قرآن سے نکالے جاتے

نقش الفت دل حرمان سے نکالے جاتے — جو ہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے

خیر در کے ترے دربانسے نکالے جاتے — یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے

لخت دل گرد گریبانسے نکالے جاتے — گوہر و لعل نہ عمانسے نکالے جاتے

ولولے عشق کے جاتے نہ مرے تجھسے طبیب — دیو کب طاقت انسانسے نکالے جاتے

دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقی مست — شیشے محفل رندان سے نکالے جاتے

دھوم ہو جاتی زمانے مین بہار گل کی — گر سڑی آپ کے زندانسے نکالے جاتے

کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوش جنون — یہ پڑھے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے

دل چراتے تھے جو تیغ نگہ قاتل سے — چھانٹ کر وہ صف مردان سے نکالے جاتے

کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے — کاروان بو کے گلستانسے نکالے جاتے

نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہمسے اوسنے — گر نگہبان در جانان سے نکالے جاتے

مدد اے دست جنون ضعف سے تنگ آیا ہون — اب نہین تار گریبانسے نکالے جاتے

صفت شمع جلاتا وہ اگر محفل مین — استخوان گور غریبان سے نکالے جاتے

پھاڑ کر پھینک دیا دشت جنون مین اسکو — خار کبتک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتھی روز جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے — یار اللہ کا وہ پیارا ہے

اپنا اس دشت مین گذارا ہے — نیر گردون جہان چکا را ہے

دل مین جا دی ہے عشق جانان کو — جن پڑا شیشے مین اوتارا ہے

رستم و زال سے نہین دبتا — نفس سرکش کو جسنے مارا ہے

کشتئ نوح بر جڑہے وہ کیون — جسکو اللہ کا سہارا ہے

ہمنے نالے نہین کئے پیہم — یار شب بھر تجھے پکارا ہے

کو بکو پھرتے ہین وہ مثل صبا — انکو جوبن نے یہ ابھارا ہے

بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑا — کیا صبا تونے چال مارا ہے

گرمیٔ حسن و سرد مہری سے — مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے
بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا — جسکا ملکِ عدم کنارا ہے
نفس سرکش کیا ہے قابو مین — آج اک تیر ہمنے مارا ہے
کس سعادت پہ ہے ہمائے فلک — اُسکے صدقے مین کل اوتارا ہے
مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار — شیر بیچارا کیا چکارا ہے
دولت وصل ہاتھ آئی ہے — خوب یارون نے مال مارا ہے
پھونکتا ناقوس گہ گہے دی اذان — اسکو کس کس طرح پکارا ہے
عشق جانکاہ و حسنِ روز افزون — یہ تمہارا ہے وہ ہمارا ہے
نہین ہمنے کیا ہے نالہ گرم — آج دشمن کو بان مارا ہے

منتقی مین کہونگا روزِ جزا
یہ گنہگار بھی تمھارا ہے

پھر اُس بت کی جاپلوسی ہے — دولتِ دل ہماری موسی ہے
خون عشاق کا خدا حافظ — آج مہدی تری لہوسی ہے
گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن — یار کے پیرہن کی بو سی ہے
جگر و دل کہین نہ جلتے ہون — کچھ کبابون کے آج بو سی ہے

منتقی حق سمجھ کے کہتا ہون
جو کہ قسمت کی پابوسی کو سی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے — او بے خبر صنم ترے گلشن سے جھڑ گئے
تم سے تمہارے عاشق شیدا بگڑ گئے — لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے
فرہاد و قیس وامق و منصور مر مٹے — دیوانگانِ عشق کے جھگڑے نبڑ گئے
گاہے گئے حرم کو گہے دیر کی طرف — اس ہستی کے دوراہے مین کیا بھیر پڑ گئے
ٹپکے عرق کے قطرے رخِ ماہ وش سے رات — گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے
برسون کیا ہے حسنِ حسینان کا امتحان — نیسان چشم مین یہ گہر خوب تر گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب	کیا کیا نہ گل چمن مین جہان کے تتر گئے
نیرنگ حسن پر ترے آیا نہین زوال	جسدن جو دوست تھے ترے تجھسے بگڑ گئے
آنکھین جفا و جور سے عاشق نے پھیرلین	آخر قبائے حسن کے ٹانکے ادھڑ گئے
دل مین ہوائے حرص زمانہ کی بھر گئی	اس رشتۂ حیات مین پیوند پڑ گئے
فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کرچکے	یہ وہ نگین ہے جسکو کہ کندن سے جڑ گئے
احوال شہر مصر کا جسدم بیان کیا	مانند سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے

اوصاف منتقی نے نہین زلف کے کئے
زنجیر آہنی پئے عشاق گھڑ گئے

جام مین عکس لگن ہونٹون کی لالی نہ ہوئی	موج مے یار کبھی پھولان کی ڈالی نہ ہوئی
کوئی کہتا ہے کمند اسکو کوئی مار سیاہ	آفت جان ہوئی کاکل تری کالی نہ ہوئی
راز منصور کا ہرگز نہ سمجھ مین آیا	حیف اتنے بھی طبیعت میرے عالی نہ ہوئی
کچھہ تسکین دل زار کی ہوتی یارب	اسکی صورت کوئی تصویر مثالی نہ ہوئی
للہ الحمد رہا یار سے عشق صادق	شکر صد شکر عبادت مرے خالی نہ ہوئی
منصب قیس ملا مجکو نہ تمک فرہاد	تری سرکار مین اپنی بھی بحالی نہ ہوئی
عین خلوت مین جو ارشاد کیا کرتے ہو	پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی
نہ پذیرا ہوا اسکو کبھی حرف مطلب	بات جو ہمنے کبھی منہہ سے نکالی نہ ہوئی
غم رہا دل مین کبھی عیش رہا تا دم زیست	یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

ولہ

جو کچھہ کہ ستم کرو بجا ہے	اس دلکے لگانے کی سزا ہے
واہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے	یہان چھاتی پہ سانپ لوٹتا ہے
جلتا نہین ہے چراغ اپنا	اغیار کی یہ بندھی ہوا ہے
پہلو مین نہین قرار اسکو	کیا جانئے دل کو کیا ہوا ہے
عناب لب ایصنم تمھارا	بیمار ئے عشق کی دوا ہے

لب تک لانا نہ رازِ اُلفت — خلوت محفل مین بھی صبا ہے
اغیار ہین یار تجھپہ چھائے — اوپر کی اندنون ہوا ہے
تشویشِ تپِ ہجرِ یار کا حال — اُس سے پوچھو جو مبتلا ہے
کب تک رنجِ فراق یارب — ہر بات کی آخر انتہا ہے
بہ ملاحت سے ہے ہر اک سرافراز — ہمنے ترا یار کیا کیا ہے
جسکو نہین لطفِ عشق بازی — وہ کونسا بندۂ خدا ہے
زیبا ہے غرور آج پیارے — ہمتا نہین کوئی دوسرا ہے
لب پہ ہر دم ہے ذکرِ گیسو — سودا مجھے کیا بلا ہوا ہے

ہر یار سے بھی امیدِ وصلت
اے منتہی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے — جائیے بھی کہین خدا کے لئے
پاؤن ہین کوچۂ توکل مین — ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لئے
تیرے بازارِ دہر مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے
آ کبھی تو مرے قفس کی طرف — اے نسیمِ چمن خدا کے لئے
ہر تہ خاک فرشِ خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لئے
سرو آہون نے اپنی گلشن مین — چھیڑ سے دامنِ صبا کے لئے

سر اُٹھائے ہین خارِ دشتِ جنون
منتہی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشقِ یار کے گھر گھر لگی ہوئی — یہ آگ ہے جہان مین برابر لگی ہوئی
بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو — ہے پیشِ شاہ فردِ مقدر لگی ہوئی
یہ دل بچے کہ صورتِ پروانہ جل بجھے — گو شمع رو سے ہے مری یکسر لگی ہوئی
ہے انتظارِ قاصدِ دلدار اندنون — نیت ہے اپنی سوئے پیمبر لگی ہوئی
میخوارون کا ہجوم ہے فصلِ بہار مین — دوکانِ مے پہ ٹھٹھی ہے اکثر لگی ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب دسپہ آپکے
زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی

جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا
رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی

کھو سکتا کون ہے تپِ الفت کو یار کی
بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی

برقِ نگاہ یار کا مدت سے دھیان ہے
اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر
دھونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی

ہم دیکھتے ہین قامتِ رعنائے یار کو
ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو کہا کیا
تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی

عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دید کا
وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح
اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی

بوئے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ مین
یہ تناسخ ہے جہانکے سر پہ لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ پئے عیش منتہی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

حکمن اُسکی ہمکو شب وصل روز عید ہے
نظرون سے اک جہان کے جو ناپدید ہے

وہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے
قفل در قبول کی یہ ہی کلید ہے

خال سیہ نہین ہے رخِ شوخ شنگ پر
آشوب دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے

کہنے لگا وہ شب کو سر بزم برملا
عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے

سنکر شبِ فراق کے صدمونکو یون کہا
ذکر قدیم ہے کہ بیان جدید ہے

سو بار بعد مرگ مری آیا گور پر
اتنا کبھی کہا نہ یہہ میرا شہید ہے

شب کو شراب ناب مجھے دیکے یہ کہا
دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے

جوش بہار ہے چمنِ روزگار پر
یعنی شباب یار ہے ہنگام دید ہے

لیتا ہے کون یہان سر عشاق باوفا
جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے

یہان جامہ حیات کی اوڑتی ہین دھجیان
جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے

کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی
ذکرِ کلام یار کلامِ مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا — بندہ کمال آپ کا مشتاق دید ہے
اس بت کو چھوڑ کر حرم و دیر میں شیخ — عقل شریف سے یہ نہایت بعید ہے
طاقت گھٹی شباب مثا بال پک گئے — اب بھی وصال یار کے مجکو امید ہے

کہنا دکھا کے نامہ اعمال منتھی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اُسکی رسید ہے

شب وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شب قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے
وہ اُٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو بہم
اسی سن بے میرے اسیر غم در عشق کی یہ کلید ہے
ہوں خراب عاشق باوفا کریں چین فاسق و جیحا
تری عقل سے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے
میں دکھا کے خط عمل دلا یہ کہونگا حشر میں برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اُسکی رسید ہے
یہ کہونگا عاشق زار سے اُسے پوچھ لے تو ہزار سے
کہیں عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار مفید ہے
یہ بتسرہے شعبدہ جہاں یہ جہان ہے بزم مسافران
یہ مکان دہوکے کا ہو مکان یہ زمانہ قابل دید ہے
جو تمہارا منتھی زار ہے یہی کہتا لیل و نہار ہے
اُسے ذوق طاعت یار ہے جو ازل کا نیک و سعید ہے

سامنا ہو ہوں رہا جام سئے آلودسے — آنکھ لڑی مدتون اختر مسعود سے
دولت وصلت میں پایہ جا نکا کھٹکا ہو گر — جس سے ہو پیدا ضرر فائدہ اُس سود سے
خال لب یار سے او دل مغرور ڈر — کیا کیا کچھ ہے خبر پتنے نے نمرود سے
گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب — چاہئے کرنا حذر آتش بے دود سے

عاشقِ یار سے ہاتھ اٹھانا نہ دل
منہ نہ کبھی پھیرنا طاعتِ معبود سے

کر دیا فرمان پذیر بندۂ ناچیز کا
ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی محمود سے

خشک و تر دنیا سے ہوگی نہ فرصت کبھی
ہے مری مٹی گندھی آبِ گل آلود سے

حسن کی جلوہ گری دید سے باہر ہوئے
عشق نے پائی نمود ایک بری بود سے

عاشقِ یار کا ناصحا مانع نہ ہو
آدمی لاچار ہے عادتِ معہود سے

دولتِ وصلِ صنم کب ہو گوارا تجھے
شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے

گردِ رخِ آتشیں ہے جو خطِ عنبرین
ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے

دانت دئے بھر دیا ہمتوں سے منہ مرا
دانت نہ تھے جبکہ تھی سیر کیا دود سے

یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہیں خبر
پوچھونگا اکدن ضرور حضرتِ داود سے

دولتِ وصلِ صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اکدن ضرور طالعِ مسعود سے

نہ خواہش مسندِ جم کی نہ مطلب فرشِ قالی سے
گدا کو بوریا بہتر ہے شاہوں کی نہالی سے

لگایا اس پری نے منہ جامِ شرابِ پرتگالی سے
ہوئی ہر موجِ مے کی شاخِ گل ہونٹوں کی لالی سے

کوئی جا کر کہے اتنا ہمارے لاابالی سے
مزے لوٹے ہیں ہمنے تیری تصویرِ خیالی سے

نہ رکھ سر غیر کا زانو پہ اپنے اوبتِ نادان
مقابل کاسۂ چینی نہ کر جامِ سفالی سے

توقع کب ہو دستِ بے کرم سے مردِ عاقل کو
امید بار کب ہو باغباں کو خشک ڈالی سے

ریائی نقشِ سجدہ داغِ پیشانی سمجھتے ہیں
تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مہرِ جالی سے

حذر رہتا ہے چشمِ بے مروت سے مجھے ہردم
تنفر جس طرح ہو میکشوں کو جامِ خالی سے

خمِ مے جسکو چاہے بخش دے او ساقیِ گردوں
ہمارا چلو بھی بھر دے شرابِ پرتگالی سے

جفا و جور سے ڈرتے نہیں ہیں جاں نثار اے دل
زمیں دیتی نہیں ہے اک جگہ کی پائمالی سے

بھوؤں کو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سرِ محفل
کریگا قتل عاشق کو مگر تیغِ ہلالی سے

نہ مانع گرمیٔ عشاق کا ہو موسمِ گل میں
خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے

دلا بے عشقِ جاناں کے صفت کرتے نہیں تابع
لگاتے منہ نہیں میکش کسی دن جامِ خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنکی گہٹ گئی طاقت
مگر ہم جو کتے اب تک نہین ہین دیکھا بھالی سے
اُسے زنجیر پہنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو نور دلی سے

قاتل عالم سے کیا یارانہ ہے
دل چراغ گور کا پروانہ ہے
ہر مکان مین جلوۂ جانانہ ہے
عاشقون کا ہر جگہ افسانہ ہے
چھین لیگا پھر زلف عنبرین
یہ دل صد چاک رشک شانہ ہے
لوگ کہتے ہین جسے پیر مغان
یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے
حلقۂ زاہدا مین ہے وہ سیم بر
گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے
جس جگہ چلتے تھے کل جام شراب
آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے
بیعت و سنت ہو سے یہ کھلا
سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے
کیون نہ پھانسے دولت دنیا ہمین
ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے
مرد آخر بین کے آگے منعمو
کثرت ہستی بھی اک ویرانہ ہے
کام کیا ہے اُسکو ملک و مال سے
پاس جسکے ہمت مردانہ ہے
ہجر مین اشک مسلسل زاہدا
عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے
منتہی زیر قدم اُس یار کے
سر کٹانا سجدۂ شکرانہ ہے

دولت وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے
ایکدن بگڑونگا جا کر کاتب تقدیر سے
کوئی کہدے جا کے چپ واعظ بے پیر سے
مار ڈالین گے کمان ابرو و نگہ کے تیر سے
عاشق جانباز ہون شیدا ہون مقتول ستم
آپ کیا واقف نہین ہین اس مری توقیر سے
جی ہی دیتا ہی نگاہ یار کا مارا ہوا
سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے
خواب مین وصلت ہے بیداری مین فرقت ہے
تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے
مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
بنگئے بت ہو گئے خاموش و تصویر سے

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہو جائے | فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہو جائے
دولتِ حسن سے اسکے جو مقابل ہو جائے | چشمِ دیدارِ طلب کاسۂ سائل ہو جائے
عہدِ پیری مین رہین یا نہ رہین ہوش و حواس | صبح کیا جانئے کیا حالتِ محفل ہو جائے
دم نکل جائے تو ہر عضوِ بدن کو ہو سکوت | شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے
یار اٹھ جائے بغل سے جو دمِ بادہ کشی | شیشۂ دل صفتِ آبلۂ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل مین مرے جلوہ گری رہتی ہے | بند اس شیشۂ نازک مین پری رہتی ہے
دل وہان کھلتا ہے جیسا کہ رہے جامِ شراب | دانہ وہان اگتا ہے جیسا کہ تری رہتی ہے
طفلی و عہدِ جوانی کا نہ پوچھو احوال | بیخودی آگئی تھی اب بیخبری رہتی ہے
باغِ عالم مین نہین دستِ کرم کو ہے زوال | شاخ یہ وہ ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے
یاد مین جام و صراحی کے ترے اے ساقی | دل بھرا رہتا ہے آنکھون مین تری رہتی ہے
مے معشوق سے دولت سے بہارِ گل مین | چسکیان رہتی ہین یارونکی چری رہتی ہے
ہر گھڑی رہتا ہے خالِ رخِ محبوب کا دھیان | آج کل سامنے کوتہ نظری رہتی ہے
بھیڑ سی بھیڑ لگی رہتی ہے کوچے مین ترے | جنسِ الفت کی مگر وہان پہ کھری رہتی ہے
نقدِ دل لیتے ہو ہر ایک کا بے بوس و کنار | آپکے دھیان مین کیا منفعت بری رہتی ہے
ہاتھ پکڑا ہے مرا دستِ جنون نے جب سے | ہر گھڑی مدِ نظر جامہ دری رہتی ہے
بال کھولے نہین پھرتا ہے اگر وہ سفاک | پھر کہو کیون مجھے آشفتہ سری رہتی ہے

رند وہان بستی ہین جیسا ہو خم و خمخانہ
تیسر وہان رہتی ہین جیسا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن مین جو دی ہمکو آشیان کے لیے | بڑھا کے ہاتھ قدم ہمنے باغبان کے لیے
کمال بد ہے یہ ہر وقت آنکھ پڑتی ہے | تڑپ رہا ہون مین اک یارِ نوجوان کے لیے
بوقتِ نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس | جہان ہمارے لئے تھا نہ ہم جہان کے لیے
اسی حسین سے ہین عشاق شہرۂ آفاق | فروغ ہو گیا یوسف سے کاروان کے لیے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہین ۔ نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمانکے لئے
کبھی چمن مین کبھی اُس گلی کا پھیرا ہے ۔ زمین پسند مین کرتا ہون اک مکان کے لئے
نکر سکا مین زرا عیب حسن سے فریاد ۔ دہن کو کھول کے مین رہگیا فغان کے لئے
قفس مین حال ہے جو بلبل خوش الحان کا ۔ وہی ہے حال دہن مین مری زبانکے لئے
فروغ خانۂ دلکو ہے داغ الفت سے ۔ مکین نہ ہوئے تو رونق نہین مکانکے لئے
عصا ہے قد خمیدہ کے واسطے لازم ۔ ضرور چاہئے چلا دلا کمانکے لئے

ولہ

جہان نظر مجھے ابر بہار آتا ہے ۔ خیال رحمت پروردگار آتا ہے
چمن مین ساقی گلگون عذار آتا ہے ۔ کہ کھیلنے بط مے کا شکار آتا ہے
وہ لیکے جام مے خوشگوار آتا ہے ۔ میرا انیس مرا غمگسار آتا ہے
سوائے حکم ترے کب قدم ہلا کس کا ۔ یہ کس حساب کو روز شمار آتا ہے
لپٹ کے روتا ہون کیا کیا لحد کی پہلو سے ۔ کسی کا یاد جو بوس و کنار آتا ہے
خدا ہی جانے کہ کس طرح حسن سے چھٹ کر ۔ عدم سے آتا ہے جو اشکبار آتا ہے
اُسی بھی برق نگاہ صنم نے پھونکا ہے ۔ جو پیک یار بہت بیقرار آتا ہے
بجاکے دیر مین ناقوس دی حرم مین اذان ۔ کہان کہان تجھے عاشق پکارتا ہے
برنگ بوئے گل اسکا مزاج ہے لیکن ۔ ہوا کے گھوڑے پہ ہر دم سوار آتا ہے
یقین ہوتا ہے مجکو مقام عاشق کا ۔ جو رو برو مرے ویرانہ دیار آتا ہے
جو دیکھتا ہون ترا عقدۂ شب گیسو ۔ خیال نافۂ مشک تتار آتا ہے
اٹھایا سر کو افق سے جو ماہ او رنے ۔ پکارا دل مرا گردون دتار آتا ہے

عذاب نزع سے چھٹ جائے منتہی دم مین
کہو پکار کے وہ تیرا یار آتا ہے

دور کس طرح سے یہ خواہش دنیا ہووے ۔ قطع کس طرح مرا دست تمنا ہووے
کس طرح دل مین ہوائس بحر لطافت کا خیال ۔ بند اس کوزی مین کس طرح سے دریا ہووے

نظرِ بد سے جو اُس مہر لقا کو دیکھے　　کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے

خس ہمجنس سے کرتی ہے نہایت غیرت　　جامۂ جسمِ گل دامنِ صحرا ہووے

بزم میں عاشق و فاسق کا مجمع اے دل　　مجکو معلوم نہیں یار وہ کس کا ہووے

زخم وہ تیغِ تبسم کا لگا ہے دل پر　　سی سکے اُسکو نہ گر سوزنِ عیسیٰ ہووے

ناز دل کم نہ سمجھنا کبھی اے اہلِ نیاز　　یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے

مے پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال　　مے سے لبریز ابھی گنبدِ مینا ہووے

جھوپڑا تیرا جلے آتشِ گل سے صیاد　　پھر مرغانِ چمن خوب تماشا ہووے

بزم میں میری اگر ساقی مہوش آ جائے　　پھر نہ خاموش کبھی شمعِ مینا ہووے

ہجر میں رہتا ہے اسمرتبہ مشتاق دلا　　وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے

رُخِ رنگین پہ نمو ہو نہ غبارِ خط کا　　جامۂ گل نہ آبی کبھی میلا ہووے

ضبطِ گریہ رہے لبتک نہ کبھی آئے فغان　　عقدۂ مہر و محبت نہ دلا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریفِ بتِ پردہ نشین
منتہی جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملک شہنشاہ لیجیے　　جامہ جو ساتھ لائے تھے ہمراہ لیجیے

عاشق ہوں یار تک کوئی تلہ لیجیے　　پیاسا ہوں میں کوئی طرفِ چاہ لیجیے

مے کو مرید میکدہ ہمراہ لیجیے　　بنتِ عنب کو بندۂ درگاہ لیجیے

کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن　　ہم چلتے ہیں اودھر جدھر اللہ لیجیے

ان بے نواؤں کا خطِ تقدیر دیکھنا　　بن کشن کے یہان گدا لقبِ شاہ لیجیے

میں جانتا ہوں منزلِ مقصود سامنے　　اُس راہ سے جو یہ دلِ آگاہ لیجیے

موقوف دیر پر نہ ہو کعبے پہ خدسُل　　جس راہ سے ملے وہ اُسے راہ لیجیے

پوچھوں گا وقتِ نزع کسی غمگسار کو　　کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا ساتھ لیجیے

کتم عدم سے کھینچ کے لایا وجود میں　　اب دیکھئے کہ ہربتِ دلخواہ لیجیے

بازارِ دہر میں دمِ آخر کو ناصحا　　جو کچھ کما گیا ہے وہی ساتھ لیجیے

صبحِ وصالِ یار ہمیں بھی نصیب ہو | تقدیر جانبِ گرہِ ماہ لے چلے

دل نابلد ہے راہ سے قاصد ہو ناپدید

کوئی بتاں میں اب ہمیں اللہ لیچلے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے | آج تقدیر اپنی لڑتی ہے

جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے | ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے

خاکساری پہ باندھتا ہوں کمر | میری قسمت زمیں پکڑتی ہے

یہ وہ میزانِ چشم ہے اپنے | جسمیں دنیا کی چیز تڑتی ہے

پھونکتے ہیں بتانِ گرم گرم | کوہساروں سے آگ جھڑتی ہے

گر نہ یادِ شباب پیری میں | چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے

گوشِ گل کر ہے چشم نابینا | باتیں بلبل عبث تو گھڑتی ہے

میری آغوش سے وہ جاتا ہے | روح قالب سے اب بچھڑتی ہے

آستیں پھر صنم چڑھاتا ہے | پھر کہیں آجکل بگڑتی ہے

طاق ہوتی ہے طاقتِ ہر عضو | کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے

یاد آتی ہے جب وہ نوکِ مژہ | پھانس سی اک جگر میں گڑتی ہے

گریاں کرتے ہیں بتِ کم سن | سنگ ریزوں سے آگ جھڑتی ہے

رعب سے جنکے کانپتی تھی زمیں | خاک انکی پڑی لتھڑتی ہے

منعمی تیری سخت جانی سے

موت بھی ایڑیاں رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہو گئی | تجھے دیر جب نامہ بر ہو گئی

شبِ ہجر اکثر ادھر ہو گئی | اجل مجھسے تو بیخبر ہو گئی

کیا آہ نے میری پیدا اثر | کہ خشک تھی شاخ تر ہو گئی

وہ کل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا | قضا میری مجکو سپر ہو گئی

مٹا عہدِ پیری کا داغِ دلی | خموشش اپنی شمعِ سحر ہو گئی

مٹے دل سے چھالے تپِ ہجر کے — یہ شاخ اجکل بے ثمر ہو گئی
لے آیا پیامِ وصالِ صنم — مری زندگی نامہ بر ہو گئی
ہوا پیری مین ہوشِ عہدِ شباب — کھلی آنکھ جبدم سحر ہو گئی
دکھاؤنگا ناصح تجھے حالِ یار — کشش دلمین پیدا اگر ہو گئی
رہا دیو فرقت کا وہ سامنا — کہ اپنی طبیعت نڈر ہو گئی
ہوا مجکو نارِ نظر کا گمان — وہ نازک تمھاری کمر ہو گئی
بیاضِ سحر ہو گی فردِ عمل — اگر دل سے یہ چشم تر ہو گئی
کہا دردِ فرقت تو ہنسکر کہا — تمھاری بھی یونہین بسر ہو گئی
خطِ شوق لکھ لکھ کے عاشق ہوا — عبارت بڑی مختصر ہو گئی
کیا کام دل کا جگر کا کبھی — نگہ تیری تیغِ دوسر ہو گئی
پھرے مردمِ دیدہ اُس تک گیا — خدائی ادھر سے ادھر ہو گئی
رگِ گل کا مجکو یقین ہو گیا — یہ اُس گل کی نازک کمر ہو گئی
عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود — کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی
فغان کش ہر مضطر ہے عقل ولی — کسی بد نظر کی نظر ہو گئی

بچا شب مرے ہاتھ سے فتنہ جو
بیان منتہی خیر سے سر ہو گئی

عشق تو شایانِ دل ہر عشق کو دل چاہیے — می تو قابل منھ کے ہو منھ میکی قابل چاہیے
بادشاہو نکو مبارک تخت و تاج و ملک و مال — ہون گدائے دہر مجکو نقشِ عادل چاہیے
دیر ہو دی یا حرم یا ہو خراباتِ مغان — کوئی ہو بندیکو راہِ عشق کامل چاہیے
انتظامِ ملکِ وحشت کسکا عاقل کا نہین — اس علاقہ کے لئے دیوانہ عامل چاہیے
دیکھتے ہو اک نظر سے عاشق و فاسق کو یار — آدمی کو امتیازِ حق و باطل چاہیے
منھ مری جانب کو کرکے آج کہتا ہے وہ شوخ — بارِ الفت کا ہمین بھی ایک حامل چاہیے
رکھیے آنکھون پر اُسے دلمین جگہ پھر دیجیے — آمد اُس محبوب کی منزل بمنزل چاہیے

بدندا قونکو ندینا ساقیا جام شراب — ایسے بے مغزون کو بیاری ہی زہر قاتل جاہئے
جلوہ دیدار دکھلانیکو گر اُلٹے نقاب — حال سے ہوجائے ہر اک اپنے غافل چاہئے

ولہ

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی — کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی — مفید اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی — وہان قسمت مری بجبر بنیا کی
ہر اک حالت مین دل کا یا جگر کا — نگاہِ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ فرد قسمت کا مٹی کب — سپر ممکن نہین تیغ قضا کی
مٹا کر عاشق شیدا کو ظالم — جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوڑا کر دشتِ وحشت سے یکایک — صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اُسکا — مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد — بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شبِ وصلت بڑہی بیماری عشق — عجب تاثیر دیکھی اِس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اُسکے — بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریصِ چشم شاہنشاہِ عالم — مری نظرون مین کشتی ہر گدا کی

جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے — سر مرا تنکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہر اک خریدار ہوا چاہتا ہے — گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہِ عشق مین ہوشیار ہوا چاہتا ہے — صفتِ دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سروکار رہا چاہتا ہے — یہ تماشا سرِ بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار رہا چاہتا ہے — حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلفِ بتِ ہر جاے کا — دل کو سودا سرِ بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویونکا رہتا ہے تصور مجکو — دل مگر طالب دیدار ہوا چاہتا ہے

نغمۂ بلبل گلزار پسند دل ہے — کس کا یہ مائل گفتار ہوا چاہتا ہے

دمبدم تولتا ہے تیغ نگہ کو اپنی — کس کا وہ مائل آزار ہوا چاہتا ہے

تاک جہانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے — عاشق روزن دیوار ہوا چاہتا ہے

سنکے احوال محبت مرا بولا وہ شوخ — کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے

شیفتہ دست حنائیکا وہ ہوتا ہے کبھی — دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اوسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہے مدام
دل بلاؤنمین گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیر عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے — یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے

کمال عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے — ہوا ثبوت کہ کار خدائی مشکل ہے

غبار خط نکل آیا ہے روئے روشن پہ — کہو تو صاف کہون مین صفائی مشکل ہے

مدام مین مئی عشرت سے چور رہتا ہون — مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے

جہان مین شاہ کو ہر ایک شی پہ قدرت ہے — تیرے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے

غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے — مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے

سر غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا — تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے

ذرا بھی تجھمین محبت کی بو نہین پاتا — خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے

فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی — تمھارے کوچکی پیارے گدائی مشکل ہے

یقین ہے کوچۂ کاکل مین دل کا پہچانا — زیادہ اس سے سر مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے در دل تک رسائی مشکل ہے

نفس سگ پلید کو گر اپنے مارئے — مانند شیر دشت جہان مین ڈکارئے

اس گل کو جوش گل مین یہ کہکر ابھارئے — گلشن مین عندلیب کو چلکر پکارئے

پھر مرغ دلکو پھانسئے پھر جال مارئے — پھر ہوسکے تو آپکے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجئے — منزل رہی ہو تھوڑی سے ہمت نہ ہارئے
گرداب بحر عشق کے چکر مین رات دن — کون آشنائے حال ہے کس کو پکارئے
دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجئے — دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذارئے
اہل ہوس کی دہر مین مٹی خراب ہے — گلیون مین خاک چھان رہے ہین نیارئے
مانند زلف غیر کو کیون سر چڑھائے — آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اتارئے
پیدا اگر ہو اثر جو درِ اشک ناصحو — ان موتیون پہ ہنس کو سو بار وارئے
جز میرے دل آپ کی گلتی نہین کہین — یون منھ سے جتنی چاہئے شیخی بگھارئے
نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی — بولے کہ ایکدم کے لئے دم نہ مارئے
توبہ شراب عشق سے کس طرح کیجئے — کیونکر یہ جن چڑھا ہوا سر سے اتارئے
کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے — کس کو تلاش کیجئے کس کو پکارئے
اس بت کے بحرِ حسن مین دل کو ڈبوئے — اس کشتی حیات کو یون پار اتارئے

منظور ہو جو راحتِ کونین منتقی
تا تون کو کھینچ لیجئے پاؤن پسارئے

میٹھی ہے ایسی بات اُسکی — لونڈی ہے اک نبات اُسکی
سمجھا نہ مین ایک بات اُسکی — مچھر کیا کائنات اُسکی
عالم ہے بے ثبات اے دل — اک ذات کو ہے ثبات اُسکی
مہ اسکا ہے آفتاب اُسکا — دن اُسکا ہے اور رات اُسکی
کس منھ سے کرون مین وصف اُسکا — ہے عقل سے دور ذات اسکی
ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ — کب سنتا ہون خرافات اُسکی
ہے دولتِ حسن پاس تیرے — دیتا نہین کیون زکات اُسکی
ہے جو کہ شہیدِ تیغِ تسلیم — ہے مثلِ خضر حیات اُسکی
دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی — چل جائے کہین نہ گھات اُسکی
جو دل کہ ہے غرقِ بحرِ دنیا — کیونکر ہوگی نجات اُسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل — خالق رکھے حیات اسکی ہا
دم دیکے لے آیا یار کو دل — کیا رہ گئی آج بات اسکی

تنہا نہین منتقی کسی جا ہا
تقدیر ہے اسکے ساتھ اسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
تودہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی — ایک جھونکے سے ہوا کی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ ہے صدمہ دل پر — لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ڈرا حشر کے دنسے واعظ — روز فرقت انہین روز جزا ہوتا ہے
سر نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون — پھر جو ہوتا ہے مرے حق مین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری — آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض مین پیارے — جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
زر وروزر جسکو زمانے مین میسر ہوئے — عشق کا فن اسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جو وقت گذرتا ہے شب فرقت کا — شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت بھٹک رہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہر جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہی کا کل
بجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منہ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوق دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
ہر رنگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکارے لو میکشون کی پھر آئی باری
زبان پہ شیشے کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈگ ڈگ رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے میکشون کا کہین اکھاڑہ ہے ان مستون کا

کهین برستا ہے بادلون کا کهین پہ بجلی چمک رہی ہے
مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون مو ہی لگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے
نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی میلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامی پھٹک رہی ہے
نہین بگولا سیان ہامون جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے
غرور حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کب تک
رہو گے زیب کنار کب تک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے
جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خم فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب صافی ٹپک رہی ہے
کہون مین نقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شملہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی شینچی لٹک رہی ہے
بہار لایا ہے ساغر گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شور قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے
لڑائے کسی ہے آنکھ اوپر نگاہ اُسکی ہے مثل خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشم اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے
ہمارے دل مین نہین ہر گنیہ کہ جیسے بیجرم ہو گنہ
یہ بحر ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے
بہار ہر دور میکشی کی گلون کی رنگت ابھی ہو پھیکی
عجیب حالت ہو منتظی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے

بغل مین یار رہی جام آفتاب رہے | عدو کا آتش حسرت سے دل کباب رہے
دھرا ہے جب سے قدم کوچۂ محبت مین | بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفورِ نور ہوا مانعِ نظارۂ مہر | فروغِ حسن کا رخِ تر سے حجاب رہا
کھلے جو دفترِ طولِ عمل مرا واعظ | جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہا
فروغِ حسن ہے پردے مین چھنک ہی پڑا دل | کہو تو کیا ہوا اگر یار بے نقاب رہا
رہین شگفتہ مرے دل مین داغ عشق مدام | چمن مین جیسا کہ ہووا سدا گلاب رہا
قدم یہ تا کی رہے کوچۂ محبت مین | ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہا
ہوئی کبھی نہ زمانے مین آبرو ریزی | گہر کی طرح سے ڈوبے میان آب رہا
فروغِ حسن وہ مجکو دکھا دی پردے سے | کہ جس سے یار مرے نورِ آفتاب رہا

ولہ

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے | قابو مین دل ہے اپنے نہ پہلو مین یار ہے
نظارہ حسن کا ہی شب وصلِ یار ہے | ممکن خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے
سنتا ہوں اسکی نغمہ سرائیکی رسوم دوام | موسم مین گل کے دیکھنا مین ہون ہزار ہے
آغازِ خطِ سبز ہے روئے نگار پر | گویا کہ صحن باغ مین ابرِ بہار ہے
بس دل وہی کہ کدورت دنیا سے دور ہے | آئینہ وار ہے وہ اس سے دوچار ہے
مرتے ہیں اسپہ عاشق و معشوق ابتدا | جوبن پہ اس پری کے عجائب بہار ہے
ایک ایک عقد ہوئے معنبر یہ یار کے | صدقے ہزار نافہ تبت تتار ہے
وہ آشنائے حال ہیں وہ ہیں شفیق حال | غصہ ہے درد و غم ہے شب انتظار ہے
اغیار کا تو یار سے ربط گلا نہ کر | انسے یہ خار جا جسے لپٹا بہار ہے
اسکے سمند ناز سے اٹھا تھا ایکدن | جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے
آئی بہار پھرتے ہیں دیوانگان عشق | ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یار منتقی
دنیا مین نام نیک ترا یادگار ہے

اسیرِ عشق صنم کی رہائی مشکل ہے | ملے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے
دعائے دولت وصلت تو مین کرون لیکن | در قبول تک اسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سرِ بزم سن کے آیا ہون
چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے

مرید پیر خرابات مین ہوا تو کھُلا
اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے

کھو لگا بلبلِ باغ جہان سے مین چلکر
خموش رہئیے بہت خوشنوائی مشکل ہے

خبر ہے تجکو اگر یار رسخن اقرب کی
یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھُلا یہ کوئے محبت کے رہنے والوںنے
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان مین بہار آتی ہے
کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے

چمن مین آج مئی خوشگوار آتی ہے
مری انہیں مری غمگسار آتی ہے

ہمارے پاس مئی خوشگوار آتی ہے
کہون مین رحمت پروردگار آتی ہے

چمن مین جبکہ عروسِ بہار آتی ہے
ہزار طرح کا کر کے سنگھار آتی ہے

کہ ہر موج نسیم بہار آتی ہے
ہزار جانسے جو سینہ فگار آتی ہے

عجیب شان سے فصلِ بہار آتی ہے
لئے ہوئے بطِ مے کا شکار آتی ہے

کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے
کمال خواہشِ دل ہمکو بار آتی ہے

دل و جگر کا عیان حال مجبپہ رہتا ہے
تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ تا کہ ہو مقبول
یہ بات ہاتھ کہین بار بار آتی ہے

چلے ہی جاتے ہین ذرات یار سوئے عدم
ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے

یہ سب نشان ہین نیرنگ ساز عالم کا
نظر جو صورتِ نقش و نگار آتی ہے

نکلتی آہ ہے جو منھ وہ شرر افشان
جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس منتھی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنیو سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی
وہ مجبوری وہ ناچاری جو آگی تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اُس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
خفی دلکی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رہِ الفت کا جویاں ہوں اُسی کوچہ کا پویاں ہوں
وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریباں چاک رکھتا ہوں پریشاں حال رہتا ہوں
جنوں کی وہ خفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھوں کو اپنی دیدبازی کا
نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اُس یار پردہ پوش کا ہر دم
وہی آنکھوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو
وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت ہے
وہی راہِ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جسدم اوگل پڑے — اس رشتۂ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے
اللہ رے خوشی محبین عاشق کے قتل کی — فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے
وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو — ہر دم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے
یاد آئے جس گھڑی دردندان تری صنم — بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اس جذبۂ دلی سے مین جسوقت کام لون — پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے
کیا کیا نہ پیچ پانچ کئے ہم سے یار نے — کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے
پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے — کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے
نظارہ کرنے ہی مین گرے دلسے یار کے — اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ڈھل پڑے

کیون دل صفائے عارضِ جانان کو دیکھکر ... انتظار آپ کیا یک بیک پڑے
بیخود مئے شباب سے رہتی ہو جان جان ... شمشیر ناز ایسا نہ ہو وے اگل پڑے
گذری ہین انتظار مین کل بیقراریان ... یارب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے
کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے ... یہ تیغ وہ نہین ہے کہ کچھ جسبین بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب وکباب سے
اوقات منتقی مین نہ یارب خلل پڑے

نقش جب جب کوئی دکھاتا ہے ... نام تیرا ہی یاد آتا ہے
درد فرقت کا جب ستاتا ہے ... وصل کا روز یاد آتا ہے
ہمنے دیکھا ہے رُوئے تابان کو ... مہر نظرون مین کب سماتا ہے
شعلہ آتش غمِ فرقت ... آگ دل مین مرے لگاتا ہے
دردِ دل انتظار جانان کا ... گہ اُٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے
فرقت مہر وش مین عاشق کو ... کس طرح سے قرار آتا ہے
میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی ... اور ونکو جام تو پلاتا ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے یار ... نغمہ بلبل عبث سناتا ہے
بھیجتا ہے نہ وہ پیامِ وصال ... نہ لگی کو مری بجھاتا ہے
بھر تسکین یہ دل سے کہتا ہون ... یار آتا ہے یار آتا ہے
اتنا کھیتو [illegible] بر اُس سے ... دیو فرقت ہمین ستاتا ہے
آئینہ ہو [illegible] غبارِ دنیا کا ... خاک مین کیون مجھے ملاتا ہے
سرمہ چشمِ سیاہِ جانان کا ... کیا مجھے دور کی سجھاتا ہے

دیو غم ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کہہ دیا ہے جو تونے ہوتا ہے ... وہی اُگتا ہے جو تو بوتا ہے
وقت پیری ہوا تو روتا ہے ... آج فردِ عمل کو دھوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیون بپئے دنیا ۔ موتی کانٹون مین کیون پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوش مژگان ۔ کانٹے دل مین کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا ۔ چیت کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے بپئے دنیا ۔ دولت لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرق بحر ہوس ۔ ایسی کشتی کو کیون ڈبوتا ہے

ولہ

وصال یار مین فقرے برے بلا کے چلے ۔ چمن مین رات کو جھوکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن ۔ غبار ہستی ناشاد مین ملا کے چلے
ہمارے دل پہ یہ داغ فراق یار لگے ۔ برنگ سرو چراغان اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم مین سوز غم محبت سے ۔ مثال شمع ہر اک استخوان جلا کے چلے
برنگ عارض دلدار رنگ لائے ہین ۔ گلون کے منھ پہ طمانچے بہت صبا کے چلے
منی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو ۔ چلے تو آپ مگر خاک مین ملا کے چلے
تلاش یار کو آئے تھے ملک ہستی مین ۔ کہ ذرے اپنے بہت تہمتین لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اس شہسوار عالم سے ۔ سمند ناز سے دلکو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا مین سیر کی خاطر ۔ ہزار بار راسی یار آزما کے چلے
کدورت دل عشاق جس سے اوڑ جاتی ۔ نہ ایسے جھوکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے
مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منھ بیٹھا
کبھی جو بزم مین شست نہ کر حیا کے چلے

رہ گئے اشکون مین لخت جگر آتے آتے ۔ رک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خون جگر آتے آتے ۔ رک گئے بحر دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرعۂ رنگین موزون ۔ بند کیون ہوگیا خون جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے ۔ رہ گئے چشم صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا کھلنے پہ غماز رنگ سن سن کے مری ۔ پھر گیا یار مرا بیراہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیر از جائے ۔۔۔ ہو گیا راہ مین کیا ضرر آتے آتے
دیکھتے دیکھتے دیکھین گے مرے جوہر طبع ۔۔۔ آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے
کیا پھرا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل ۔۔۔ جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے
گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا ۔۔۔ ہو گئے زیر و زبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین جو آنکھون سے ترے
کیون رکی منتہی دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے ۔۔۔ یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے
رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے ۔۔۔ نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے
ہوئے سد رہ تیرہ بختی ہماری ۔۔۔ پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے
یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی ۔۔۔ کدہر گم ہوا نامہ بر آتے آتے
چلے راہ وہ ہیچ کی اپنے گھر سے ۔۔۔ سحر ہو گئی میری گھر آتے آتے
کدہر گم ہوے میرے ہمراہی یارب ۔۔۔ کدہر کو گئے ہم سفر آتے آتے
صفا کیا تھا آئینہ دل کا اپنا ۔۔۔ نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے
یہان فرد عصیان کی دہونیکے خاطر ۔۔۔ لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے
ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے ۔۔۔ ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے
گئی جان پیری ہی مین فرقت سے پہلے ۔۔۔ ہوی صبح وقت سحر آتے آتے
طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو ۔۔۔ نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے
جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے ۔۔۔ پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

ہوئے منتہی راہ قاصد کی تہک کے
ہوئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہے جداگانہ طبیعت کافر و دیندار کی ۔۔۔ ایک سے حالت نہین ہے غافل و ہوشیار کی
باغ عالم سے اوڑ سے باد بہاری یا خدا ۔۔۔ جل بسے دیوانگان بے رونق گئی گلزار کی
دور کی مجکو سجھاتا ہے مثال دوربین ۔۔۔ کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بحرِ حسنِ یار کے لاکھون ہوئے ہین آشنا
ابرو باقی نہین اس چشمِ دریا بار کی

دھیان ہے اسمین بہت چشمانِ مستِ یار کا
دل نہین پہلو مین بستی ہے کسی مےخوار کی

شہرۂ تیغِ تبسم ہے جو اسکا اسقدر
ہے سراسر شکل میرے زخمِ دامندار کی

اسقدر اسمین بھرا ہے نورِ حسنِ یار کا
صاف انجم کی ہے صورت روزنِ دیوار کی

یار ہر جائی سے نفرت ہو اسے پرہیز ہو
دل نہین پہلو مین اک گٹھری ہے ننگ و عار کی

ہے تپِ عشقِ صنم خورشید کو ثابت ہوا
زرد ہو جاتی ہے رنگت مردمِ بیمار کی

رہتا ہے اسمین تصورِ آتشین رخسار کا
ہے ہمائے دل پہ پھبتی مرغِ آتشخوار کی

بوسۂ عنابِ لب ہین یار کے حبِ شفا
چاہتا ہون جلدتر صحت دلِ بیمار کی

جسکو راہِ راست کہتے ہین جہا نہین ناصحو
تیز تر مین جانتا ہون باڑ سے تلوار کی

جوش پر ہے جوشِ گل میکش پہ بیکش گرتے ہین
بن پڑی ہے آجکل کیا ساقیِ سرشار کی

فرد قسمت دیکھکر کیون رو رہا ہی آج تو
منتقی یہ بات تھی روزِ ازل تکرار کی

جہان مین تا کہ رہے آب آبجو باقی
ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی

یہان بتون سے رہی ہو جو گفتگو باقی
کہونگا حشر کے دن تیری روبرو باقی

ہر اک گلی مین تری تیغ چل چکی قاتل
رہا ہے ایک مرا کوچۂ گلو باقی

تلاشِ طلب و علم شاہ کو مبارک ہو
جہان مین مجکو رہے تیری جستجو باقی

دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور
کہ پھر تمھین نہ رہے کوئی آرزو باقی

برنگِ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن
کہ اب نہین وہ جنون لائقِ رفو باقی

ہمارے داغِ جگر سے ہے اس حسین کو فروغ
مدد سے مہر کی ہے نورِ ماہ تو باقی

فسانہ وامق و منصور کا ہے دنیا مین
جہان کے باغ سے گل اوڑ گئے ہے بو باقی

برنگِ دانۂ مرجان ہے خشک دل میرا
نہین ہے اسمین کہین بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیبِ چمن گل تمام کہتے ہین
کہ منتقی سا نہین اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بت ہرجائی نے
کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے

مجکو رسوا کیا میرے دل شیدائی نے
تجکو برباد کیا تیری خود آرائی نے

خواہش وصل نہ کی قیس سے سودائی نے
داغ اچھا نہ کیا لالۂ صحرائی نے

زلف پر پیچ کے پھندے میں پھنسے ہین دل زار
یہ خبر جھوٹ اوڑا لی کسی سودائی نے

میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور
تجکو جھنڈے پہ چڑھایا تری رعنائی نے

میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید
قدم یار پہ اس میری جبین سائی نے

پردہ اُٹھتا مری آنکھونسے دوئی کا جبتے
وہ ندی می مجھے اس گنبد مینائی نے

روز وصلت تو کدھر ہے مرے امداد کو آ
زندہ در گور کیا ہے شب تنہائی نے

رحمت حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے
شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے

قیس نے داغ دکھائے ہین فرقت کے مجھے
آنکھین دکھلائین مگر آہوئی صحرائی نے

تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُنسے
کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے

عالم غیب کو دیکھا مگر یار کو کیا
بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے

ہوکے مجنون وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹا
کام اچھا کیا دیوانے کے دانائی نے

نہ مٹا منتہی تقدیر کا لکھا اپنا
وحشت دکھلا یا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بت کا مدعا معلوم ہے
کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے

کس بشر کو راز عشق دلربا معلوم ہے
کونسے انسان کو اسرار خدا معلوم ہے

کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے
کس کو تاثیرات عشق بوریا معلوم ہے

عیسی مریم سے اکدن چلکے پوچھونگا ضرور
تمکو بیمار محبت کی دوا معلوم ہے

جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا
خوب اثر تیرا مجھے حب شفا معلوم ہے

کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست
اس دورا ہے مین کسی راہ خدا معلوم ہے

بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غواصیان
آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے

خاک بر سر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ وآ
خوب احوال دل اہل صفا معلوم ہے

کیون ہوا آیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات
حال کچھہ اسکا تجھے باد صبا معلوم ہے

زاہدا اہل نظر کے اہل ہمت کے حضور
ہے گلی کا سہ ترا دست دعا معلوم ہے

آہ و گریہ باعث افشائے راز عشق ہے
خوب مجکو کلفت آب و ہوا معلوم ہے

زاہدا برسون ہی گذری ہین دیار عشق مین
جو کہ ہے معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے

آزمائش برسون ہی کی ہے دیار عشق مین
بیوفا معلوم حال باوفا معلوم ہے

عاشق شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہے دہیان
جسقدر رہنے تیرے دل مین اسکی جا معلوم ہے

دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو
کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے

صورت برگ خزانے منتشر تھے عشقباز
جن دنون مین تھی نہ بدہی تری ہوا معلوم ہے

گل ہنسا کیون عندلیب زار کیون نالان ہوئے
کچھہ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے

کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر
باغبان کچھہ اسکا تجکو ماجرا معلوم ہے

عاشق شوریدہ سر کا جسقدر رہتا ہے دہیان
جسقدر ہے تیری دل مین اسکی جا معلوم ہے

دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو
کیا دل شیدا تجھے اپنے قضا معلوم ہے

رند می آشام ہوتی ہی موج بوئے گل
ساقیا میرا بھی تجکو مدعا معلوم ہے

سائیہ بال مگس سمجھے ہین سائے کو ترے
جو فنا عندیہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

باوفا معشوق پر کرتا ہے نقد جان نثار
منتقی تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

تیغ کو کہینچے ہوئے وہ آجکل جانا ہے
دل مین اپنے بھی خیال ہمت مردانہ ہے

رھنے وا اسکا جو ہوشیار ہے دیوانہ ہے
ساقی گردون نے کس مے سے بھر غمخانہ ہے

دلکو نفرت ہے مرے جا ملال انگیز سے
ہے لکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے

توبہ کی مینائے مے سے دل ہے اپنا بے ملال
شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے

خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہے خط سیاہ
دام ہے زیر زمین اوپر زمین کے دانہ ہے

چھوٹ جاتا ہے دو عالم سے کہ گیر لیسے کمال
جو یہان دیوانہ ہے اے دل وہان فرزانہ ہے

دھوئی ہے اسکی کدورت آب عشق یار سے
دل ہمن پہلو مین اپنے گوہر یکدانہ ہے

ہے جبین شیخ کی دہبہ نماز زور کا
میری پیشانی پہ نقش سجدہ شکرانہ ہے

رند مے آشام کیا اسد ور مین پیدا نہین — ساقی گردون کا جو اٹھا ہوا پیمانہ ہے

پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہو جاتا ہے وا — دیکھ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے

جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہے پابندِ وقار — جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین کیون پیمانہ ہے

منتھی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجھے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ابکے — آئینے صفت نہ لونگا مین حلب کے ابکے

دیکھے دل بیٹھ رہون اور مین جھگڑون سے چھٹون — ہاتھ آئین کوئی دلبر مری ڈہب کے ابکے

عشقِ سفاک ترے ہاتھ سے گر ابکی بچون — نہ رہون پھر مین کسی سے کبھی ڈہب کے ابکے

طفلی و عہدِ جوانی کا کہون کیا احوال — عشق بازی مین بہت فرق ہے جب کا ابکے

پھر کسی شب شب وصلت جو میسر ہووے — شکوے اپنے نہ کرون مین کسی ڈہب کے ابکے

نہ شیرینی سے گو ہووے زبانِ خامہ — وصف لکھون گا مقرر ترے لب کے ابکے

غم غلط ہووے اگر ہجر مین مین یاد کرون — چین ایجان جہان وصل کی شب کے ابکے

کھینچ کر بھیجتا ہون یار کے رخ کی تصویر — شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ابکے

خوف غماز نے روکا انہین شاید ورنہ — آچکے ہوتے مرے پاس وہ کب کے ابکے

غم دنیا نہ رہے دہشت عقبی سے چھٹون — نام گر ورد کرون اپنے مین رب کے ابکے

جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت — لکھون احوال اگر ہجر کی شب کے ابکے

میرے خالق نے مرے حال پہ کچھ رحم کیا — خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ابکے

چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو — کئے معشوق نظر آتے ہین ڈہب کے ابکے

کوہِ غم جو کہ مری جان پہ گذرا گذرا — کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ابکے

جنت و باغ ارم خلدِ برین راحت جان
منتھی وصف یہ لکھ انکے لقب کے ابکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے — دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے

لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن — دیوانہ وار جانب دشتِ و جبل گئے

اس پہ نہین یار کے در پہ ہزار بار
مانند آفتاب فلک سر کے بھل گئے

ترچھی نگاہِ یار تھی سیدھی نہ ہو سکی
ہر گز اصیل تیغ کے خم سے نہ بل گئے

بادِ خزان چلی چمن روزگار مین
اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے

جتنے حسین ہوئے مرے نا آشنا ئی حال
آنکھون سے مانند اشک کی صورت نکل گئے

مجھ پر جنونِ عشق کا احسان کمال ہے
جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے

روئے حسین پہ حضرتِ دل لوٹ پوٹ ہین
لڑکے تھے دیکھ کر کھلونہ مچل سے گئے

جاتے ہین قافلے پہ چلے قافلے تمام
کتنے عدم کو آج گئے کتنے کل سے گئے

جا لئے ادب ہی ملک عدم یار منتہی
جتنے گئے ادھر سے ادھر سر کے بھل

کہین جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے
ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے

نمودِ خط سیہ کے نہین ہے رخ پہ ترے
غرور حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے

مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکسار کیا
جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے

برا انجام نیو پیری کو اے دل نادان
جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے

ذلیل سے نہین بنھیتی شریف کی صحبت
نصیب دردِ کشو نکو زلال ہوتا ہے

تلاش یارِ وفادار دل تو کرتا ہے
جنون و خبط مین ایسا خیال ہوتا ہے

زوالِ حسن مین جاتا ہے دل پئے جانان
غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے

گلی مین اس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی
لحد مین جیسے جواب و سوال ہوتا ہے

فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید
کبھی جو شیشہ مین وہ لال لال ہوتا ہے

دکھاتا ہون مین اسے صاف آئینہ دل کا
جہان مین جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے

بہارِ خلد کا سنتا ہون وصف مین جسدم
تمہارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائے دل کو وہی گیسوئے شکن زدہ سے
کہ جسکو منتہی جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے
خاک برسون ہی در عشق کے جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشس پہ ہی خون جگر
خانہ دل بین غم یار کی مہمانی ہے

جگر ہی بار محبت کا اوٹھایا مین نے
ہنسکے بولا کہ یہ عاشق نہین نبدہانی ہے

مجکو سکتا ہے وہ مصرف ہی آرایش کا
آینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے

حسن کا ناز اوسی عجز پہ ہی مجکو غرور
مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے

جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا
شاہد اوسدم کا خدا ہے دم قربانی ہے

کوچۂ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے
دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے

زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون
شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے

ناصح اوس بزم مین مدت سی قدم ہی میرا
میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے

بی ثباتی ہے نمایش چمن عالم کی
دیکھہ لو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے

دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل میز
مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے

حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین
شاہد اوس حال کا اپنا خط پیشانی ہے

بستر خاک پئے اہل قناعت منعم
راحت افزا صفت مخمل کاشانی ہے

اسقدر خوان قناعت نے مزا بخشا ہی
ہے زبان منہہ مین کہ تر لقمہ بریانی ہے

مرغ جان تو قفس تن مین نہ گھبرا اتنا
اکدن دیو غم عشق کی مہمانی ہے

منتہی غصۂ فرقت نہ بیان کر اوس سے
عمر کوتاہ ہے قصہ ترا طولانی ہے

کرتے ہین چین بھی حسن و جمال والے
پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے

پیری ہے ایکدن بازار سے جہان کے
جاوینگے ہات خالی جتنے ہین مال والے

دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو
مین جانتا ہون تجکو زلفون کے جال والے

محشر کا معرکہ ہو جسدم جہان کے اندر
اوسدن ہمین بچانا او لمبی ڈھال والے

بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر
او گل سے گال والے سنبل سے بال والے

تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت
جتنے ہین اس جہان مین جاہ و جلال والے

زلف شب چہ رُئے تیری بری بلا ہے
اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے اور رخ کے
ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے

بھولے ہین دو جہان کو سدھ بدھ نہین کسی کے
جو جو ہین اس جہان مین تری خیال والے

صیاد نے بچھایا گلشن مین دام و دانہ
سن گلعذار والے او خط و خال والے

میری طرح سے اکدن بازار سے جہا نکے
جائینگے ہاتھ خالی جتنے ہین مال والے

منصور و قیس و وامق فرہاد و منتقی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رُخِ ماہ وش جو آتی ہے
شبِ مہتاب کس کو بھاتی ہے

جب صبا بوئے یار لاتی ہے
جانِ تازہ بدن مین آتی ہے

سن چکا ہون مین گفتگوئے صنم
نغمے بلبل کسی سناتی ہے

یار ہے باغ مین نہ دورِ شراب
فصلِ گل یون ہی آتی جاتی ہے

طپشِ غم ہر استخوان کو مرے
شمع کیطرح سے گھلاتی ہے

داغ دل پر نہین ہین فرقت کے
موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے

صبح کرتی نہین گریبان چاک
یار جاتا ہے جان جاتی ہے

شب فرقت مین یار جانی کے
زندگی کس شقی کو بھاتی ہے

شاخین ہلتی ہین نخل گل کی تمام
فصلِ گل یا پچھاڑین کھاتی ہے

آمد آمد نہین ہے پیری کی
موت آتی ہے موت آتی ہے

ہے نہ ساقی نہ قلقلِ مینا
کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے

آتش گل بغیر روئے صنم
آگ دل مین مرے لگاتی ہے

اسکے تیرِ نگاہ کے آگے
شمر سے ہو وہ ہماری چھاتی ہے

تپ ہجرِ صنم کا حال نہ پوچھ
کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے

صحبتِ غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتھی ہے

کس پریرو کا آہی دل مرا دیوانہ ہے
کچھ نہین معلوم ہے کس شمع کا پروانہ ہے

کیا لکھوں میں کس گلستاں میں میرا کاشانہ ہے
آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

یہ کیا تعلیم کل پیرِ دبستاں نے مجھے
سب سے اچھا اور بہتر مشربِ رندانہ ہے

مجھ گدا بے سروساماں کا یہ ساماں ہے
آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے

کثرت زہاد سے ہے کعبہ دین کو فروغ
مجمع زنار پوشاں رونق بتخانہ ہے

کو بکو ہے جو پے دنیائے دوں خانہ خراب
اک دیوانہ ہے وہ بلکہ سگ دیوانہ ہے

حال دہلی شاہِ دہلی کو کروں میں کیا رقم
گنج تھا جس جا یہ اس جا آجکل ویرانہ ہے

عاشقی کہتے ہیں جسکو نقدِ جاں ہے اسکا مول
جسکا جی چاہے وہ پیلے زہر کا پیمانہ ہے

سرکا دیدینا تھا رِعشق میں آساں نہیں
ہوں وہ عاشق میرے آگے نازی طفلانہ ہے

راتدن رہتے ہیں خدمت میں یہ اسکی دوبہن
آئینہ ہے روبرو زلف سیہ میں شانہ ہے

جو کہ مرتا ہے فروغ ہستی گمراہ پر
میں سمجھتا ہوں چراغ غول کا پروانہ ہے

ہر لباس فقر پہنے جو گدا دنیا پرست
شیر کے برقعہ میں گویا وہ سگ دیوانہ ہے

خاکساری میں ہے اہل عشق کامل کا کمال
جطرح سے گنج کا مرکز دل ویرانہ ہے

عیب بھی جائے ہنر ہوتا ہے اپنے حال پر
بھر شانہ کسقدر زیبا گر دندانہ ہے

جسقدر علمائے دین تھے لکھنو کے مٹ گئے
جس جگہ گنج معانی تھا وہاں ویرانہ ہے

آہ سوزاں سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل
شمع رو اسکا گواہ حال ہے پروانہ ہے

کیا مقابل ہوگی افواجِ غم دنیا ہے دوں
پاس میرے ایک تیغ ہمت مردانہ ہے

وہ پری بولا بہار حسن اپنی دیکھکر
منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہانِ وصل یار مرا بند بند ہے
ہر ایک عضو تن کو یہ راحت پسند ہے

اہل جہاں کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے
منصور کیطرح جو یہاں حق پسند ہے

خالِ جبیں ہے اور رخِ آتشینِ یار
مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے

میں ہیچ ہوں خاکسار درِ دوست افلاک
تو سر بلند ہے مرا رتبہ بلند ہے

راضی ہم اسمیں ہیں کہ ہو جسمیں رضائے دوست
ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خالِ جبینِ یار سے تشبیہ جیکہ دے
ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے

شکوہ ہوا سمین یا کہ شکایت جہان کے
اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے

اس قالب تہی مین ہین بسی روح ہے مری
اچھا ہوا رکاب مین پائے سمند ہے

رنجِ شبِ فراق کو سن سن کے یہ کہا
اس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے

دنیائے دون کے پاس نہ پھٹکیگا وہ کبھی
اس دہرِ بے ثبات مین جو ہوشمند ہے

منصور تجکو دار ملی کوہ کن کو کوہ
خاصان ذو الجلال کا رتبہ بلند ہے

عشق بتانِ ہند مرے دل مین ہے مقیم
اس گنبدِ گلی مین پڑا دیو بند ہے

روزِ فراق اور شبِ وصلِ عاشقان
دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے

چاہے ہما کو بامِ فلک سے کھینچ لائے
آہ دلِ غریب رسا وہ کمند ہے

بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منتھے
کس واسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہون جبکہ ترے زہر اگلنے والے
جگر و دل یہ نہین ہم سے سنبھلنے والے

آڑ گئے خاک نشین جب تری در کے اوپر
صفتِ نقشِ قدم پھر نہین ٹلنے والے

یار و اغیار کا اسوقت کھلیگا احوال
جسگھڑی ہووینگے جوبن ترے ڈھلنے والے

بزم مین شعلۂ رخسار نظر آتا ہے
شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے

دل سے جب لکھونگا مضمون قدِ زیبا کے
شعر ہووینگے مرے سانچے مین ڈھلنے والے

مار گیسو کی مرے دل مین جگہ ہوتی ہے
آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے

چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھین گے
چہ سیماب کی صورت ہین اوبلنے والے

بند ہوتا ہی نہین ملک عدم کا رستہ
راتدن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے

فصلِ گل آتی ہے جلدی کرو اصلاحِ مزاج
پھر سنبھالے سے نہین ہم ہین سنبھلنے والے

تو کدہر جاتا ہے لے جوشِ جوانی مبتلا
ٹھہر جا ٹھہر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

خون عاشق کے لئے ملتے مین مہدی جو آج
کفِ افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے

جو کہ آزاد ہین اس باغ جہان کے اندر
صورتِ سرو نہین پھولنے پھلنے والے

عشق نیرنگ سے اس بت کے خریدار ہیں ہم / آسمان وار ہیں ہر آن نیا رنگ بدلنے والے
صاحب طرف ہوا ہمیں کہ کوئی ہو کم ظرف / گور کے سایہ میں اکثر رہیں رہنے والے

منتھی کیون کیا افسوس گئے یار ولگا
کس لئے ہم بہی ہین اس راہ کے چلنے والے

سنا ہے یار وہ مجھسے خفا ہے / مرے قسمت میں کیا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے / نہین کچھ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے / کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا / مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھے مسند شاہی سے بہتر / جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پر ناز نادان / یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ / مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل / خدا ہی جانئے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالہ پر درد سنکر / عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سما ہی روح ہے جسم گلی مین / کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد / ترا عاشق ہے یہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منھ لال / تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھہ سے اے رند بیمار
مے گلرنگ پے پھلے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے / کرونگا ایکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہانکی امتیازی سے / خدا محفوظ رکھے مجکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مثل گدا صاحب / یہ بندہ خوب واقف ہے تمھاری کارسازی سے
پھنسانا طائر دل کو بناکر حلقہ گیسو / مین واقف ہو گیا ہون ان بتونکی حیلہ سازی سے
جسے عشق دلی ہو نہ اُس محبوب کا زاہد / خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سمندِ ابلقِ ایام رہتا ہو نہین روز و شب
نہ خواہش مجھکو ترکی کی نہ مطلب مجھکو تازی سے

کبھی سرمہ لگاتا ہی کبھی مسّی کبھی مہندی
زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے

بٹھاکر پاس ہمکو غیر سے گرمِ سخن ہونا
مین باز آیا تری ای یار ایسی سرفرازی سے

عبورِ زورقِ دل کس طرح ہو بحرِ دنیا سے
اسے پوچھونگا مین اکدن کسی کامل جہازی سے

قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی قسمت سے
تنفر ہے حقیقت کوش کو عشقِ مجازی سے

غنی کر دی گدا کو پادشاہی دیگر دنیا کی
نہین یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت مین جو اصلاح پر رکھتا ہے عالم کو
وہی اے منتہی واقف ہے اپنی کارسازی سے

تو ہی کی جب سے آشنائی کی
دھوم ہے اپنی پارسائی کی

کعبہ و دیر مین رسائی کی
خوب ہی سیر کی خدائی کی

تجھ سے او پیرِ چرخِ ناہنجار
کس کو امید ہے بھلائی کی

ہم نے جوشِ بہار مین اکثر
دخترِ رز سے آشنائی کی

اس نشۂ حسن کا ہے دل مین خیال
جو بغل مین ہے بادشاہی کی

مفلسی مین رہا ہون مستغنی
کیا گدائی مین بادشاہی کی

رند کو ہے تلاشِ مینا نہ
شیخ کو فکر ہے خدائی کی

جو ہین بیمارِ عشق او مسیحے
انکو حاجت نہین دوائی کی

اسکو مارا جلا دیا اسکو
ان بتون نے بھی اک خدائی کی

مجھکو بتلا زمانۂ غدار
تو نے کس سے نہین برائی کی

قاصد آج آکے رہگیا در تک
میری قسمت نے نارسائی کی

شبِ وصلت نہ کیجیے تکرار
بات اچھی نہین جدائی کی

ہو مبارک اسے بہارِ چمن
جس کو امید ہو رہائی کی

عشق کے کوچۂ توکل مین
دھوم ہے اپنی بے نوائی کی

حرص دنیا ہی منتہی پیارے

قدر کھوتی ہے میزائی کی

جو شخص مستِ بادۂ کبر و غرور ہے
اُسکو کہان مذاقِ شرابِ طہور ہے

مسجد مین خانقاہ مین مغ کی دُکان مین
جس جا پہ دیکھتا ہون اُسیکا ظہور ہے

دنیا مین رازِ عشق سے آگاہ کون ہے
اس بحرِ موج خیز سے کس کو عبور ہے

مردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے
کس شخص کو جہان مین کشفِ قبور ہے

مستی تھی زیبِ چشم جو خانہ خراب مست
کس درجہ میرے یار کو مشقِ فتور ہے

پابند کچھ وہ سبحہ و زنار کا نہین
اے شیخ و برہمن وہ بہت تمسے دور ہے

نفسِ سگِ پلید پہ جو اپنے شیر ہے
مین جانتا ہون اُسکو بہادر ہے سور ہے

جسکے ہے آنکھ چشمِ حقیقت سے آشنا
وہ یار پردہ دار تو اُسکے حضور ہے

پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتارِ ناگزیر
انسان ہین کہ مجمعِ وحش و طیور ہے

تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سی چاہیے
شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے

یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے
خواہان ارم کا اور طلبگار حور ہے

ہو نانِ نعمت اسمین کہ نانِ جوین تر
دن رات گرم یار فلک کا تنور ہے

ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے
روحِ لطیف جسم مین ہر یا بخور ہے

ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر
کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور

یاران رفتگان کی جو ملتی نہین خبر
شاید مقام اُنکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈھونڈتا ہے عشق یار باوفا
اس منتقی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رندی آشام کے لیئے
بخیہ نہین ہے جامۂ احرام کے لیئے

آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لیئے
تقدیر لائی ہے فقط الزام کے لیئے

رکھتا نہین ہے پردہ ناموس کی خبر
مرتا ہے کیون جہان مین بدنام کے لیئے

خوشبو برنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا
توبہ ہے جب اُسکے چہرۂ گلفام کے لیئے

کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف
پیدا ہوا ہون گردشِ ایام کے لیئے

تشنہ دل و جگر نہیں پہلو میں آج کل
قاصد اٹھا ہے یار کا انعام کے لیئے

ایسا ہے کہ ہمکو درم و دام پاس نہیں
کیا کر چلے ہیں آپ تو سکے کس کام کے لیئے

کہتے ہیں جس کو صبح جہان خراب میں
ہے شہسوار ابلق ایام کے لیئے

نام انکو بلند ہو دنیا میں منتہی
اونچا نشان قبر انکے نام کے لئے

نفرت ہے اسکو عاشق بے نام و ننگ سے
جلتی ہے شمع بزم سراسر پتنگ سے

ساقی سے میکدہ میں اٹھا ہے جو جنگ سے
دریا میں رہکے بیر انکو نہنگ سے

سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈھنگ سے
ہوتا ہے زرد گل ترے چہرہ کے رنگ سے

اک آپ ہیں کہ مرگ پہ عاشق کے شاد ہیں
کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے

ترچھی نگاہ یار ہے قہر خدا مگر
کچھ کم زبان سخت نہیں خشت و سنگ سے

تھا گل میں رنگ و بو وہ فلک پر تھا نور ماہ
دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے

ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا مجھے
باز آؤں اس جہان کے میں نام و ننگ سے

نکلا ہے خط سبز رخ سرخ یار پر
آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے

جس روز سے ہے صحبت آوارگان
نفرت ہے مجھکو نام سے بیشتر ننگ سے

جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال
رغبت کمال رہتی ہے تریاک و بنگ سے

مشہور دہر میں قدر انداز ہو بہت
طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیر تفنگ سے

برتسون بہادرون سے رہا ربط منتہی
الفت دلی ہے اسلئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے
درپیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے

ملک عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے
لیجا نیگا یہان سے مقدر کدہر مجھے

البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے
آنا اگر ہو دہر میں بار دگر مجھے

کیون کر تی ہے حقیر تبار ہکے پیش یار
کسواسطے ڈبوتی ہے او چشم تر مجھے

کیا دیکھتے ہیں شمع نگاہوں سے سب حسین
کیسے نظر لگاتے ہیں اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا — کہنا تھا نہیں ہے آپکا یہ کر و فر مجھے
بزمِ صنم مین سر کو کٹا دون مثلِ شمع — سرکارِ عشق سے جو ملے اور سر مجھے
آنکھون مین جب سے جلوۂ جانان ہے آ گیا — ذرے دکھائی دیتے ہین شمس و قمر مجھے
بوسے ملین گے کب دُرِ دندان یار کے — کب دیگا بحرِ حسن وہ لعل و گہر مجھے
دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین — حرص و ہوا پھراتے ہے کیون دربدر مجھے
پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر — تقدیر نے بنایا ہے شمعِ سحر مجھے
ہر شعر یادگار ہے میرا جہان مین — اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے
بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج — مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پر مجھے
دیکھا جو اس دوراہی مین ہستی کے غور سے — ہر اک دکھانے دینے لگا رہگذر مجھے
اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلا دیا — مانندِ غولِ دشت ہوا راہبر مجھے
بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو — اہل ہنر سمجھتا ہے اہل ہنر مجھے

دلمین ہے اُس نگار کے جا میری منتہی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بد معز دل زبان سے مری ثنا دکیا کرے — نامرد لیکے خنجرِ فولاد کیا کرے
دانا ہے یار عاشقِ ناشاد کیا کرے — ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے
نا قدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے — نا مرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے
دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے — کیا ہو سکے طبیب سے فصاد کیا کرے
نیرنگِ حسن کا جو طلبگارِ دید ہو — کہئے وہ سیرِ عالمِ ایجاد کیا کرے
گاہک ہے جانکا جگر و دل تو لے چکا — اسنے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے
دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی دی — قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے
سبکو تو کیفِ عشق نے مدہوش کر دیا — عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے
نقدِ دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا — ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے
وصلِ جمالِ یار کی گر انتہا نہین — پھر لیکے کوئی خامۂ فولاد کیا کرے

پھر لیکے مال و [illegible] زرا [illegible] کیا [illegible]

کونین سے جدا ہے [illegible] طالب وصال — [illegible] حداد کیا کرے
لکھا ہوا ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا — اصلاح خط پہ یار [illegible] حداد کیا کرے
ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک سچ ہی منتھی
مجھ سے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

الفت ازل سے دی مجھے دشمنِ شریر کی — باران غم سے کیوں نہ ہو مٹی خمیر کی
سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی — چلتی نہیں ہے شاہ کے آگے فقیر کی
بلبل چہکرہے ہیں گلستان میں اندنوں — آواز آ رہی ہے مرے ہمصفیر کی
چین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو — میں جانتا ہوں موج ہے میرے حصیر کی
جدل دل کو میرے خدا جانے کیا ہوا — اب کے شب وصال نے کیوں اتنی دیر کی
بوچھونکا چلے اہل قناعت سے اکدن — لذت ہے کیسی آپکے نان شعیر کی
لکھے تھی جب نصیب میں بندگی عاشقی — اسدم کہاں تھی عقل ہماری دبیر کی
ماہِ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا — تصویر یہ تو ہے کسی روشن ضمیر کی
گاہے قفس میں ہے کبھی پھندے میں دام کے — مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی
دیر و حرم میں ڈھونڈتے ہیں شیخ و برہمن — ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی
منتھی منھ پھیر گیا ہے نعمت دنیا سے — لذت ملی ہے جب سے کہ نان شعیر کی

میرے دل کی لگی خدا جانے
حالِ گل بلبل و صبا جانے — نقش خب نقش بوریا جانے
وہ رہے کوچۂ توکل میں — مدعا اہل مدعا جانے
عاشقی کی خبر ہے عاشق کو — نہ سمجھے بوالہوس مری بلا جانے
کوچۂ زلف کا جو پوچھا حال — کوئی بیمار لا دوا جانے
مرضِ عشق کی حقیقت کو — درد فرقت مسیح کیا جانے
نعیم عاشق سے کیا خبر اسکو — کوئی بے ننگ و بے حیا جانے
[illegible] دنیا سے وہ دون پرست و لا

عشق بازی میں وہ قدم کو دھرے | اس خبر کی جو مبتدا جانے
... راز گر یہ عاشق ہو | چشم جانے یہ ماجرا جانے
حال آوارگانِ عشق صنم | چمن دہر کی ہوا جانے
... گدائے درِ محبت ہو | رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال | ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم میں | شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا | جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حال جانبازی کا تری فرہاد | جو کہ ہو صاحب وفا جانے

جسکو ہووے عبورِ بحرِ سخن
منتہی کی وہ انتہا جانے

قعرِ دنیا میں جو صفا دل ہے | چاہِ نخشب کا ماہِ کامل ہے
مائل بے وفا اگر دل ہے | نقش جب اسکا نقش باطل ہے
اس شہِ حسن کا جو مائل ہے | شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش نہے موج ہوا میانِ بہار | بہر دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ | شخص فاضل ہے مرد قابل ہے
بحرِ ہستی میں جو ہے دریا دل | خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھئے اُسکو | آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو | مرد دانا ہے شخصِ عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کار جہان | دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل میں نہیں ہے جائے کرم | گویا بے آب چاہِ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے | فضلِ حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہیں ہے رخصتِ یار | نزع کا دم کمال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق — باغ مین مجمع عنادل ہے
یہ مرقع جہان کا اے دل — چشم بینا مین نقش باطل ہے
قتل کرتا نہین وہ عاشق کو — یارِ نادان اپنا قاتل ہے

عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہے
منتہی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیدادگر پہلے — کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصدِ خنجر پہلے
شکایت بعد کرنا کثرتِ عشاق کی غافل — تو حسن خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے
نظارہ بعد کر اس تیغ ابرو کا دلِ نادان — اگر عاشق بہادر ہے تو کر سینہ سپر پہلے
نہ کرتا قصد جانے کا کبھی سوئے عدم عاشق — خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے
سنا ہے منزلِ جانان نہایت دور ہے غافل — جو ہے دانا تو پیدا کر دلا زادِ سفر پہلے
اسی سے عاشق جانباز کو بیدل ہی کہتے ہین — کوئی کہتا ہے شاید اپنا ہی مفت سر پہلے
نہ کرکے صبر اسد دل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا — نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خونِ جگر پہلے
کبھی رکھتے ہین قاصد لے دیا خطِ شوقیہ — قدم پہ یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے
صفِ مژگان اشک آلود کے آگے وہ جب آئے — سیاہی اپنے منہ کی چھوڑا اے ابرِ تر پہلے
نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے — دلِ نافہم کو کرتے جو ہم زیر و زبر پہلے

نہ پھرتے منتہی دردر نہ دہشت حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزلِ ہستی سے کرجاتے سفر پہلے

نمودِ خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے — کروگے کند چھری سے مگر حلال مجھے
مین تشنہ لب مئی وحدت سے ہون زخود رفتہ — پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے
زبان راست میری منھ مین دی ہے خالق نے — ہزار شکر دیا لقمۂ حلال مجھے
فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری — یہ فنِ عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے
بلا سایۂ قدِ سروِ ناز نے مجبر — کیا نہ باغِ جہان مین کبھی نہال مجھے
تپِ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون — دکھائے دیگا نہ اسدن رنج ملال مجھے

گدا نظر مجھے آتا ہے رشک دنیا دار
دکھائے دیتا ہے ستیر ثریا ن شغال مجھے

نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم
ہون بے ثبات فلک کر نہ پائمال مجھے

کسی کے دولت وصلت ہو کس طرح ممکن
وہ ناز دہند ہے آتا نہین سوال مجھے

دو کان پیر مغان تک مین صرف کرد تا
کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے

الٰہی وان مجھے قید حیات مین کیجیو
شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے

مین رند پیر خرابات کا ہون دیوانہ
ہر ایک کہتا ہے احباب باکمال مجھے

درازیان شب فرقت کی بسکہ جیسے ہین
دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے

سنو ہین شیخ و برہمن کی تا کجا یارب
بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے

مرید پیر خرابات رند مشرب ہون
جو بد خصال ہین کہتے ہین بد خصال مجھے

خدا ہی جانے کہ مین حال اپنا کیا کرتا
دکھائے دیتا جو اے منتہی مآل مجھے

کاتب اعمال ناحق درپئے تعزیر ہے
دیدۂ انصاف مین ہر ایک بے تقصیر ہے

ایک مدت سے نہین اسمین خیال رو دو قدح
دل ہے پہلو مین وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے

لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اسنے مجکو کیا
ایکدن محشر مین ہم ہین اور کاتب تقدیر ہے

بیٹھ ہر کے دل دوڑتا ہے کوچۂ سفاک مین
ان دنون مین ہمت اسکی کیا گریبان گیر ہے

کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجکو عمر بھر
حشر کا میدان ہے مین ہون وہ بت بے پیر ہے

مد بسم اللہ ہے ابرو نہین اس یار کا
گرد رخ کے خط نہین قرآن کی تفسیر ہے

پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ
یا برابر مار کے لبریز قدح شیر ہے

ہے یقین اسکو نشانے تک خدا پہنچائیگا
آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے

نیک و بد تو نے جو لکھا تھا وہی مین نے کیا
کاتب تقدیر اسمین کیا مری تقصیر ہے

دولت وصلت طلب کرتا ہون اس سے دیکھئو
بھیجتا قاصد تو ہون آگے مری تقدیر ہے

کونسے دل مین نہین ہے عشق کی جا ناصحو
کیا صفت اسکی کرون مین شاہ عالمگیر ہے

دل گرفتہ آتے ہین زیر زمین غنچے بھی کیون
بیٹھا زیر خاک ایسا کونسا دلگیر ہے

کون پہنچائے گا اوسکو منزلِ مقصود تک — یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مرجادی ہے — تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے
مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے — شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے
کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوسِ دنیا نے — نفسِ امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے
دست بستہ ہو جنون وحشتِ دل حاضر ہے — عشق کامل مرا جبدن سے ہوا ہادی ہے
دور ہے خطِ سیہ فام ترے چہرے سے — آج تک فردِ عمل یار تری سادی ہے
ہوگیا آنکھونسے معدوم جہان کے اکبار — کوچۂ یار مگر گلشنِ شدادی ہے
کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار — کون آباد ہو کس کے لیے بربادی ہے
حسنِ نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم — جسکے ہاتونسے زمانا ترا فریادی ہے
کونسا رند نہین تابعِ فرمان اسکا — دخترِ رز بھی الٰہی کوئی شہزادی ہے
دیکھ کر جیتا تھا صیاد حسین کی صورت — اس گرفتاری سے بدتر مری آزادی ہے
کھینچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے — کارِ مانی ہے نہ یہ صنعتِ بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشقِ دنیا کے حضور
منتقی نفس کشی پیشۂ جلادی ہے

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی — ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی
دیا ایک بوسہ نہ عنابِ لب کا — مریض محبت کی اچھی دوا کی
بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے — دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی
کہون کسطرح مین خرابات کو بد — یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی
مکر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت — بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی
رہا کرتے ہو سر بزانو شب وصل — ہمارے لئے تم ہو گٹھری حیا کی
مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع — کہ صنعت سے باندہی ہے گٹھری ہوا کی
مین لکہا کیا خط شوقیہ اسکو — مگر میری تقدیر مین منا کی

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن میں ملکر — بن آئیگی بلبل کی باد صبا کی

مجھے منتھے شاہ کو نہیں سمجھوں
اگر تو نے اُس شوخ کے دل میں جا کی

دل اگر طالب وصلِ بتِ ہرجائی ہے — مجکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے
شیفتہ ہوئیگا گر ہو یہی تحریرِ ازل — آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے
عشق بازی جسے کہتے ہیں جہاں کے اندر — خصم جان عقل کی ہو دشمن دانائی ہے
حوصلہ چاہیے منھ چاہیے لینے کو اُسے — مے صافی سے بھرا گنبدِ مینائی ہے
ڈھونڈھتا یار وفادار جہان میں ایدل — میری دانست میں دیوانگی دانائی ہے
پاس ہے پردہ نشین یار تری او غافل — غور سے دیکھہ اگر قوتِ بینائی ہے
جلوہ حسن مگر پھونک رہا ہے دلکو — دشمن اس جان کی ہمارے تری رعنائی ہے
چشمِ وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہو دلِ زار — آجکل مدنظر آہوی صحرائی ہے
آئینہ پیش نظر رکھتا ہے ہردم شاید — اندنوں یار مگر محو خود آرائی ہے
جان تو بھول بھلیاں ہے دلا کوچہ عشق — بچکے چل اس سے اگر دعوہ دانائی ہے
آہ اظہارِ محبت سبب فرقت ہے — تیری بدنامی بھی میرے لیے رسوائی ہے
خوبی دہر مکافات ہے زہرِ قاتل — دشمنِ عاشقِ شیدا تری رعنائی ہے
نہ ڈرا شیخ عذابِ لحد تیرہ سے — اپنی جھیلی ہوئی برسوں شبِ تنہائی ہے
جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہو دنیا میں نماز — در پہ ابلیس کے کرتا وہ جبہ سائی ہے
جب سے رکھا ہو قدم وحشتِ جنوں کے اندر — خار ہیں میں ہوں مری آبلہ فرسائی ہے
موجِ گل آئی ہے شاید چمنِ عالم میں — جانب وحشت طبیعت مری لہرائی ہے
خوبی حسن پہ اپنے اُسے رہتی ہے نگاہ — اندنوں یار وہ وابستہ رعنائی ہے

منتھے جو کہ گدا ہے بے دنیا سے دنی
شیر کے برقعے میں گویا سگِ سودائی ہے

یہ روح سگِ نفس کے ملتی میں گھری ہے — کس دیو کے پھندے میں گرفتار پری ہے
یہاں دم پہ بنی ہے سبب درد جگر کی — غفلت ہی وہاں اور بہت بے خبری ہے

بہتی ہے مے ناب جہاں رہتا ہو رند — مسکن ہے وہاں شیر کا سمجھا کہ تری ہے
دنیائے بدانجام و بداطوار کو دیکھو — اچھوں سے بُری رہتی ہے کھوٹوں سے کھری ہے
باریک سر مو سے سوا ہے کمر یار — یا عاشق جانباز کی کوتہ نظری ہے
ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال — ہر دیدۂ بینا مین چراغ سحری ہے
دیکھا نہین تو نے نگہ مہر سے اسکو — یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے
لوٹا ہے ان آنکھون نے مری مردمک کو — کہتی مری تیار تھے ہر نون نے چری ہے
فصل گل مل آئی ہو آتی نہین آواز — شاید بط مے طاق پہ نسیان کے دھری ہے
معدوم جو نظرون سے مری ہستی ہے ہر دم — ہے تار نگہہ یا تری نازک کمر ہے
بھڑکا تھا ترے حسن کا جو طور پہ شعلہ — پیارے دل شیدا مین وہی جلوہ گری ہے
محتاج نہین منزل ہستی سے عدم تک — داغ جگر ہی عشق کا زاد سفری ہے
اس منزل ہستی مین بہت آگئے گئے ہین — ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہان سفری ہے
گر وا نہین وان زلف مسلسل کے پیچ و تاب — کیون عاشق جانباز کو آشفتہ سری ہے

کیون زاہد ابلیس سے نیکی کا ہے جویا
اے شیفتے پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے — وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے
حق مین مجھ سے عاشق ناشاد کے — روز فرقت روز رستخیز ہے
گردش چشم بتان ہند بھی — ابلق ایام سے بھی تیز ہے
ٹھیرتے اسکو نہ دیکھا ایکدم — عمر کا توسن نہایت تیز ہے
پھونکا جب آتش سے کوہ طور کو — خاک مین اپنی وہی آمیز ہے
آہ اپنی گر نہین شاخ چنار — اسقدر پھر کیون یہ آتش ریز ہے
پھول جھڑتے ہین زبان سے ہر گھڑی — کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے
کاوش مژگان تری اے شہسوار — عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے
سرو قامت کی یہ رکھتا ہے شبیہ — مصرعہ برجستہ مضمون خیز ہے

توسنِ دیوانگانِ عشق کو — خارِ صحرا اسلئے جنون مہمیز ہے
جانتا ہون مین دمِ اخلاصِ یار — ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے
عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار — اک بلائے بد ہے آفت خیز ہے
بر سون کوئی عشق مین چھانی ہر خاک — دامن دل اپنا آفت خیز ہے
کیا عمل پوچھین سگے میرے روزِ حشر — پاس میرے اُنکے دستاویز ہے
بزم مین اُسکو لیا آغوش مین
منتھی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے — شاد ہے آباد ہے مسرور ہے
حرص رفعت جسکے دل سے دور ہے — زیر پا اُسکے سرِ فغفور ہے
وہ بلاسے دو جہان سے دور ہے — جو شراب عشق سے مخمور ہے
حاصلِ بارِ زمانہ ناصحا — جان نئے بیکار کا مزدور ہے
جو کہ اس دارِ فنا مین حق کہے — وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے
سن کے وہ آہ دل کہنے لگا — خوش صدائے کاسۂ تنبور ہے
نان نعمت دے کہ دیو نان جو ین — ہر طرح بندہ ترا شکور ہے
سنگ راہ عشق جانان سے مگر — شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے
جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے — پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے
نغمۂ بلبل فراقِ یار مین — باغبان مجکو صدائے صور ہے
کرتے ہین مضمون ترا وحشی دمبدم — شاعری کا دل مین اک ناسور ہے
جو کوئی ہے طالبِ دنیائے دون — مکر کا پتلا سراپا زور ہے
ہے برابر عیب کے اُسکا ہنر — جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے
بھر عاشق یار کا گیسو دراز — مار ہے بزلف شب دیجور ہے
صدمہ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل — جو اُسے منظور ہے منظور ہے
سنگہ داغِ محبت گر نہین — ہم مین رندون کے ہمقدور ہے

شرمگین ہے کیون رخ روشن ترا / جھلملاتا کیون چراغ طور ہے
قہر ہے کم ظرف کو رفعت کمال / شمع پر پروانہ بھی مغرور ہے
جلوۂ جانان اگر ہر شے مین ہے / مجکو ہر ذرہ چراغ طور ہے
ہر امید وصل جسکی ساقیا / وہان مینے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدردان اسکا زمانے مین نہین
منتہی جس بات پر مغرور ہے

کیون کھنچے ہو غیر پر تلوار کس لیے / حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لیے
اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا / فرماتے تو آپ ہین بیمار کس لیے
کاہیکو دل کسی سے لگاؤ نہین ناصحو / بیٹھے بٹھائے مول لو آزار کس لیے
موئے کمر کا آپ کے لگتا نہین پتا / ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لیے
ظل ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو / اس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لیے
کاہک نہین جو تم ہو ہزار اسد لگے مال کے / آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لیے
گرتا اگر جہان تک کی نہین عادت ہی آنکو / ہے ناز جان یہ رخنۂ دیوار کس لیے
فریاد میری وہ نہین سنتا نہین ستمگر / آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لیے
پھر وصال سمجھ جو مین نے کیا کہا / کرتے تم آپ مجکو گنہگار کس لیے
مانا کہ وہ نکو ہے تمھین رسوائیو نکا خوف / اے حیلہ جو بنی ہے شب تار کس لیے
گر دل ہے بے کرم تو شمشیر ہی بے محل / گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لیے
گویا جو ہوتے گیسوے جانان تو پوچھتا / کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لیے

دنیا کو ڈرو لے گر ہو گرفتار منتہی
یہ ننگ کسلیے تمھین یہ عار کسلیے

کل شب وصل گر اس مہ سے لڑائی ہوتی / ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی
صرف مین ساقی مدمست کے آئی ہوتی / رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی
یار جو ہوتی محبت کبھی مجھ سے تجکو / اور حالت تری اب تک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دم زیست — ہے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی

ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم — گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی

اے شب ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر — بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی

ابر رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھ سے — مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی

جنت و حور کا احوال عیان ہو جاتا — کوچۂ یار تلک اپنی جو رسائی ہوتی

پاس سے میرے شب وصل اگر اٹھ جاتے — روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی

رنج فرقت کا تجھے حال عیان ہو جاتا — گر طبیعت تری بیار کہین آئی ہوتی

کی فلک ہمکو عطا چھانٹ کے بیماری عشق — ندیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی

جنس دل کا تھا طلبگار رنجیراز وصلت — مفت تب دیتے جو ہمنے بڑی پائی ہوتی

آہ مین نالۂ بلبل کے جو ہوتی تاثیر — آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی

کوچۂ یار مین مدفن جو کبھی اپنی ہوا — خوب ہی خاک زمانیمین اوڑائی ہوتی

انکلبار رہی سے [illegible] بنی تھی [illegible] — یہ عمارت ایسی تدبیر سے ڈھائی ہوتی

یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے — بات مطلب کی تو منھ سے نکل آئی ہوتی

منتقی راحت کو نہین اگر تھی منظور

چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خون جگر ہے شراب کے بدلے — ہمارا لے دل سوزان کباب کے بدلے

دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے — عطا ہوئے ہمین پیری شباب کے بدلے

سوال گور مین جسدم کرین گے آکے نکیر — دکھاؤ لگا خط قسمت جواب کے بدلے

طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہم نے — ذرا سے بات پہ تیور عتاب کے بدلے

ہزار بار شب ہجر مین ہوا بے ہوش — ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے منتقی اسکو

خراب ہون دل خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دلِ بے باک ہے | جسنے بھیجا آیۂ لولاک ہے
آئینہ کیا جام سے پاک ہے | دل ہمارا جوہر ادراک ہے
جو ترا دیوانۂ بے باک ہے | دوجہان سے مجھسے بے پاک ہے
گردش چشم صنم کے سامنے | اک تماشا گردش افلاک ہے
دیدۂ انجام بین کے روبرو | اک بگولہ گنبدِ افلاک ہے
مجھپہ کیا ہا تونے تیرے اے جنون | دل جوانانِ چمن کا چاک ہے
رشک سے رخسار و کاکل کے ترے | سنبل ابتر گل گریبان چاک ہے
زاہدا اہل قناعت کے حضور | دولتِ دنیا خس و خاشاک ہے
عالم نیرنگ کہتے ہین جسے | جانتا ہون مین طلسم خاک ہے
حلۂ سے خلد کہتے ہین جسے | یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
عشق کی آتش کا اِسکو دہیان ہے | دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے
ابلق ایام کا ہون شہسوار | زیر ران اک توسنِ چالاک ہے
چاہئے سنبھلا رہے اسکا سوار | توسن عمر روان چالاک ہے
پیری آئی گی جوانی جائیگی | آگ جب تحلیل ہوگی خاک ہے
چادر مہتاب کہتے ہین جسے | یار کی اک ململی پوشاک ہے

لا دے ساقی جوش گل آئے کہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

او لئے ہو آستین ہین تیوری چڑھی ہوئے | آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے
جاوے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف | بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے
نوکِ مژہ پہ عاشقِ شیدا کے اشک ہین | کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے
قطرے عرق کے روئے بتِ سبز رنگ پر | لوح زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے
مملو ہوا ہے داغ محبت سے دل میرا | ہین ملک عشق مین مرے سکے پڑے ہوئے

فقر دن پہ مدتو نسے لگا یا ہی یار کو | بر سو نسے ہین وہ داؤن پہ اپنے چڑھے ہوئے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا | ہم بھی ہین اپنے یار کے در پر اڑے ہوئے
تیغ انگلی کا جب سے ہے اُس شوخ کو خیال | کوچے تمام شہر کے ہین کیا سُرخے ہوئے
احوال سن کے شیرین و فرہاد کا کہا | مردے اوکھاڑنے ہو بُرانے گڑے ہوئے
اللہ ری رُعب حسن بتِ آتشین مزاج | دل موم ہوگیا جو ذرا وہ کڑے ہوئے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روزِ حشر | بندے بھٹک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوئے

اس جنگ حسن و عشق کے میدان مین منحفی
یارون کے مدتو نسے ہین جھنڈے گڑے ہوئے

جب فصل بہاری مین زنجیر نظر آئی | دیوانہ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھون مین رہا میری | اُس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہِ نو کو کل شب سرِ گردون پر | طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
خاموش ہوا کاتب اعمال کھلے میرے | جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینو نکا | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
بھولنگا دل دلبر کو بھیجا جو پیام وصل | اِس آہ کی مدت مین تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہین خراب احباب | یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہو نہین گدا یو نہین زاہدو نہین رندو نہین | جسجا یہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اس دل سے گری میرے | ابرو کی کبھی جبدم شمشیر نظر آئی

اس فردِ مقدر کو منحفی جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہین کم بختی ہی اُس مہ سے مسیحا سے لڑائی ہے | شب فرقت نہین آئی ہے اپنی موت آئی ہے
مگر اُسنے گلی مین ایسی کیا تیغ آزمائی ہے | جو وہانسے چارپائی پر نکلتی چارپائی ہے
نہ شیشے مین ہے مے باقی نہ کیسے مین زر باقی | دم گوشہ نشینی ہے یہ وقت پارسائی ہے
ادھر دنیا کا لالچ ہے اودھر عقبیٰ کا کھٹکا ہے | یہ منزل دل کی ہے کونین کی جسمین سمائی ہے

اُدھڑا لایا پریشان کو مٹایا ہجر کا صدمہ | بھلا ہو جذبہ دل کا بری بگڑی بنائی ہے
نہ وہان خط رخ پہ نکلا نہ یہان کمین کدورت | چلے آتے نہین صاحب صفائی پر صفائی ہے
کیا ہے او فلک تو نے ہی پابند ہوس ہمکو | دیا ہے وہ مرض ممکن نہین جسکی دوائی ہے
وہان پر رند رہتے ہین جہان ہوتا ہے میخانہ | ولا شیرونکا مسکن ہے وہان جیسا ترائی ہے
کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو | مگر صانع نے کیا سرسون ہتیلی پر جمائی ہے
مری آہ دل سن سن کے وہ بیرحم یون بولا | کسی ہے اعتماد اسکا کہ جو تیر ہوائی ہے
سخاوت کے سبب سے آشنائی ہجر و وصلت ہون | مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے
کبھی دود دلی ہے گاہ ہے آہ شرر افشان | نہین معلوم ہے نے کس لئے دھونی رمائی ہے

جتا کر راز الفت کو اٹھائے ہجر کے صدمے
بہت تھا تنھے دانا مگر کیا منہ کی کھائی ہے

مرجائے فراق مین اسد رچہ روئیے | اس کشتی حیات کو ایکدن ڈبوئیے
اپنے کئے کو آپ دل زار روئیے | اشکو نسے اپنا نامۂ اعمال دہوئیے
نظرون مین جانچئے دُر دندان یار کو | تار نگہ مین آج تو موتی پیروئیے
ارمان دل نکالئے اب کی شب وصال | انکو نہ سونے دیجئے خود بھی نہ سوئیے
چالاکیان شباب کی طفلی کی شوخیان | ہر وقت یاد کیجئے اور خوب روئیے
جرات کو دل کی طاقت و ہوش و حواس کو | کس کس کو یاد کیجئے کس کس کو روئیے
کیون نقد دلکو دیجئے بے وصل ناصحا | اس مال بیقیاس کو کیون مفت کھوئیے
رکھتے ہین جو کہ کوچہ سفاک مین قدم | انسے کہو کہ زیست سے بہی ہاتھ دہوئیے
دل دی کی ان بتون کو جو ایذائین جھیلئے | اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈہوئیے
رونے سے ہاتھ آئے اگر دولت وصال | یون روئیے کہ زورق گردون ڈبوئیے

ہاتھ آگئے ہمکو گنج قناعت جو منتھی
پھیلائے پاؤن چین سے تا زیست سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہی — ہر راشیون زور عدالت خراب ہی
حیدر ن سے دور ہے فلک دُون پرست کے — حیران ہین شریف شرافت خراب ہی
پابند وضع ہوکے ہوا ہون ذلیل و خوار — مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہی
بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز — اہل حیا و صاحب عزت خراب ہی
حقے مین اندنون ہی شریف نجیب کے — سنتا تھا مدتون سے مصیبت خراب ہی
دام بلا ہی حلقۂ تسبیح شیخ و شاب — ہا تو نے ناکسون کی عبادت خراب ہی

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے — فکر معاش ہی کبھی روز حساب ہے
پیری ہی نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے — کچھ لطف زندگی ہے تو عہد شباب ہے
ویران دل ہے جو نہین مسکن ہی یار کا — جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے
رندون کو دنے شراب جو ممکن ہو ساقیا — تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے
اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات — دنیا تمام سات ورق کی کتاب ہے
تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا — معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے
درم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا — وہ دن بھی رکھو یاد کہ روز حساب ہے
دیتا ہے دمبدم مجھے جام شراب ناب — ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے
کس بحر حسن کا لب دریا گذر ہوا — چشم حباب صورت چشم پر آب ہے
صورت تمام ہستی ناپایدار کے — دہوکا ہے نقش آب ہی موج سراب ہے
آتش شراب شوق کی بھڑکی ہی اسگھڑی — پہلو مین دل نہین ہی ہمارے کباب ہے
بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا — اسکا حساب آپ سے روز حساب ہے
قابو مین ہے نہ دل نہ جگر بہ ہے اختیار — اس منتھے سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہ جگر خراش کی تاثیر دیکھیے — اس دل کو میرے دیکھیے یہ تیر دیکھیے
جاتی پہ ہے وہ چاند سے تصویر دیکھکر — کس اوج پر ہے اختر تقدیر دیکھیے
سینے مین دل نہین نظر آتا ہی اندنون — اگر روز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھیے

مُلکِ عدم کو کھینچتی ہے وحشتِ دلی
کھنچتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھئے

کھاتا ہے تیغِ اُلفتِ جانانہ منتھے
رکھتا ہے پاس ہمتِ مردانہ منتھے

رکھتا ہے دل مین اُلفتِ جانانہ منتھے
بھرتا ہے کیفِ عشق سے پیمانہ منتھے

وصلت مین گاہ گاہ ہو فرقت مین مبتلا
ہوشیار ہو کبھی کبھی دیوانہ منتھے

کیا دیکھتا ہون رات کو بزمِ وصال مین
ہو شمعِ روئے یار کا پروانہ منتھے

سنکر پیامِ وصل یہ اُس شوخ نے کہا
کیا [illegible] لیا ہے اندنون دیوانہ منتھے

بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہو
بے آگ کے جلا ہے مرا خانہ منتھے

آیا نہین ہے خطِ رُخِ رنگین یار پر
پہنچا زوال حسن کا پروانہ منتھے

نیرنگِ حسن یار کا اُس مین خیال ہے
سینہ ہے دل کا یا ہے پریخانہ منتھے

کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی
بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ منتھے

اہلِ دول کو خیر سے نفرت ہے اندنون
جس جا ہے گنج وہان پہ ہے ویرانہ منتھے

قبضے مین جسکے دل ہو اُسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورتِ سگِ دیوانہ منتھے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے
خوشی ہو دل کو کہ کوئی دم مین یار آتا ہے

مین شیر پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون
اُسے جبے کہ سگِ نفس مار آتا ہے

اذان دی کعبہ مین ناقوس دیر مین پھونکا
ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے

غبارِ دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا
بلند اُسکو نظر جو مزار آتا ہے

فزون ہے لحظہ بلحظہ وہ حسن روز افزون
دلا ہوشیار کہ وقتِ شکار آتا ہے

عدم سے عالمِ امکان مین منتھی پیاری
دہر ایسے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

جہان مین کون مجسا خوش بیان ہے
مری گھٹی مین بلبل کی زبان ہے

چمن مین دیکھکر ابرِ بہار سے
مین سمجھا اسکو بہشتی کا دہوان ہے

چھکتا جو ہے اس دل مین شب و روز — کسی بلبل کا شاید آشیان ہے
نہ لاف زمزمہ کر دیکھہ بلبل — مری منہہ مین بھی آخر کو زبان ہے
برہمن دہر مین کعبہ مین ہی شیخ — جسے دل ڈہونڈہ تا ہے وہ کہان ہے
مبارک شیخ تجکو جنت و حور — مرا سر اور اُسکا آستان ہے
چمن مین دیکھکر ابر بہار سے — مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے
بہت سے خوبیان ہین مہروش مین — مگر یہ عیب ہے نامہربان ہے
سنبہل کر صحن دل مین یار جانا — یہ شاہِ عشق کا پیارے مکان ہے
کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل — الٰہی کون اِسکا باغبان ہے
عدو جو بے اثر کرتے ہین نالے — سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے
جسے کہتے ہین خورشید قیامت — صف عشاق کا زرین نشان ہے

الٰہی منتھے اہل توکل
ترے خوانِ کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے — زندگی موت کے برابر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب — کوئی دارا کوئی سکندر ہے
اک قطرہ ہے بحر الفت کا — مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے
نالۂ دل کھول کر کرون کیونکر — کہنہ سقف فلک یہ سر پر ہے
حور و جنت کو کیا کرون لیکر — دل مین بندے کے یار کا گھر ہے
تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ — لعل بھی ایک لعل پتھر ہے
عشق بازی مین ایک ہین دونون — اِسمین مفلس ہے یا تونگر ہے
آتش عشق سے بہت ہے شاد — دل بغل مین ہی یا سمندر ہے
دلِ اہلِ ہنر بھی دنیا مین — میری جانب مین معدن زر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب — کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منتھے پیارے

حال شاہ وگدا برابر ہے

مستی ہی کیفِ عشق جنابِ امیر کی ‏ ‏ بیہوشی ہر مجھے مئے خمِ غدیر کی

آہِ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی ‏ ‏ آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی

سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتو نسی یار کے ‏ ‏ پہلو مین دل ہے یا کہ ہے گدڑی فقیر کی

عاشق کو پاس سے نہ جدا کر تو شاہِ حسن ‏ ‏ ہوتی بادشاہ کو حاجت وزیر کی

قشقہ جو کھنچا ہے ہمنے جبین نیاز پر ‏ ‏ دنیا سے دون کے سینے پہ گویا لکیر کی

اقرار سے وصال کے دل شاد ہو گیا ‏ ‏ کیا بات ہے صنم سخنِ دلپذیر کی

ہر ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم ‏ ‏ دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی

غافل ہے یار عاشقِ شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغِ اسیر کی

تمت

اعلان

اس دیوان منتخب کا حق تصنیف و تالیف نواب میر خیرات علیخان صاحب بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی ہے کوئی صاحب المطابع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین بعوض نفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر ایک قسم کے کتب قلمی قیمتی و خوش خط و چھاپہ وغیرہ کے موجود ہین جسکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہو سکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدرآباد دکن محلہ دارالشفا روبروے نشترخانہ سرکار

علاوہ اسکے یہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب بمقام شہر امروہہ محلہ شہر بازار ضلع مرادآباد دوکان سید حسین صاحب سوداگر کے پاس سے مل سکتے ہین۔

قصیدۂ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدمِ مہر سے روشن جو ہوا برجِ حمل
چمنستان مین بھڑکی لالہ و گل کی مشعل

گل پہ گل کھلتے ہین ہر دم چمنِ ویرانہ مین
شجرِ خشک سے کوپل پہ ہے پھولی کوپل

باغبان پھرتے ہین ہر سمت کو انڈے انڈے
پوچھتے پھرتے ہین دہقان کہان تھا جنگل

کثرتِ لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے
ڈھیر پھولون کا ہے صحرا مین ہر اک سینۂ تل

کلیان کھل گئین غنچون کی چلی بادِ بہار
جزو مفصل نظر آتا نہین مجکو مجمل

گل کئے غنچۂ گل خوب نسیمِ سحری
وا کیا دل پہ مرے عقدۂ ما لا ینحل

چھو کے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد مین جائے
گیسوے حور کے کھل جائین ابھی بل پہ بل

حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے
شکلِ ادریس پیمبر نہ جدا جائے محل

گردیون نرگسِ شہلا کے ہے سوسن کی بہار
چشمِ معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل

چھوڑ کر آجکل ایسے چمنستان کی بہار
مین نجاؤن جو کہے کوئی مجھے خلد مین چل

زور ہے اب کی تراوت کا زمانہ مین کمال
بھیگ جائے نہ کہین بادِ صبا کا آنچل

آب پاشی کے لئے ہر روشِ گلشن کے
لگہ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل

یہ سمجھے ابرِ بہاری پہ یقین ہوتا ہے
حور آئی ہے کوئی اوڑھ کے کالا کمبل

داغ پر لالۂ حمرا کے یہ سوجھی پھبتی
گویا آغوش مین مریخ کے بیٹھا ہے زحل

صبحدم جب گلِ خورشید فلک پر نکلا
مین یہ سمجھا کہ کسی جھیل مین پھولا ہے کنول

سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے
شیشۂ سبز بنے شعلۂ نارِ منقل

ہر ہوا ہیکہ صفا خیز و کدورت رفتہ
صورتِ آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل

ہو گئیں پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر
یون زمین سے ہے عیان صورتِ فارون عمل

نام بیمار نہین بیٹھا ہے خاموش طبیب
دردِ سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل

لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیمِ سحری
دہنِ غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھ سنبھل

استراحت ہو جوانان چمن کو جسمین
صحنِ گلشن مین بچھایا ہے صبا نے مخمل

پردۂ غیب اٹھایا ہے صفا نے ایسے
حال کیطرح سے ہے پیش نظر مستقبل

قوت نامیہ گویا ہین سہے گی ایدل
نخل نکلین گے زمین سے لئے ہر شاخ مین پھل

یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر
جلد تو پھر خدا پردۂ غفلت سے نکل

کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے
عاقبت پیا ہے ہشن مین مان کہا دیکھ سنبھل

جب سنین مین نے یہ انس سے سخنان دلخواہ
صورت مہر فلک جلد چلا سر کے بھل

مدح کرا سکی جو ہے مدح کے شایان نادان
رنج راحت سے ترا آن مین ہا جائے بدل

ابلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلئے
گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل

حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے
دل نے ایکبار کہا یہ بخدا وند ازل

کیسا ہی علم ہوا انسان کو نہ ہو مدح تری
لاکھ پر لگائین فلک پر کہان اوڑ جائے نمل

جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینۂ دل
نور ایمان سے مگر اسکو کیا ہو صیقل

فہم بقراط ہے اک نقطۂ موہوم ترا
علم اشراق ہے ترا سخن مستعمل

آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین
دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل

کار خلقت سے ترے دیدۂ ولکو شب و روز
سیج سیارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل

ناخن فکر سے اپنے جہین عالم یمن
وا کئے سیکڑون ہین عقدۂ ما لاینحل

دہیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا
آشیان نبگیا گنجشک کا شاہین کی بغل

دہن گرگ ہوا ہے وہین ساغر گل
پنجۂ شیر بنا ہے صفت ناز و ہر شل

یون زمانے سے ترے دور ہوا فسق و فجور
اہل اسلام سے جیسے شرف لات و ہبل

عدل و انصاف سے معمور ہے یون دل تیرا
جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہے غنچے کی بغل

سر اوٹھایا ہے ترے دست کرم نے جب سے
آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل

ہے یہی ہمت عالی کا تقاضا تیرے
ہاتھ تو آئے مری دولت قارون دغل

تیرا ثانی نہین مجکو نظر آتا ہے کہین
اسکا کچھ ذکر نہین جو کہ ہو مرد احول

جائے تنگ اسمین نہین کچھ کہ عیان ہے چہ بیان
سیکڑون مفلس و محتاج کئے اہل دول

عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا
نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ڈال ہے نخل شجاعت کے وہ تیغ براں / داغ خون پھول ہے جسکا سر اعدا ہے پھل
سامنے اسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے / منھہ چڑھا ہے اسکے وہی جسکے چڑھی ہے سر پہ اجل
جو ہر اس تیغ دو دم مین جو نظر آتے ہین / مرغ جان کے لئے اعدا کے وہ ہین دام اجل
دم جنبش یہ صدا اسکی زبان سے آئی / ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل
جب وہ کھچتے ہے کہین رعب سے اسکے دم میز / ٹھہرے ترچھون کے زمانیکے نکل جاتے ہین بل
رعب ایسا ہی تری تیغ شجاعت کا ہوا / رستم گرد گیا موت کے چاپے سے ٹل
کیا بیان ہووے ترے اسپ کی چالاکی کا / ایک ہے روئے زمین اور اسی پشت جبل
شوخیان کرتا ہے وہ چال مین ایسی ایسی / جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل
باگ لے اسکی اگر راکب فرخندہ خصال / دامن زین سے نگہ اسکے کہان جائے نکل
جست وخیز اپنی دکھا دے وہ اگر شوخ مزاج / آسمان سر پہ ہو گہ زیر قدم ہو بادل
طور تمثال جو ہے فیل سواری کا ترے / کوہ ہے جسکے مقابل مین بجائے خردل
چال وہ جلد کہ جیسے ہو شب عیش رواں / دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل
خلق کہتے ہے عماری مین ترا دیکھ کے حسن / وہ ہے خورشید فلک اور یہ ہے برج حمل
ہے وہ خرطوم دیا جادہ کوہ ظلمات / مشتق نور ہین یا دانت ہین پیدا نہین حل
ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانسے دراز / ساق معشوق ہین وہ دانت کہ دل ہو بیکل
نسب تیرہ مین نہین اسکو کسی شی کی ضرور / سونڈ ہے جائے عصا دانت ہین جا مشعل
عرض یہ کرتا ہے اے خالق ہر جن و بشر / پیر ہفتاد وسلہ منتہے عبد اقل
تاکہ ہین حاکم و محکوم جہان کے اندر / تاکہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا مین عمل
تا رہے عابد و زاہد سے زمانا معمور / تا خلا دور جہان مین ہے نہایت اشکل
تاکہ ہے کوئے خرابات مین رندونکا ہجوم / تاکہ ہے مسجد عادینہ مین نیکونکا عمل
مہر و مہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت / سقف افلاک پہ جبتک کہ رہے برج حمل
پیچ مین اسکے رہے تاکہ دل عاشق زار / زلف مشکین مین حسینون کے رہین جبتک بل

صاحب عز و شرف آپ کا مختار الملک
اسکا خورشید کے مانند رہے طول عمل

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا سیتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دار الریاست حیدر اباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے نا حق ہو گئے حیف کی جاہی بیدم
دہیان تاریخ کا ایا جو سخی لکہی تاریخ تو اریخ الم
۱۲۸۸

از لالہ انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ سخی

ازجہان صد حیف چون سوے جنان یک بیک ان شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم ہنر منتہی ایے وایے از دنیا برفت
۱۲۸۸

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہین رنگا رنگ گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکہہ تاریخ قابل دید ہے یہ فکر ریاض
۱۲۹۰

از حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکہنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگرد و تمن تھے منتہی اہل سخن ہین سب تھے یہ ثابت ہے صریح
چھپ رہا ہے اونکا دیوان لکہہ سال اوسکا جلال یہ کلام منتہی ہے انتہا کچھ ہے فصیح
۱۲۹۰

از مرزا غلام علی صاحب جوش مندراسی

جان کلام منتهیان منتهی الکلام | ہر معنیش ظہیر دل و ظہر منتہی
تاریخ طبع گشت چہ مطبوع طبع جوش | دیوان منتہی بود از بھر منتہی
= ۱۳۰۵

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب ہجر لکہنوی حال وارد حیدرآباد دکن

تلمیذ رشید تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان اسیر لکہنوی

ان منتہی شاعر برتر خیال و فکر | کان داشت شیشۂ می مضمون بطاق عشق
ہر ہفت طبع شاہد نظم شر چو یافتہ | از بھر سال ہجر بگفتہ لی مذاق عشق
۱۳۰۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکہنوی شاگرد تعشق

زافضال حق بلبل سدرہ ست ہم صفیر | بنگر عروج مرتبہ شان منتہی
زانصاف نگذرم کہ نباشد مجال کس | وصف کمال رتبہ شایان منتہی
ہرگز ز من رقم سخن فصلی نمیشود | پیوند جان نمیشد اگر جان منتہی
جو شد می لطیف نشاط سخن مدام | شاعر پسند از لب دیوان منتہی
۱۳۰۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکہنوی حال ساکن حیدرآباد

یہ دیوان سید رستم علی صاحب نے چھپوائے | دکھایا زور کامل بحر مواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کردو بس یہی تم بر | یہ دیوان منتہی کا ہے کہ جیحون ہے سلاست کا
۱۳۰۱ھ

از سید علی صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکہنوی

اندرین اوان فزودہ زیب طبع | طبعزاد و فکر و شوق منتہی
راست میگویم نیامد در جہان | صاحب اشعار ذوق منتہی
فکر چون درخواستم تاریخ طبع | گفت ہاتف سال کی ذوق منتہی
۱۳۰۱

از میر مہدی صاحب ضیا لکہنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین — کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ
کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح — دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱ھ

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سررشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چھپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل — مضامین عالی ہین رنگ ظاہر ہے طبیعت کا
نکیون ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل — یہ دیکھا آشنا شفاف ہے حسن فصاحت کا ۱۳۱۱ھ

از میر زوار حسین صاحب وکیل متوطن سرسی تلمیذ جلال لکھنوی

لوح دنیا سے مثل حرف کے جب — مٹ چکے منتہی کوکب طبع
حیف ای چرخ خصم اہل کمال — اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع
کہہ دو تاریخ طبع وا رفتہ — سخن منتہی ہوا اب طبع ۱۳۱۱ھ

از میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال — ہست فیض عام از سعی سخی
ید میستا بیگ نام نامیش — در دکن مدفون شد و بد لکہنوی
یاس از دل بہر سال طبع او — گفت فکر منتہا سے منتہی ۱۳۱۱ھ

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکہنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع — ای محقق چہ نادر و بجستہ
گو بہ نادر ز معجمہ سالش — سخن عمدہ زبان اور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

اشک انکھو مین ہین کیون کسلئے ہے حال برا — ہین کیون کرتے ہو حیف یہ غم ہے کیسا
جای شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج — ای اثر منتہی مقتول کا دیوان چھپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا سنجی نے منتہی کا دیوان — دنیا مین رہیگا نام اوستاد سنجی
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی — لو اب دیکھو کلام اوستاد سنجی
۱۳۱۱ھ

از انتیاز شاد صاحب نثر تلمیذ سنجی

ہین ہر ردیف طرح کی گلکاریان شعر مین — غور گر کیجی تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر — کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ
۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خان صاحب رفعت تلمیذ جلال

سے فی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی — خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او — دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان
۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ سنجی

کھلا ہے عجب گلشن منتہی — خزا نہین ہی جسکو نہین کچھ زوال
ثنا اسکی کیا مجھسے ہو اے رفیق — فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زدوے بہار — کہا یہ چھپا نسخۂ بیمثال
۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدرآبادی

میر رستم علی پاک دل و خوش خو سے — آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہ و شک — ہے ہر اک مصرع تر سلک لآلی خوشاب
کیا دُر لفظ مین کیا لعل معانی مین واہ — نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شاب
ہو چکی طبع یہ نظم اب گل گلزار سخن — چمن دہر مین مہکینگے بلطف و آب
عندلیب چمن طبع نے فوراً ناجی — نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب
۱۳۱۱ھ

ایضاً

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا — بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب — زیبا چھپی نتایج افکار منتہی
۱۳۱۱ھ

تمام شد

اشتہار ضروری

حیدرآباد دکن

ہماری دوکان واقع شہر ~~امروہہ محلہ~~ ... آباد ضلع مراد آباد میں سوائے کتب مندرجہ فہرست شمولہ دیوان منتہی ہر قسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چھاپ ہوکر شایع ہوتی ہے موجود ہیں حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہوسکتی ہیں اور سوائے کتب ہر قسم کا سامان ساخت ولایت و ہندوستان وغیرہ تجارتی بھی موجود ہے اوسکی قیمت بھی بطریق مذکور لیجائیگی اور نیز بطریق مذکور روانۂ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور اوسکا ٹکٹ بھیجنے سے مرسل ہوسکتی ہے اور جو سامان مندرجہ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرمائینگے وہ بھی بایں صورت مرسل ہوسکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمہ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد

قیمت	نام کتاب
عہ	کلیات سودا
	کلیات قدر بلگرامی
	کلیات مومن
عہ ۶	کلیات میر تقی
۱۲	کلیات نظام رعنا
عاں ۸	کلیات انوری
عہ ۱۰	کلیات سعدی
	کلیات جامی
	دیوان رسوا
	دیوان محمود بلخی

قیمت	نام کتاب
عہ ۸	کلیات سلمان ساوجی
عاں ۸	کلیات ظفر در چار جلد
عہ ۴	کلیات انشاء اللہ خان
۱۴	کلیات امیر اللہ تسلیم
۱۰	کلیات صنعت
عہ ۸	کلیات بیدل
عہ	کلیات عرفی
	کلیات شمس تبریز
	دیوان غنی کشمیری
عہ ۸	دیوان شورش عشق

۸ر دیوان سالک
۸ر دیوان مظہر جان جانان
۱۰ر افتاب داغ
۳ر دیوان ضامن
۱۰ر دیوان حضرت امیر المومنین علیؑ
عہ ۸ر دیوان لطافت
عہ ۴ر دیوان فاخر
عہ ۸ر دیوان ریاض صابر دہلوی
عہ دیوان مسکین
۸ر دیوان قلق
۴ر دیوان غالب دہلوی
۵ر دیوان ذوق
۱۲ر چمن بے نظیر
۴ر دیوان سحر
۴ر دیوان عاشق
عہ ترجمۂ قصاید عرفی
۴ر دیوان جرار
۱۱ر دیوان امیر مسمی مرآت الغیب
۳ر دیوان خواجہ میر درد
عال دیوان ظہوری
عہ ۲ر دیوان حافظ چھاپ بمبئی
۱۰ر دیوان امانت
عال ۸ر دیوان اشک جلد دوم

۸ر شرح رباعیات جامی
۸ر دیوان چمن
عال دیوان محی الدین عربی
۱۰ر دیوان رفعت
۸ر دیوان وفائی
عہ ۴ر دیوان معجز بیان
عہ دیوان شاد
للعہ دیوان متنبی طبع کلکتہ
۱۲ر دیوان شاہ تراب
۴ر دیوان سخن
۷ر دیوان رند
۸ر دیوان جرأت
۵ر مجمع الاشعار
۱۰ر دیوان شایستہ
۱۰ر دیوان واسطی
۸ر بہارستان سخن
۳ر دیوان نیاز
۳ر دیوان لطف
سے دیوان جلد اول میان رشک
عال دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مجتہد
۱۲ر دیوان نعمت خان عالی
۱۲ر دیوان گلزار خلیل
عہ ۸ر دیوان منتہی مرحوم تلمیذ آتش طبع تازہ
عہ ۴ر برکاغذ قسم دیگر

مثنویات

قیمت	نام کتاب
عمہ	مثنوی نیرنگ تقدیر
١٢ر	مثنوی مظہر العجائب تصنیف ضمیر
٨ر	مثنوی تحفۃ الاصرار جامی
٤ر	مثنوی عبرت افزا
٣ر	مثنوی تحفہ جعفری
٥ر	مثنوی طلسم جہان
١٠ر	مثنوی گلزار نسیم
٢ر	مثنوی رموز العاشقین
٢ر	گلدستہ معنی
٢ر	مثنوی دریاے تعشق

قیمت	نام کتاب
٤ر	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
عمہ ١٢ر	مثنوی گل باغ ارم
٨ر	مثنوی مہر و مشتری
٨ر	مثنوی خسرو شیرین اکشفی
٣ر	مثنوی غنیمت
٨ر	مثنوی شمس فیض
٤ر	مثنوی امیر حسن دہلوی
٦ر	مثنوی فرحت افزا
١ر	اندر سبھا امانت

قصائد

قیمت	نام کتاب
٦ر	قصیدہ امالی
١ر	گلدستہ محمدی
٢٢ر	قصیدہ نجم الضیا
[illegible]	قصیدہ در مدح علی

قیمت	نام کتاب
١٠ر	قصیدہ نظم الدرع
٢ر	گلدستہ دکن
٢ر	گلدستہ نعت
٠ر	قصیدہ قمر الدین خان